۷۸۶

مرتبہ

محمد امین (زبیری) مہتمم تاریخ

۱۹۲۹ء
۱۳۴۸ھ

باہتمام منشی بشیرالدین خاں

(شمسی مشین پریس آگرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصرِ جدید بھوپال

طلوعِ صبح مسرت | ۱۶ر مئی ۱۹۲۶ء کی صبح ہزارہا انوارِ مسرت کے ساتھ نمودار ہوئی اور اس پیغام برقی نے کہ "علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ تاج ہند جی، سی، ایس، آئی۔ جی، سی، آئی، ای۔ جی، بی، ای، کی، مرضی مبارک کے مطابق سکریٹری آف اسٹیٹ نے اعلیٰ حضرت سکندر صولت نواب افتخار الملک حاجی محمد حمید اللہ خاں صاحب بہادر بی۔ اے کی ولیعہدی کو تسلیم کرلیا" عامۂ رعایا میں غیر معمولی اُمنگیں پیدا ہوگئیں اور ہر شخص شاداں و فرحاں ایک دوسرے کو تہنیت اور مبارک باد دینے لگا۔ سارے ملک میں جوشِ انبساط کی ایک رَو دوڑ گئی بھوپال کا کوئی قریہ اور کوئی قصبہ ایسا نہ تھا جہاں شادمانی اور مسرت کی فضا نہ پیدا ہوگئی ہو۔ دلوں کی مسرت چہروں سے ابرِ مطیر ہوکر ٹپکنے لگی، مبارک باد کے ہزاروں تار بھیجنے کے بعد متعدد جلسہ ہائے تہنیت منعقد ہوئے جن میں نہایت جوش وخروش سے اظہار شادمانی کیا گیا۔

اعلیٰحضرت کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اگرچہ شہزادہ ہونے کے باعث ہر شخص کے دل میں ابتدا ہی سے راسخ عقیدت اور پُر خلوص محبت تھی لیکن جب سے حضورِ ممدوح نے علیا حضرت سرکار عالیہ کے مشیرِ معتمد کی حیثیت سے رعایا کی ترقی و بہبودی اور ملک کے نظم و نسق میں حصہ لینا شروع کیا۔ اُس وقت سے بلا شائبۂ مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ رعایا کے دلوں میں ایک خاص اُنس پیدا ہو گیا اور جیسے جیسے حضور ممدوح کے اخلاقِ کریمانہ سے رعایا کو سابقہ پڑا اور نظمِ ملکی کے ہمدردانہ نتائج رونما ہوئے اس گرویدگی میں انتہائی شیفتگی اور عقیدت بڑھتی گئی۔

اب ہر شخص اس خبر کے سُننے کے لئے ہمہ تن گوش تھا کہ یہ شاہی قافلہ انگلستان سے کب روانہ ہوگا اور ہر متنفس نہایت بیتابی کے ساتھ منتظر تھا کہ علیا حضرت سرکار عالیہ اور اپنے ہر دل عزیز ولیعہد کے دیدارِ فیض آثار سے کب بہرہ اندوزی ہوگی۔

لیکن یہ انتظار ایک اور آنے والی مسرت و نشاط کی تمہید تھی جو اب تک پردۂ خفا میں تھی اور جس سپیدۂ سحر نے ولیعہدی کا مژدۂ روح پرور سُنا کر ملک میں جذباتِ شادمانی پیدا کر دیے تھے وہ ایک ایسی صبح کا نورانی پَرتو تھا جو ہزاروں فرحتوں اور شادمانیوں سے معمور تھی وہ صبح ۱۹ مئی ۱۹۲۶ء کو اُفقِ بھوپال سے طلوع افگن ہوئی اور ایک پیغام برقی نے اسیوقت یہ نویدِ مسرت دیدی کہ علیا حضرت سرکار عالیہ مدظلہا نے حکومت و جہانبانی کی ودیعت الٰہی کو جس کی وہ اب تک امین و محافظ تھیں نواب افتخار الملک خلد ملکہٗ کے دستِ مبارک میں تفویض فرما دی۔

اب جو آفتاب اپنی شانِ جہاں آرائی کے ساتھ طلوع ہوا تو قلعہ فتحگڈھ سے

توپوں نے شلک سلامی سر کر کے اس خبر کو شہر کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیا۔

۹ بجے کابینہ[۱] عالیہ کے پریسیڈنٹ اور ممبروں نے پریڈ گراؤنڈ پر افواج ریاست اور عامۂ رعایا کے ایک عظیم الشان مجمع میں شاہی اعلان سنا دیا اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے لیکن یہ مسرت اپنے اندر نہایت متضاد جذبات رکھتی تھی علیا حضرت سرکار عالیہ کی سریر حکومت سے دست کشی کا اثر ہر قلب پر تھا مگر جو آنسو کا قطرہ آنکھ سے نکلتا تھا وہ دامن پر آتے آتے نشاط و شادمانی کا موتی بن جاتا تھا اور جو اثرات قلب سے چہرہ پر نمودار ہونا چاہتے تھے وہ مسرت و انبساط کی صورت اختیار کر لیتے تھے۔ اس خبر فرحت اثر کے بعد عام لوگوں نے پھر انتظار کی گھڑیاں کاٹنی شروع کیں کہ کب وہ روز سعید آئے جس دن وہ اپنے شفیق اور ہمدرد فرمانروا کا نہایت خلوص قلب سے خیر مقدم کریں۔ مگر اب زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور یہ اطلاع موصول ہو گئی کہ موکب شاہی (ایس ایس قیصر ہند) نامی جہاز سے روانہ ہو گا اور جون ۱۹۲۶ء کے اول ہفتہ میں اعلیٰحضرت خلد اللہ ملکہٗ کے دیدار ہمایوں سے سب کی آنکھیں شاد ہوں گی۔

چنانچہ یہ شاہی قافلہ صبح کے وقت لندن کے اسٹیشن سے روانہ ہوا۔

اس دوران قیام میں ہز ہائینس کے اخلاق و اوصاف نے انگلستان

---

[۱] علیا حضرت سرکار عالیہ نے روانگی لندن کے وقت ایک کیبنٹ قائم فرما دی تھی جس کے پریسیڈنٹ خان بہادر مولوی متین الزماں خاں صاحب بہادر بی اے اور ممبران راے بہادر اودھ نراین صاحب بسریا بی۔ اے و میر دبیر سید منصب علی صاحب مُعتَمَد خاص اور بعد واپسی یورپ خان بہادر دبیر الملک سر اسرار حسن خاں صاحب بہادر سی آئی، ای تھے۔

کے کثیر التعداد معززین اور برٹش افسروں کو گرویدہ بنا لیا تھا اور یہ سب قدیم دوستوں کے زمرہ میں داخل ہو گئے تھے۔

روانگی کے وقت اگرچہ بہت سویرا تھا اور موسم بھی بہت سرد تھا لیکن ان احباب کا ایک بڑا گروہ خدا حافظ کہنے کے لئے اسٹیشن پر موجود تھا جن میں لیڈی منٹو، لیڈی ریڈنگ، لیڈی وینشا، لارڈ ہارڈنگ، سر طامس ہالینڈ، سر چارلس بیلی وغیرہ وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

جشنِ مسرت کا آغاز | مسرت و شادمانی کی ان سحر ہائے دل کش نے عامہ رعایائے بھوپال کے دلوں پر جو نشاط آگین ضیا پاشی کی اور جس سے ملک کی تمام فضا مسرت و شادمانی سے لبریز ہو گئی وہ حقیقت میں گذشتہ زندگی کی تمام صبحوں سے بہتر اور برگزیدہ تھیں لیکن اس انتظار کے ختم ہونے کو قدرت نے آیندہ دو اور صبحوں پر منحصر رکھا تھا۔

ایک صبح ۱۴ر جون ۱۹۲۶ء کو ساحلِ بمبئی پر نمودار ہوتی ہے جبکہ اس موکب ہمایوں نے اپنا بحری سفر ختم کرکے باب الہند میں نزولِ اجلال فرمایا۔ پریسیڈنٹ اور ممبران کابینۂ عالیہ نے جو ایک دن پہلے بغرض استقبال پہنچ گئے تھے جہاز پر خیر مقدم کیا۔

ورودِ مسعود کے وقت بمبئی میں گورنمنٹ کی طرف سے سلامی کی توپیں سر کی گئیں۔ بندر پر ہز اکسلنسی گورنر کے ایک اے ڈی سی گورنمنٹ کے قائم مقام کی حیثیت سے موجود تھے اور گارڈ آف آنر سلامی کے لئے صف بستہ تھا۔ مول اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر جہاں شاہی اسپیشل ٹرین کھڑی تھی سرخ بانات بچھی ہوئی تھی جہاز کے لنگر انداز ہونے کے بعد جب صبح ہوئی تو پہلے علیا حضرت سرکار عالیہ جہاز سے اتر کر موٹر میں روانہ ہو گئیں۔ علیا حضرت کے

ہمراہ ہر ہائینس شاہ بانو بیگم صاحبہ۔ نواب گوہر تاج بیگم۔ شہزادی ساجدہ سلطان اور شہزادی رابعہ سلطان تھیں۔ پھر ریذیڈنٹ کے بعد ہز ہائینس سکندر صولت نواب افتخار الملک فرمانروائے بھوپال ادام اللہ بالعزو الاقبال ایک ایسے شاہانہ انداز کے ساتھ جس میں شانِ جمالی نمایاں تھی خراماں خراماں ساحل پر اترے گارڈ آف آنر کا ملاحظہ کیا اور موٹر میں سوار ہوکر اسٹیشن تشریف لائے ٹھیک دس بجے اسپیشل ٹرین اہلِ بھوپال کو نوید مسرت دیتی ہوئی روانہ ہوئی۔

یہاں تمام شہر بھوپال عروسِ نوبنا ہوا تھا۔ رعایا نے اپنے اظہارِ محبت کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ شہر کے ہر گلی کوچہ کو دروازوں جھنڈیوں اور مختلف نقش و نگار سے اس قدر آراستہ پیراستہ اور اس قدر دلکش و دل آویز بنا دیا تھا کہ پورے شہر پر عروس البلاد کا اطلاق ہوتا تھا۔ اسٹیشن بھوپال سے احمد آباد اور راحت منزل (قریباً ڈیڑھ میل) تک ہر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے خوبصورت اور شاندار دروازے بنائے گئے تھے اور ان کو خیر مقدم کے اشعار اور مبارکباد کے قطعات سے مزین کیا گیا تھا۔

اگر ان تمام اشعار کو جو رعایا کے دلی جذبات کے ترجمان تھے اور اس مخصوص موقع کے لئے اکثر شعرا نے تصنیف کئے تھے جمع کیا جائے تو واردات قلبی کا ایک ایسا نادر مجموعہ ہو سکتا ہے کہ جس کے پڑھنے سے دلوں میں ولولے پیدا ہوتے ہیں ان تمام اشعار میں جو مختلف بحروں اور ردیف قافیوں میں تھے ایک شعر اس قدر مقبول ہو رہا ہے کہ ہر کہ دمہ کی زبان پر جاری ہو گیا ہے ؎

الٰہی تا جہاں باشد حمید اللہ خاں باشد
بتاجش گوہر اقبال سلطان جہاں باشد

ان دروازوں اور راستوں پر جھنڈیاں پیرقیں اور خوبصورت جاپانی قندیلیں بہ کثرت آویزاں کی گئی تھیں دروازوں پر نفیری اور شہنائی بجانے والے اپنے دل کش اور سُریلے نغموں سے مبارک باد و تہنیت کے جذباتِ مسرت کو دوبالا کر رہے تھے۔

یہ آرایش و پیرایش نہ صرف شوارع عام پر تھی بلکہ اندرونی گلیوں اور کوچوں میں بھی تھی۔

بھوپال کا اسٹیشن اگرچہ بارہا آراستہ پیراستہ کیا گیا ہے لیکن اس کی آراستگی اور سجاوٹ میں ایک خاص بہار تھی۔ مسافرخانہ اور اسٹیشن کا وسیع میدان آرایش کے لحاظ سے دُلہن بنا ہوا تھا۔ تمام عہدہ داران و جاگیرداران اور شرفاءِ بلدہ استقبال کے لئے اسٹیشن پر حاضر تھے۔

حقیقتاً عیش و نشاط کی یہ صبح صبحِ عید سے کسی طرح کم نہ تھی جو سرور و انبساط کے نورانی آثار کے ساتھ نمودار ہوئی اور جو ماں کی محبت اور بیٹے کی سعادت کے انوار سے آراستہ تھی جس سے شہر میں ایک عام جنبش و حرکت پیدا تھی لوگوں نے صاف سُتھرے لباس زیبِ تن کئے بچوں کو زرق برق لباس پہنائے اور اپنے ہمدرد اور ہر دل عزیز فرمانروا کے دیدار سعادت آثار سے مسرور اور شادماں ہونے کے لئے روانہ ہوئے سڑکوں، بالاخانوں اور دوکانوں پر جو موکب شاہی کے گذرگاہ پر تھیں ہزاروں آدمی با چشم منتظر و با قلب مسرور موجود تھے۔ اور اپنے خلیق و شفیق غمگسار و غمخوار فرمانروا کی سواری بادبہاری کے دیکھنے کے لئے چشم براہ تھے۔

ضلع جنوب کا خیر مقدم | یہ آرایش یہ جوش اور مسرت کا عالم ہر دہ بھوپال ہی میں نہ تھا بلکہ حدود ریاست سے اس کا آغاز تھا۔

بھوپال کے ضلع جنوب کی حد دریائے نربدا کے پل کے نصف حصّہ سے شروع ہوتی ہے جو جنوبی جانب برطانوی ہند کے صوبہ متوسط اور بھوپال کے مابین حدِ فاصل ہے اس ضلع کی رعایا نے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ پل کے نصف حصّہ سے آرایش کا ایک طویل سلسلہ قائم کیا تھا جو بھوپال کے اسٹیشن پر منتہی ہوتا تھا۔ یہ پل پھول پتوں اور جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور ریلوے لائن کے دونوں جانب جھنڈیاں اور بیرقیں اُڑ رہی تھیں مسرود کے صحرائی اسٹیشن کو اعلیٰحضرت کی شاہزادگی کے زمانہ کی رعایائے جاگیر نے رشکِ گلستان بنا دیا تھا

۵ر جون کی مبارک صبح اِس مقام پر طلوع ہوئی شاہی اسپشل ٹرین، یہاں ٹھہری مولوی شکر اللہ صاحب سہیل انڈر چیف سکرٹیری ڈیوڑھی نے تمام رعایا کے ساتھ استقبال کیا۔ دلوں میں جذباتِ مسرت کا جو دریا موج زن تھا اس کی کیفیت ان کے چہروں سے نمایاں ہو رہی تھی۔ پلیٹ فارم کے قریب دیہاتی عورتیں کلس[۱] لئے کھڑی تھیں اور بڑے جوش سے اپنے راجہ کے خیر مقدم کے گیت گا رہی تھیں نقاروں اور شہنائیوں کی آوازوں نے ایک دل فریب منظر پیدا کر دیا تھا۔ اور صبح کا سُہانا وقت اس چہل پہل سے مل کر عجیب سماں دکھا رہا تھا۔

رعایا کی طرف سے ہار پھول اور ڈالیاں پیش ہوئیں۔ یہ سُہانا وقت اور یہ دل فریب سماں ایک یادگار نظارہ تھا۔ ۱۰ منٹ بعد انجن نے سیٹی دی اور

---

[۱] ہندوستان میں قدیم سے دستور رہا ہے کہ جب راجہ دورہ میں جاتا ہے یا دیہات سے گذرتا ہے تو سڑک کے کنارے عورتیں کلس (ایک عورت کے سر پر پانی بھرا ہوا گھڑا ہوتا ہے اور متعدد عورتیں اس کے گرد جمع ہوتی ہیں) لئے ہوئے گیت گاتی ہیں اور راجہ بطور انعام اُن کو کچھ روپیہ دیتا ہے۔

ٹرین روانہ ہوئی۔

یہاں سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر حبیب گنج کا اسٹیشن واقع ہے جہاں اس آرائش کا پورا زور تھا۔ اسٹیشن پر ایک خوشنا پنڈال تیار کیا گیا تھا اور جابجا مختلف اشعار نے جو رعایا کے جذباتِ دلی کے مظہر تھے ایک خاص رونق پیدا کر دی تھی۔

۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ٹرین اسٹیشن پر داخل ہوئی مولوی محمد اویس صاحب بی۔ اے۔ ایل، بی، مجسٹریٹ ضلع نے تمام حکام اور قائم مقامانِ رعایا کی معیت میں نعرہ ہائے مسرت، اور بینڈ اور نفیری کے نغموں کے ساتھ استقبال کیا اور شاہی سیلون پر پھول برسائے پنڈال کے باہر دیہات کی رعایا بوڑھے جوان، بچے، مرد و عورت کا ہجوم غفیر تھا۔ قرب و جوار کی عورتیں کلس لے کر حاضر تھیں اور تہنیت و مبارک باد کے گیت گا رہی تھیں۔ اعلیٰ حضرت سرکار عالیہ نے حاضرین کا سلام قبول فرمایا اور نہایت مسرت کے ساتھ اُن کی مبارک بادوں کا شکریہ ادا کیا۔ ہار پھول اور ڈالیاں قبول فرمائیں اور پانچ سو روپیہ کلس کے لئے عطا فرمائے۔

حضور سرکار عالیہ کا داخلہ بھوپال | اس کے بعد حضور ممدوحہ ایک جداگانہ اسپیشل ٹرین میں نہضت فرمائے بلدۂ بھوپال ہوئیں تاکہ میونسپل کا ایڈریس قبول فرمائیں اور دارالریاست میں اپنے قرۃ العیون اور نورِ چشم لختِ جگر، جدید فرمانروائے ملک کے استقبال میں شریک ہوں جس وقت اسپشل ٹرین اسٹیشن پر پہنچی۔ صاحب پولٹیکل ایجنٹ نے استقبال کیا اور تمام حاضرین نے تعظیم ادا کی۔

فیلڈ بیٹری اور گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی اور بینڈ نے اسٹیٹ انتھم

بجایا۔ اراکین وعمائدین ریاست سلام کے لئے پیش ہوئے۔ پریسیڈنٹ کابینہ عالیہ نے ہار پیش کئے۔

علیا حضرت کے ہمراہ نواب گوہر تاج بیگم شاہزادی عابدہ سلطان حسب دستور ریاست اپنے درباری لباس میں تھیں اعلیٰ عہدہ دار اور خواتین ریاست ان کے حضور میں بھی سلام کے لئے پیش کئے گئے پلیٹ فارم کے سقفی حصّہ میں زرنگار شامیانہ ایستادہ تھا جہاں حضور سرکار عالیہ اور نواب گوہر تاج بیگم اپنی اپنی کرسیوں پر متمکن ہوئیں اور علیا حضرت کے حضور میں اگزکیٹو افیسر میونسپل نے حسب ذیل ایڈریس پڑھا۔

"ہم ارکانِ بلدیہ بحیثیت نمائندگان اہل بھوپال حضور عالیہ و اعلحضرت دام اقبالہا و دیگر ممبرانِ خاندانِ شاہی کا اس سفر دور و دراز سے بخیر و خوبی و بصحت و عافیت مراجعت فرمائے بھوپال ہونے پر خلوص دل سے خیر مقدم کرتے ہیں اور کارسازِ حقیقی کا ہزار ہزار شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو حضور عالیہ کی قدم بوسی کے شرف سے ممتاز و مفتخر فرمایا۔

حضور عالیہ! اس سفر کے دوران میں اگرچہ بصورت ظاہری تمام رعایائے بھوپال فرداً فرداً ہمرکاب نہ تھی مگر معنوی طور پر ہم سب کی تمنائیں اور آرزوئیں اور مستجاب دعائیں ساتھ تھیں۔

حضور عالیہ! سلسلہ فرمانروایان مملکت بھوپال کی عدیم المثال سلطنت آرائی سے تواریخ کے صفحے مزین

ہیں اور تمام ہندوستان نیز اکناف عالم میں بھوپال کے
ہر عہد زرین کا کارنامہ حکومت ضرب المثل ہے خصوصاً
عہدِ سلطانی کی ممتاز ترین برکات و حسنات اور حضور عالیہ
کی ذاتِ ستودہ صفات کا شہرۂ یکتائی چار دانگ عالم
میں پھیلا ہوا ہے اور یہ تمام رعایا ر بھوپال کی خوش نصیبی
ہے کہ وہ تمام حسنات و برکات اعلیٰحضرت ہز ہائنس
افتخار الملک بہادر بالقابہ کی ذاتِ ستودہ صفات
میں تکمیل کے ساتھ موجود ہیں اور کمال تشکر و امتنان کا
باعث ہے کہ جس طرح حضور عالیہ نے عدل و بذل رحم
و فضل کے ساتھ رعایا پروری اور فیض گستری فرمائی
اُسی طرح اعلیٰحضرت کی بیدار مغزی اور مروت اور فضل
فضیلت سے اُمید واثق ہے کہ تمام توقعات بھوپال
کی وفادار اور جان نثار رعایا کی پوری ہوتی رہیں گی۔

حضور عالیہ! جس قدر جوش شکر گذاری و وفاداری
تمام رعایا ر جان نثار کے دلوں میں موجزن ہے اُس کا
اظہار دلی محبت اور عقیدت کے ساتھ اُن دُعاؤں سے
ہوتا ہے جو حضور عالیہ کی مداومت عمر گرامی و دوام صحت
و بہجت اور اعلیٰحضرت کی ترقی اقبال و اجلال کے لئے ہر کہ
و مہ کی زبان ارادت ترجمان پر ہر وقت رہتی ہے

الٰہی تا جہاں باشد حمید اللہ خاں باشد
بتا جنش گوہر اقبال سلطان جہاں باشد

یہ ایڈریس ایک نہایت خوشنما کاسکٹ میں پیش کیا گیا۔ اور حضور ممدوحہ نے حسب ذیل نطقِ شاہانہ فرمایا۔

"ارکانِ بلدہ و اعیانِ شہر!

آپ نے جس مخلصانہ فرطِ محبت و صدقِ عقیدت سے ہماری مراجعتِ سفر پر ہمارا خیر مقدم کیا ہے اس پر ہم آپ سب صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ کے اس پُرجوش استقبال سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری یہ طویل جدائی آپ کو کتنی شاق تھی اور آپ ہماری بخیر و خوبی و عافیت معاودت کے کس قدر مشتاق تھے اس لئے ہم کو آپ کے اس قول کے باور کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ گو بظاہر ہم ایک عرصہ تک اپنی عزیز رعایا سے دور رہے لیکن بلاشبہ ان سب کی دلی دعائیں ہر وقت ہمارے ساتھ رہیں اور جس طرح آپ نے ہمارے اختتامِ سفر پر خیر مقدم کیا ہے ویسے ہی ہم آپ کو آپ کی مستجاب دعاؤں پر مبارک باد دیتے ہیں۔

صاحبان! آپ نے جن دل خوش کن الفاظ میں، ہمارے دورِ حکومت کا ذکر کیا ہے وہ ہمارے لئے باعث مسرت و اطمینان ہیں۔ ہم نے اپنے خیال کے مطابق ہمیشہ حکمرانی کے فرائض کو بندگی کی شان سے ادا کیا اور عدل گستری اور رعایا پروری کو اپنے لئے بہترین عبادت سمجھا۔ ہم نے ریاست کو ہمیشہ ایک امانت

اُنھی تصور کیا اور رعایا کے آرام و آسایش کو اپنی ذات پر مقدم
رکھا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اپنے ارادوں میں عملاً ہم کس حد
تک کامیاب ہوئے کیونکہ اِس کا فیصلہ اُس علام الغیوب
اور ستار العیوب کا کام ہے جو دلوں کی مخفی ترین نیتوں
کو دیکھتا ہے اور دماغوں کے پوشیدہ ترین رازوں کو جانتا
ہے ہم کو اس کا اعتراف ہے کہ ہم سے غلطیاں بھی ضرور
ہوئی ہوں گی کیونکہ آخر ہم بھی انسان ہی ہیں اور خطا و نسیان
جو لازمۂ بشریت ہے اس سے مستثنےٰ نہیں ہیں اس کے
ساتھ ہی ہم کو اس امر کی خوشی ہے کہ ہماری تمام رعایا بلا لحاظ
مدارج و فرق و مذہب و ملت ہمیشہ ہماری نہایت مطیع و فرمانبردار
رہی اور اس کی یہ اطاعت کسی قسم کے جبر و اکراہ پر مبنی نہیں
بلکہ دلی محبت اور خیر سگالی کا نتیجہ ہے ہم نے اس کی بہبود
کے لئے جو تدبیر اختیار کی اور اُس کی اصلاح کے لئے
جو تحریک ضروری سمجھی اُس نے بطیب خاطر پوری مستعدی
سے اِس کی تائید کی اور ہمیشہ ہمارے خاندان کے ساتھ
وفاداری اور جان نثاری کو اپنا شعار رکھا۔

صاحبان! ہم کو سب سے زیادہ خوشی اور اطمینان
یہ ہے کہ ہمارے فرزند دلبند نواب حمید اللہ خان طال عمرہ
نے بھی شروع سے اسی فضا میں پرورش پائی ہے محبت
اور مروت اِن کی گھٹی میں پڑی ہے اور ایثار و اخلاق
اِن کے خمیر میں ڈالا گیا ہے۔ جب سے انہوں نے ہوش

سنبھالا اسی اُخوت و مساوات کا سبق پڑھا اور ابتدائے
سِن شعور سے ہمیشہ رعایائے بھوپال کی سچی خیر خواہی اور
ہمدردی اور اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کے آرام و آسائش
کا خیال اِن کا شیوہ رہا - اب کہ مشیت ایزدی نے اِن
کو اپنی ریاست کی سب سے زیادہ اہم اور وقیع خدمت
کے لیئے مامور و منتخب فرمایا ہے ہم کو یقین ہے کہ انشاءاللہ
وہ ہمیشہ ہمارے قدم بقدم چلیں گے اور اپنی صفاتِ حسنہ
سے بیش از بیش ریاست و رعایا کو مستفیض کریں گے ہم کو
یہ بھی یقین ہے کہ آپ سب صاحبان بھی اِن کے ساتھ
وہی وفاداری اور اطاعت شعاری ملحوظ رکھیں گے جس کے
لئے ہم اپنی رعایا کا شکریہ ادا کر چکے ہیں اور ملک کی خوش
حالی اور رعایا کی بہتری میں اسی طرح ساعی و کوشاں
رہیں گے جیسے کہ اب تک رہے ہیں -

آخر میں ہم آپ سب صاحبان کا مکرر شکریہ ادا
کرتے ہیں -

باریابی رعایائے ضلع جنوب | اسٹیشن حبیب گنج پر اگرچہ پروگرام کے مطابق جملہ
معززین پلیٹ فارم پر سلام کے لئے حاضر تھے لیکن مجسٹریٹ ضلع کی اطلاع
پر کہ رعایائے ضلع بیتابی کے ساتھ مشتاقِ دیدار ہے اعلیحضرت نے بالطاف
خسروانہ اس امر کو منظور فرمالیا کہ بہ نفس نفیس پنڈال میں تشریف لا کر اپنی رعایا
کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں چنانچہ اعلیحضرت شاہی سیلون سے اتر کر
پنڈال میں جلوہ افروز ہوئے اور تمام حاضرین کو جو پلیٹ فارم اور اس کے

قریب ہزاروں کی تعداد میں مجتمع تھے قبولیتِ سلام سے ممتاز فرمایا بعض افراد رعایا نے ڈالیاں پیش کیں جو بلحاظ عزت افزائی منظور فرمائی گئیں۔

جماعت منتظمہ استقبالی نے چار کا انتظام بھی کیا تھا مجسٹریٹ ضلع کی درخواست پر اعلیحضرت نے عنایاتِ شاہانہ اور اخلاق کریمانہ کو پھر مبذول کیا۔ اور اس دعوت کو بھی منظور فرمالیا۔ چند اصحاب سے گفتگو بھی فرمائی اور اپنی خندہ جبینی اور تبسم آمیز تشکر یہ سے اپنی رعایا کے دلوں میں جذباتِ عقیدت کی ایک اور لہر پیدا کردی۔

ورود شاہی | اس کے بعد اعلیحضرت اسپیشل ٹرین میں بہضنت فرمائے دارالاقبال بھوپال ہوئے اسٹیشن پر علیا حضرت سرکار عالیہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ، اور نواب گوہر تاج بیگم اور صدر کابینۂ عالیہ نے استقبال کیا۔

سیلون سے پلیٹ فارم پر قدم رکھتے ہی فیلڈ بیٹری۔ اور توپ خانہ قلعہ فتحگڈھ سے ۲۱ - ۲۱ ضرب توپوں کی سلامی سر ہوئی۔ گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی۔ بینڈ نے اسٹیٹ انیتھم کے نغمہ سے خیر مقدم کیا حضور سرکار عالیہ نے اپنے نور نظر اور نامور فرزند کو ہار پہنایا۔ اعلیحضرت نے ارکین ریاست کا سلام قبول فرمانے کے بعد گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا اور پھر ایک خاص ترتیب [۱] کے ساتھ شاہی جلوس ایوان راحت منزل روانہ ہوا

---

[۱] پائلٹ کار۔ .. افسر اعلیٰ انتظام پولیس

موٹر کار نمبر ۱۔ .. علیا حضرت حضور سرکار عالیہ مدظلہا۔ اعلیحضرت حضور نواب صاحب بہادر بالقابہٗ کپتان نواب زادہ سعید الظفر خاں صاحب بہادر

موٹر کار نمبر ۲۔ .. شہزادی عابدہ سلطان صاحبہ طول عمرہا۔ کپتان نواب زادہ رشید الظفر خاں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۵ پر)

جلوس کے متحرک ہوتے ہی پھر توپ خانوں نے سلامی ادا کی اور تمام منتظرینِ دیدارِ شاہی کو اطلاع دیدی کہ اب وہ دیدہ و دل فرشِ راہ کرنے کو آمادہ ہو جائیں۔ چنانچہ یہ شاہی جلوس موٹر کی سواری میں خراماں خراماں شہر کی شارع سلطانیہ (سلطانیہ روڈ) سے گذرتا ہوا راحت منزل پہنچا اور جس وقت اعلیحضرت رونق افروز راحت منزل ہوئے نشانِ ریاست بلند ہوا اور سلامی سر ہوئی۔ اعلیحضرت نے گارڈ آف آنر کا ملاحظہ کیا اس کے بعد اراکینِ ریاست جو وہاں حاضر تھے سلام سے مشرف ہو کر بحصولِ اجازت رخصت ہوئے یہاں سے فارغ ہو کر اعلیحضرت قصرِ سلطانی پر تشریف لائے جہاں تمام اخوانِ ریاست و اراکینِ دولت کی بیگمات و خواتین موجود تھیں جنہوں نے ہز ہائینس کا خیر مقدم کیا اور مبارکبادی کی صداؤں سے محل گونج گیا۔ یہ نو ماہ کی جدائی رعایائے بھوپال کے زن و مرد کو ایسی شاق تھی کہ ان کو ۹ سال نظر آتے تھے اور ان کے یہ دلی جذبات ان کی مبارکبادوں کی دھوم سے معلوم ہو رہے تھے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴ کا)

صاحب بہادر لفٹننٹ کرنل امیر احمد صاحب ایم۔ وی، او

موٹر کار نمبر ۳ .. خان بہادر مولوی محمد متین الزماں خانصاحب بہادر بی اے۔ دبیر الملک خان بہادر سر اسرار حسن خاں صاحب نائٹ سی آئی ای، کپتان ممتاز علی خاں صاحب۔

موٹر کار نمبر ۴ .. رائے بہادر منشی اودھ نرائن صاحب بہادر بسریا بی اے میر دبیر منشی سید منصب علی صاحب کپتان رحمن اللہ خاں صاحب

موٹر کار نمبر ۵ .. خان بہادر سید محمد ہادی صاحب۔ صولت جنگ کرنل محمد عبدالقیوم خاں صاحب بہادر۔ او۔ بی، ای۔ مولوی سید لیاقت علی صاحب ایم اے ایل ایل بی، دبیر الانشا قاضی ولی محمد صاحب

اعلیٰحضرت کے رونق افروز ہونے کے بعد اخوانِ ریاست و قدیم اراکین ریاست کی خواتین نے نذریں گذرانیں اور پھولوں کے ہار گلے میں ڈال کر دلی دعاؤں اور مسرت کی مبارک بادوں سے محل کو گونجا دیا۔

ہزہائینس نے نہایت کشادہ پیشانی سے اِن کی نذریں قبول فرمائیں اور راحت منزل تشریف لے گئے۔

یہ حقیقت میں ریاست کے لئے ایک خاص عید کا دن تھا اور شادمانی و مسرت مجسّم شکل میں رونما تھی۔ اس عید کے دن رات کی روشنی اور چراغان کے لئے خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ تمام سرکاری اور پرائیوٹ عمارتوں پر بجلی کے قمقموں نے ایک لطیف جگمگاہٹ پیدا کر دی تھی اور تقریباً تمام شہر ایک بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ شہر کے گوشہ گوشہ میں چراغان تھا۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے پنڈال میں اسی شب کو ایک خاص جلسہ منعقد کیا گیا تھا جس میں علیا حضرت کے الطاف و عنایات اور اعلیٰحضرت کے اکرام و اخلاق اور اِس کامیابی پر بڑی پُر زور تقریریں ہوئیں ایک مقرر مولوی محمد اصغر صاحب بی لے نے اعلیٰ حضرت کے اخلاقِ شاہانہ اور احسانات و الطافِ خسروانہ کا تذکرہ کر کے اِس تمام عالمِ مسرت کو قرآن مجید کی آیتِ شریفہ ذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ سے تعبیر کیا۔

دوسرے مقرر سیّد عبدالکریم صاحب بی۔ اے، ایل ایل، بی نے علیا حضرت کے احسانات اور اوصافِ گراں مایہ پر ایک بسیط تقریر[۱] کی جو گویا

---

[۱] علیا حضرت کی ذاتِ اقدس و اعلیٰ قادرِ مطلق کی اُس قدرت کاملہ کی مظہر ہے جس کی نسبت ایک عربی شاعر کہتا ہے۔ (بقیہ تقریر صفحہ ۱۷ پر)

علیا حضرت کی زندگی و حالات پر ایک پُر جوش تبصرہ تھا۔ جس وقت صبح کو اعلیٰ حضرت
بہ جلوسِ شاہانہ قصرِ راحت منزل کو تشریف لے گئے ہیں تو اس وقت ضابطہ اور
پروگرام کا لحاظ پیش نظر تھا مگر رات کو اعلیٰ حضرت نے بہ نفسِ نفیس صرف ایک
اے، ڈی، سی کو ہمراہ لے کر اپنی عزیز رعایا کے گرانقدر جذبات کا مختلف مقامات
میں نہایت سادگی کے ساتھ ملاحظہ فرمایا۔

(بقیہ تقریر صفحہ ۱۶)

لیس علی اللہِ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

علیا حضرت کی عمر اس وقت ۶۰ سال کے قریب ہے۔ زندگی کا پہلا دور وہ ابتدائی زمانہ ہے
جو تعلیم و تربیت کا تھا اور جدہ محترمہ سرکار خلد نشین نواب سکندر بیگم اور مادرِ مشفقہ سرکار خلد مکان
نواب شاہجہاں بیگم کے ظلِّ عاطفت میں گذرا۔ اردو فارسی، عربی، انگریزی، کے منتخب
اساتذہ مقرر کئے گئے۔ دستکاری کی تعلیم کے لئے ہوشیار مغلانیاں مامور تھیں،
شہ سواری و نشانہ بازی کے لئے باکمال تعلیم دینے والے متعین تھے غرض تعلیم کا جہاں
یہ مقصد تھا کہ ایک حکمران کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہو ان کی تکمیل ہو جائے۔ وہاں
یہ مقصد بھی ملحوظ خاطر رہا کہ جنسِ نسواں کی وہ تمام خوبیاں بھی مجتمع ہوں جو واجبات و فرائض
منزلی میں ہر درجہ اور حیثیت کی عورتوں کے لئے ضروری ہیں۔ اسی کے ساتھ قرآن مجید تجوید
و تفسیر بھی خاص طور پر درس میں شامل تھی۔ اصولِ مذہب کی عظمت اور فرائض مذہب کی
پاسداری پر جو بمقابلہ تعلیم کے مثال و تربیت سے زیادہ دل نشین ہوتی ہے بہت زیادہ
توجہ مرکوز کی گئی۔

ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۱ھ میں شادی ہوئی اور اب زندگی کا یہ دوسرا دور ربۃ العائلہ کی حیثیت
سے شروع ہوا۔ جس میں شوہر کی اطاعت، اولاد کی تربیت و تعلیم، (بقیہ تقریر صفحہ ۱۸ پر)

دربار صدر نشینی | ۹ رجون ۱۹۲۶ء کو باضابطہ صدر نشینی کی رسم ادا کی گئی اور یہی تاریخ بہ حساب شہور قمری یعنی ۲۷ رذی قعدہ ۱۳۴۴ھ علیا حضرت سرکار عالیہ دام ظلہا واجلالہا کی سالگرہ ولادت تھی تمام شہر جھنڈیوں اور بیرقوں سے آراستہ و پیراستہ تھا۔

(بقیہ تقریر صفحہ ۱۷) خانہ داری کا انصرام اور خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے کا فرض ذات قدس پر عائد ہوگیا۔ اس دور میں اولاد کی تربیت، جاگیر اور محل کے انتظامات کے علاوہ بہت زیادہ وقت مطالعۂ کتب میں صرف ہوتا رہا۔

۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ کو سریرآرائے حکومت بھوپال ہوئیں اور اب تیسرے دور کا جو عظیم الشان ذمہ داریوں سے معمور تھا آغاز ہوا۔ اس دور کے ابتدا ہی میں چند مہینے کے اندر نواب کنسرٹ (شوہر رئیسہ) کے انتقال سے بیوگی کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا جس کو صبر و رضا کے ساتھ برداشت کیا اور اپنی تمام تر توجہ ملک کے حالات کی اصلاح پر مبذول کی۔ مملکت بھوپال کے کل اضلاع میں دورہ فرما کر رعایا کی ہر ایک حالت کا بچشم خود معائنہ فرمایا۔ بندوبست مال گذاری، خزانہ، قانون و انصاف پولیس امور رفاہ عام اور دیگر شعبہ جات حکومت کی درستی و اصلاح کے لئے انہماک و محنت کا کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ ہر شعبہ میں نمایاں ترقیاں ہوئیں۔ انتظام ملکی کے لئے جدید ضروری و مناسب شعبے قائم کئے گئے۔ قدیم شعبوں میں مقتضیات حالات کے لحاظ سے تبدیلیاں کی گئیں اور بحیثیت مجموعی انتظام ملکی میں علیا حضرت کی بیدار مغزی اور قابلیت حکمرانی بلاشبہ مملکت بھوپال کے لئے ابر رحمت کے مشابہ رہی اور آج کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جس میں نمایاں ترقی نہ ہو۔ رفاہ عام اور رعایا کی حفظان صحت اور اس کی راحت و آسائش، اس کی عمرانی اور اقتصادی ترقی میں ہمیشہ نہایت فیاضانہ طریقہ پر توجہات رکھیں (بقیہ تقریر صفحہ ۱۹ پر)

ایوانِ صدر منزل جس میں علی العموم شاہی تقریبات ہوتی ہیں غیر معمولی طور طور پر سجایا گیا تھا صدر دروازہ کے سامنے ماہی مراتب اور گارڈ آف آنر مع بینڈ کے متعین تھا۔ اندر کے حصہ میں مہتابی پر ریاست کا "فتح نشان" جو بانیِ ریاست کی بیگم کے نام سے موسوم ہے اور "نشان قیصری" جو ۱۸۷۷ء

(بقیہ تقریر صفحہ ۱۸) صیغہ تعلیم کے ساتھ علیا حضرت کو ابتدا سے خاص دلچسپی رہی ہے اب سے ۲۵ سال پہلے بھوپال میں جدید تعلیم کا برائے نام انتظام تھا مگر علیا حضرت نے ابتدا سے اس کی ترقی و توسیع میں ذاتی اثر اور حاکمانہ رعب تک کے استعمال میں دریغ نہیں رکھا۔

مفصلات میں بہ کثرت مدارس جاری کئے اور شہر میں جبریہ تعلیم کا قانون نافذ فرمایا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ایک کے مقابلہ میں ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر موقع پر علیا حضرت نے نہ صرف فیاضانہ طور پر مالی امدادوں کی منظوریاں صادر کی ہیں بلکہ اپنی شفقت آمیز پند و نصائح اور اظہار مسرت سے رعایا کے دلوں میں تعلیم کا ولولہ پیدا کیا ہے۔

مردانہ تعلیم کے ساتھ ساتھ زنانہ تعلیم کی توسیع و اشاعت میں بھی شاہانہ توجہ مبذول رہی اور متعدد زنانہ مدارس جاری کئے گئے اور آٹھ لاکھ روپئے اس تعلیم کے لئے خاص طور پر حضور عالیہ نے وقف فرمادیے۔

مسلمان رعایا کی مذہبی اصلاح پر بھی کچھ کم توجہ نہیں فرمائی اور اس سلسلہ میں ایسے مختص قوانین و ہدایات کو نافذ کیا جو مذہبی نقطۂ نظر سے نہایت ضروری تھے اور جن میں زیادہ تر عورتوں کی نسوانی حیثیت کی مضبوطی اور ان کی بیچارگی کا دفعیہ بہت

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۰ پر)

سکے دربارِ قیصری میں کوئن وکٹوریہ قیصرۂ ہند کی طرف سے نواب شاہجہاں بیگم
خلد مکان کو عنایت ہوا تھا ایستادہ تھا صدر منزل کے رفیع الشان اور زرنگار
دالانوں میں درباریوں کی نشست تھی اور وسط میں تخت کے اوپر تین گنگا جمنی
کرسیاں رکھی ہوئی تھیں تخت کے نیچے جانب راست ایک اور گنگا جمنی کرسی

(بقیہ تقریر صفحہ ۱۱) زیادہ قابل قدر مثال ہے۔

۲۰ سال تک بہ نفسِ نفیس کامل انہماک اور ایک شاہراہِ انتظامی تیار کرنے کے بعد ۱۹۲۲ء
میں نظامِ حکومت میں تبدیلی فرمائی جس میں مشورہ کی قوت اور جمہوریت کے عنصر کا ایک کامل
حد تک اضافہ فرمایا۔ ایک اسٹیٹ کونسل قائم کی۔ اس کے ممبروں کو مختلف محکمات سپرد
کئے مجلس وضع قوانین قائم فرمائی جس میں سرکاری اور غیر سرکاری عناصر کو مخلوط کیا۔

غرض علیا حضرت نے حکومت و سلطنت کو ایک ودیعت الٰہی تصور کیا ہے اور اسی
عقیدہ کے ساتھ رعایا کی ترقی اور فلاح و بہبود میں وہ انہماک رکھا ہے جو عبادت کے
درجہ میں شمار ہوتا ہے

انتظام ملکی کے ساتھ فوج کی اصلاح و ترقی اور زمانۂ حال کے سازو سامانِ جنگ
سے مسلح و مرتب کرنے پر خاص توجہ کی جس کا سپہ سالاران ہند نے ہمیشہ اعتراف
کیا کیونکہ بقول ہز ایکسلنسی لارڈ منٹو کے کہ۔

"آپ کے مفتخر اور دلاور خاندان کا جوشِ سپہ گری خود آپ کو پورے طور پر
ودیعت ہوا ہے"

اس فوج نے مختلف موقعوں پر برٹش سلطنت کی حفاظت میں قابل قدر خدمات
انجام دی ہیں۔

سلطنتِ برطانیہ کے ساتھ مملکت بھوپال کے جو خوشگوار تعلقات ہمیشہ سے رہے ہیں

(بقیہ تقریر بر صفحہ ۲۱)

لگائی گئی تھی گیلریوں میں خواتین کی نشست کا انتظام تھا جن میں پردہ نشینوں کے لئے چقیں پڑی ہوئی تھیں۔

تمام ملکی اور فوجی عہدہ دار، اخوانِ ریاست و جاگیردار اور علماء کرام درباری کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۰) میں اُن میں علیا حضرت نے نہایت شاندار اضافہ کیا ہے اور نہایت حوصلہ فیاضی اور اولی العزمی سے برٹش سلطنت کی حمایت میں ہمیشہ اور ہر گونہ امدادیں کی ہیں خصوصاً یورپ کے محاربۂ عظیم میں علیا حضرت نے جو گراں قدر امدادیں سلطنتِ برطانیہ کو دی ہیں اُن کا ہر موقع پر ملکِ معظم قیصر ہند کے قائم مقاموں نے اعتراف کیا ہے اور وہ علیا حضرت کی بیدار مغزی اور اعلیٰ قابلیتِ حکمرانی کی تعریف اور دیگر اوصاف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے ہیں۔

اس دور میں علیا حضرت نے مسلمانانِ ہند کے ارتقائے تعلیم میں بھی نمایاں حصّہ لیا اور مسلمانوں کے مایۂ ناز دارالعلوم علی گڑھ اور دیگر قومی درس گاہوں کو گراں قدر مالی امدادیں دیں اور سالانہ وظائف جاری ہیں۔

محمڈن کالج یا مسلم یونیورسٹی کے ساتھ سب سے زیادہ دلچسپی رہی۔ پہلی مرتبہ پرائیویٹ طریقہ پر معائنہ فرمایا اور بحیثیت وزیٹر اور چانسلر کی حیثیت سے متعدد مرتبہ تشریف لے گئیں اور ان موقعوں پر جو تقریریں فرمائیں اُن میں وہ خیالاتِ زرّیں ظاہر کئے اور قومی تعلیم کے متعلق ایسے مفید مشورے دیئے جنہوں نے بڑے بڑے ماہرین تعلیم سے خراجِ تحسین وصول کیا۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے لئے ایک رفیع الشان عمارت بنوائی اور سالانہ امداد ہی عنایت نہیں کی بلکہ متعدد مرتبہ عام تعلیم کے متعلق اپنے (بقیہ تقریر صفحہ ۲۲)

"بجکر ۱ منٹ پر ہز ہائنس اور علیا حضرت سرکار عالیہ مع پرنسس عابدہ سلطان جو ہز ہائنس کی بڑی صاحبزادی ہیں شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ رونق افروز ہوئے قلعہ فتح گڈھ سے سلامی سر ہوئی حاضرین دربار نے ایستادہ ہوکر تعظیم ادا کی۔ جب ہز ہائنس اور علیا حضرت حضور سرکار عالیہ تخت کی چپ و

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۱) اعلیٰ درجہ کے مشوروں سے بھی رہین منت بنایا۔ غرض قومی لٹریچر میں یہ تقریریں نہایت بلند مرتبہ رکھتی ہیں اور یہ امر واقعہ ہے کہ علیا حضرت کی ذاتی توجہات، اخلاقی اثر اور مالی امداد مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں زبردست معاون بنی ہیں۔

علیا حضرت نے طبقہ روسا و والیان ہند کی تعلیمی ترقی میں بھی کار نمایاں کیا چیفس کالجوں کی اصلاح اور ان کے لئے ایک یونیورسٹی کے قیام کے متعلق سب سے پہلے حضور ممدوحہ نے ہی توجہ دلائی اور نہایت مدلل و جامع مضامین چیفس کالج کی کونسل میں پیش کئے حضور ممدوحہ نے یہ مضامین ایسی قابلیت سے تحریر فرمائے کہ مارچ ۱۹۱۳ء میں لارڈ ہارڈنگ وایسرائے ہند نے اسی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک چیفس کانفرنس منعقد کی اور اپنی تقریر میں کہا کہ

"ہز ہائنس پہلی فرمانروا ہیں جنہوں نے چیفس کالجوں کی تعلیمی اصلاح کے معاملہ کی اہمیت محسوس کرکے ایک خاص اسکیم پیش کی ہے۔

اگرچہ ابھی تک یونیورسٹی قائم نہیں ہوئی ہے لیکن چیفس کالجوں کے نصاب میں زبردست تغیر ہوگیا ہے۔

علیا حضرت نے اپنی صنف کی اصلاح و ترقی میں نہایت جوش کے ساتھ سعی بلیغ کی ہے۔ بھوپال کے وہ متعدد زنانہ انسٹی ٹیوشن اور خصوصاً پرنسس آف ویلز کلب جو عورتوں کی تعلیم و ترقی اور تہذیب و تمدن کا سرچشمہ ہیں حضور ممدوحہ کی اس سعی بلیغ کا

(بقیہ تقریر پر صفحہ ۲۳)

راست کرسی پر اور پرنسس تخت کے نیچے والی کرسی پر متمکن ہوئے تو قاضی علی حیدر صاحب عباسی پولیٹکل سکرٹیری نے افتتاح دربار کی اجازت مانگی اس کے بعد جو پُر عظمت منظر پیش ہوا وہ حقیقتاً تاریخ بھوپال ہی کا نہیں بلکہ تاریخ اسلام کا ایک عجیب و غریب مرقع تھا یا علیا حضرت سے جذبات و

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۲) اعلیٰ نمونہ اور اعلیٰ نتیجہ ہیں۔

بھوپال سے باہر بھی علیا حضرت نے ان مسائل میں کامل دلچسپی ظاہر کی ہے۔ اور مختلف مقامات کے زنانہ اداروں کو مالی امدادیں عطا کی ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس قائم کرائی، اُس کو اپنی فیاضانہ امداد سے مستحکم فرمایا۔ زنانہ نصاب کے لئے مالی امداد کی۔ مدرسۂ نسواں علیگڈھ کے استحکام و ترقی کے لئے سالانہ گرانٹ ہی عطا نہیں کی بلکہ اپنے اخلاقی اثر سے دوسری ریاستوں سے بھی امداد دلوائی اور جب کہ اس مدرسے کو انٹرمیڈیٹ کالج کی منزل میں لانے کا ارادہ ہوا تو امداد میں اضافہ فرمایا اور پھر ایک اور گراں قدر رقم ترتیب نصاب کے لئے مرحمت کی اور ان تمام مسائل پر وقتاً فوقتاً اپنے خیالات سے پبلک کی رہنمائی کی۔ غرض ہر طرح اپنی دولت وحشمت، اپنے اعلیٰ خیالات اور اپنے اثر و اقتدار سے صنفی ترقی میں ہر گونہ توجہات مبذول رکھیں۔

علیا حضرت ایک زبردست مقرر اور مصنف بھی ہیں اور یہ قوتیں اوائل عمر سے ہی موجود ہیں چنانچہ سب سے پہلے ۹ سال کی عمر میں اپنی ولیعہدی کے اعلان کے وقت ایک دربار میں تقریر کرنے کا اتفاق ہوا اور ایسے انداز سے وہ تقریر کی کہ رزیڈنٹ وقت کو بھی حیرت ہو گئی اس کے علاوہ ریاست اور بیرون ریاست متعدد مرتبہ ہزاروں مردوں کے درمیان میں ایسے مواقع پیش آئے اور بڑے بڑے مقررین کو حیرت زدہ کر دیا۔

(بقیہ تقریر برصفحہ ۲۴)

احساسات مذہبی اور اپنے نورِ نظر کی حکومت کو کامیاب بنانے کی تمناؤں کا ایک جلوہ گاہ تھا۔

مسلمانوں میں جب کوئی جلسہ شروع ہوتا ہے تو حصولِ خیر و برکت کے لیئے اس کا افتتاح قرآن مجید کے کسی رکوع سے کیا جاتا ہے اور حقیقتاً یہ وہ مبارک طریقہ ہے جو ہر اسلامی جلسہ کا طغرائے امتیاز ہونا چاہیئے لیکن یہ

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۲) محاربۂ عظیم کے زمانہ میں جبکہ لارڈ چیمسفورڈ نے سلطنت کی امداد کے وسائل پر مشورہ کرنے اور اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند کا ایک پیغام سنانے کے لیئے جو کانفرنس منعقد کی تھی جس میں تمام والیانِ ملک اور ہندوستان کے اعظم الرجال جمع تھے علیا حضرت نے ایک رزولیوشن کی تائید میں نہایت شاندار طریقہ پر بزبان انگریزی تقریر کی حالانکہ اس سے قبل کسی چھوٹے سے مجمع میں بھی انگریزی میں تقریر کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ علیا حضرت ایک مصنف کی حیثیت سے خاص امتیاز رکھتی ہیں۔ ان کا موضوع تصانیف زیادہ تر مذہب، اخلاق اور حفظان صحت ہے۔ یہ کتابیں خصوصیت کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہیں اور یہی مقصد تصنیف ہے۔

اس کے علاوہ ریاست کے ارتقا کی تاریخ یعنی اپنی زندگی اور حکومت کے حالات بھی کئی جلدوں میں مرتب فرمائے ہیں اپنے والدین اور جدہ اعظم نواب قدسیہ بیگم کی سوانح عمریاں بھی تحریر کی ہیں۔

اس وقت تک مذہب اخلاق، حفظان صحت اور سیرت و سوانح پر (۳۷) کتابیں تصنیف و تالیف فرما چکی ہیں۔ ذاتی تصانیف و تالیفات کے علاوہ مختلف طریقوں سے مصنفین و مؤلفین کی حوصلہ افزائی بھی فرماتی ہیں

(بقیہ تقریر بر صفحہ ۲۵)

طریقہ ابھی تک عام قسم کے جلسوں میں استعمال کیا جاتا تھا مگر علیا حضرت نے اس پُر عظمت تقریب کو بھی اس اصلی عظمت و شان کے ساتھ شروع کیا جس سے زیادہ ایک مسلمان کے لئے کوئی عظمت و شان نہیں ہو سکتی تاکہ ایسے درباروں کے لئے ایک مثال قائم ہو اور جب کوئی جدید فرمانروا تختِ حکومت پر متمکن ہو تو سب سے پہلے اس کو اپنی عبدیت اور اپنے معبود

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۴)

اس سلسلہ میں سیرۃ النبی کے لئے جس کی ابتدا مولینا شبلی مرحوم نے کی اور جس کی تکمیل ان کے تلامذہ کر رہے ہیں ہزار ہا روپیہ صرف فرمایا ہے اور امداد کا سلسلہ بدستور قائم ہے۔

فنون لطیفہ اور مناظر قدرت سے بھی خاص دلچسپی ہے۔ مصوری۔ پینٹنگ۔ کروشیا اور نٹینگ میں ید طولےٰ حاصل ہے۔

سریر آرائے حکومت ہونے کے بعد سعادت حج و زیارت سے بہرہ اندوز ہوئیں اور پھر یورپ کی سیاحت کی۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا ملاحظہ فرمایا شہنشاہی درباروں اور تقاریب میں شرکت کی۔

اس زمانہ میں بھی علیا حضرت کی سادہ زندگی اور مذہبی پابندی ایک عظیم الشان مثال رہی ہے اور ہر لمحہ زندگی میں یہ شاندار خصوصیت قائم رہتی ہے مکارم اخلاق میں فردِ فرید اور منبع اسوۂ حسنہ ہیں۔

علیا حضرت کی زندگی کا یہ شاندار دور کامل ۲۵ سال کی محنت اور قوم و ملک کے ارتقا کی مساعی جمیلہ میں مصروف رہنے کے بعد، ۱۲ مئی سنہ ۱۹۲۶ء مطابق ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۴ھ کو ختم ہوتا ہے جبکہ حضور ممدوحہ نے اپنا تخت و تاج اپنے نورِ نظر صاحبزادہ لفٹننٹ کرنل

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۶)

اور مالک الملک کا تصور بھی پیدا ہو۔

اِس موقع ومحل کے لحاظ سے عُلیا حضرت نے آیتوں کا انتخاب فرمایا تھا چنانچہ سورۂ یوسف کے گیارہویں رکوع سے اور سورۂ والضحیٰ کی تلاوت سے دربار کا آغاز ہوا۔

حضرت یوسف کا قصہ توریت میں بھی موجود ہے اور قرآن مجید میں نہایت حکیمانہ طور پر ہر درجہ اور رُتبہ کے انسان کے لئے ایک عبرت وبصیرت کی صورت میں بیان کیا گیا ہے اُس میں سے وہ حصّہ انتخاب کیا گیا جس میں حضرت یوسف نے تمام مراحل زندگی کے بعد تختِ مصر پر جلوہ گر ہونے ہوئے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا ہے اور عاجزانہ دعا کی ہے۔

سورۂ والضحیٰ میں ہمارے نبی کریم خاتم النبیین مخاطب ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے انعام واحسان کی یاد دلا کر یتیموں اور سائلوں کے ساتھ

(بقیہ تقریر صفحہ ۲۵) افتخار الملک نواب محمد حمید اللہ خاں بہادر بی، اے ہی، ایس، آئی ہی، وی او، کو تفویض فرما دیا۔

تاریخ عالم میں ہزاروں قسم کے ایثار کی مثالیں دنیا کے سامنے ہیں لیکن اُن میں ترکِ حکومت کی مثال شاید ہی نظر آئے۔ مگر عُلیا حضرت نے یہ مثال بھی شاندار طریقہ سے قائم فرمائی۔

لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكِرٍ ۔۔۔ أَنْ يَجْمَعَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ

لہ اتفاقات ہمارے اعلیٰ حضرت بھی یتیمی کے حالات سے واقف ہیں اور ان پر بھی، مالک الملک نے انعامات فرمائے ہیں۔

عمدہ برتاؤ کی نصیحت اور اپنی نعمت کے شکر کی ہدایت کی ہے۔
غرض ایک خوش لہجہ قاری نے تخت شاہی کے سامنے تلاوت کی تلاوت شروع ہوتے ہی ہز ہائینس علیا حضرت اور تمام حضار دربار کلام پاک کی تعظیم و تکریم کے اظہار میں نہایت ادب کے ساتھ ایستادہ ہو گئے۔
جب تلاوت ختم ہوئی تو علیا حضرت نے حسب ذیل ارشاد تقریر فرمائی۔

اخوان و ارکان ریاست و رعایائے بھوپال!
آج جس غرض سے یہ دربار منعقد کیا گیا ہے اس کا اظہار میں انگلستان سے بذریعہ تار کر چکی ہوں اور اسی کے مطابق کیبنٹ سے جریدہ میں اعلانات شائع ہو چکے ہیں۔
مجھے یہ معلوم ہو کر دلی مسرت و اطمینان ہے کہ اُن اعلانات سے جس دور جدید کا آغاز ہوا ہے اس کا تمام طبقات رعایا اور ارکین دولت نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اور اپنے نئے فرمانروا کے ساتھ اُن جذبات عقیدت کو جو رعایائے بھوپال کا تمغائے امتیاز ہے پُرجوش طریقہ سے نمایاں کر کے اپنی وفاداری اور عقیدت کیشی کا بہترین ثبوت دیا۔
آج ۲۵ سال سے کچھ زیادہ عرصہ گذرا کہ جب مالک حقیقی نے ملک محروسہ بھوپال کی زمام حکومت میرے سپرد کی آپ سب کو اس کا علم ہے کہ میں نے اپنی

حیثیت مثل ایک "امین" کے سمجھ کر اور اس ودیعت کبریٰ کے اہم فرائض کا احساس کر کے فوراً ضروری اصلاحات کی طرف توجہ کی ریاست کے مفاد کو اور رعایا کے فلاح کو اپنا مآل زندگی بنایا اور مسلسل ۲۵ سال تک اس مقصد اعظم کے حصول میں سعی و محنت کو اپنا اولین فرض تصور کیا اور جو ذرائع و وسائل ممکن ہوئے اُن کی بہم رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

میں اپنے احکم الحاکمین کا شکر کرتی ہوں کہ اس نے ہر موقع پر اور ہر تدبیر میں میری اعانت کی۔ اس امر کا اندازہ کہ میری کوششیں ریاست بھوپال اور میری رعایا کی بہبودی اور فلاح میں کس قدر کامیاب ہوئیں آپ لوگ خود کر سکتے ہیں۔

حاضرین دربار! میرے عہد حکومت کے ابتدائی سال نہایت سخت اور صبر آزما تھے لیکن ارحم الراحمین نواب محمد نصیر اللہ خاں اور نواب محمد عبید اللہ خاں کو جوار رحمت میں جگہ دے اُن دونوں نے اس سختی اور تردد کو اپنی معاونت اور ہمت و قابلیت سے بڑی حد تک کم کر دیا اور جب تک کہ داعی اجل کو لبیک نہ کہا میرے سرگرم معاون اور مددگار رہے میں رعایا کی بھی شکرگزار ہوں کہ وہ ہمیشہ میرے احکام اور تدابیر پر بخلوص دل اور کامل اطاعت مندی کے ساتھ عمل پیرا

رہی اور مختلف اوقات میں میری محنتوں اور ان کے نتائج کا قابل احترام جذبات کے ساتھ اعتراف کرکے مجھے مطمئن کیا تاہم یہ امکان باقی رہتا ہے کہ حکومت کی اہم ذمہ داریوں میں مجھ سے کوئی ایسی فروگذاشت ہوئی ہو جس سے کسی کے قلب کو کچھ تکلیف پہنچی ہو۔ اس کے لئے میں آج اس موقع پر ان لوگوں سے معافی چاہتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس امکان کی صورت میں وہ مجھے معاف کرکے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

میں اُن تمام سابق وحال ارکین دولت کا بھی جنہوں نے اپنے فرائض وخدمات کو دیانت وقابلیت سے انجام دے کر ترقی ملک میں مجھے مدد دی شکریہ ادا کرنا اُن کا حق اور اپنا فرض سمجھتی ہوں۔

اس تمام عہد حکومت میں ترقی ملک اور فلاح رعایا کی تدابیر میں جو مجھے مصروفیت رہی وہ خلق اللہ کی ایک خدمت تھی اور اس سے جو اطمینان قلبی مجھ کو حاصل ہوتا تھا اس کو میں اپنی محنت کا اجر سمجھتی تھی۔ لیکن گزشتہ دو سال کے عرصہ میں جو متصل و پیہم صدمات مجھے برداشت کرنے پڑے اگرچہ میں نے ان کو امتحان خداوندی اور مشیت الٰہی سمجھ کر انتہائی صبر وسکوت سے کام کیا مگر آخر کار جیسا کہ میرے صدمات اور عمر کا اقتضا تھا میرے قلب پر ایک خاص حالت پیدا ہوگئی جس سے

مجھے یقین ہو گیا کہ اس کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور مہماتِ امورِ حکومت پر پڑے گا۔ اس لیے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ حکومت کے بارگراں سے سبکدوشی حاصل کروں اور یہ بارِ امانت اور عنانِ حکومت اپنے وارث و جانشین کو تفویض کر کے بقیہ حصۂ عمر یادِ الٰہی اور بقدرِ امکان مخلوقِ خداوندی کے رفاہ اور بالخصوص صنفِ ضعیف کی خدمت میں بسر کروں۔

حاضرینِ دربار! اس ودیعتِ عظمیٰ کا بارِ امانت اب ہز ہائنس نواب محمد حمید اللہ خاں بہادر سلمہ کے قوی بازوؤں پر ہے جن کو میں نے "سکندر صولت" کے خطاب سے مخاطب کیا ہے تاکہ میری جدّہ محترمہ نواب سکندر بیگم کے نام کی نسبت سے ان کے اعلیٰ ترین اصولِ حکمرانی نواب سکندر صولت کے پیشِ نظر رہیں وہ اس وقت نہ صرف میری بلکہ تمام رعایائے بھوپال کی امیدوں کا مرکز ہیں اور مجھے یہ اطمینان کلی ہے کہ اُن کا دل رعایا کے فلاح و بہبود کے جذبات سے معمور ہے کیونکہ مسلسل دس سال تک اُن ہی جذبات کے ساتھ اُنھوں نے میرے رفیق کار کی حیثیت میں نہایت بیدار مغزی اور اعلیٰ قابلیت سے کام کیا ہے جس کی وجہ سے نظم و نسق ملکی اور حکمرانی و رعایا پروری کا پورا تجربہ حاصل ہو گیا ہے۔

مجھے اُن کے تحت فرمان ہر طرح سے ملک کا مستقبل درخشاں و تاباں نظر آتا ہے اور میں ہمہ جہت مطمئن ہوں کہ انشاء اللہ العزیز اُن کے عہد حکومت میں ملک کی حالت روز بروز بہتر اور ترقی پذیر ہوگی اور رعایائے بھوپال اس فیصلہ پر مجھ کو ہمیشہ دُعائے خیر سے یاد کرے گی۔

میں اُس مالک الملک کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے میرے اس منشاء اور فیصلے کے متعلق ہر ایک معاملہ میں میری مدد فرمائی اس موقع پر میرا یہ بھی فرض ہے کہ میں لارڈ ریڈنگ اور اُن کی گورنمنٹ کی شکر گذاری کا اظہار کردں کہ اُنھوں ،،سکندر صولت،، نواب افتخار الملک کے حق وراثت کے متعلق جو کہ شریعت اسلام اور رواج ملک پر مبنی تھا میری رائے سے اتفاق کیا میں ہز اکسلنسی لارڈ ارون وائسرائے ہند کی دلی احسان مند ہوں کہ جب میں نے عنان حکومت نواب سکندر صولت کے ہاتھ میں دے کر اس فیصلہ کی نسبت اُن سے مراسلت کی تو اُنھوں نے نہایت لطف و کرم کے ساتھ میری دستکشی پر اظہار تاسف کرتے ہوئے نواب ممدوح الشان کو گورنمنٹ آف انڈیا کی ہمدردی و امداد کُلّی کا یقین دلایا مجھے یہ فخر ہے کہ ہمیشہ وائسرایان ہند اور فرمانروایان بھوپال

کے تعلقات ایسے شگفتہ رہے ہیں جو ایک مضبوط دوستی اور دائمی ارتباط کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں خصوصاً گزشتہ ۵۲ سال میں اس دوستی وارتباط اور تعلقات میں یوماً فیوماً اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔

حاضرین دربار! میں یاد دلانا چاہتی ہوں، کہ فرماں روایانِ بھوپال اور سلطنت برطانیہ کے اتحاد کی مخلصانہ بنیاد ۱۷۷۸ء میں قائم ہوئی جس نے ۱۸۱۸ء میں ایک قابل احترام معاہدہ کی صورت اختیار کی اور ہمارے اسلاف کرام نے ہمیشہ اس کو بیش از بیش مضبوط اور مستحکم کیا اس ڈیڑھ صدی میں اگرچہ بہت سے نازک دور گذرے لیکن فرمانروایانِ بھوپال کی تاجِ برطانیہ کے ساتھ عقیدت اور وفاداری بنیانِ مرصوص کی طرح ثابت ہوئی۔

ہر فرمانروائے بھوپال کے لئے وفاداری کی یہ روایات ایک بیش قیمت اور گراں قدر ترکہ ہیں اور مجھے کامل یقین ہے کہ نواب سکندر صولت اور ان کی اولاد اُن روایات کا ہمیشہ احترام کریں گے اور ان کو قائم و دائم رکھیں گے۔

یہ امر مخفی نہیں ہے کہ فرمانروایان بھوپال کی وفاداری کا تاجدارانِ سلطنت برطانیہ اور ذی مرتبت قائم مقامانِ حکومت نے ہر موقع پر عظیم الشان

اعتراف کیا ہے اور ہر امپیریل مجسٹی ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند
کے عہدِ رافت عہد سے اب تک مسلسل طور پر ہر فرمانروا
پر نوازش والطافِ خسروانہ مبذول ہوئے ہیں۔
بالخصوص میں اُن عنایات و اکرامِ شہنشاہی کے شکریہ
سے کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتی جو ہز امپیریل مجسٹیز
ملکِ معظم اور ملکہ معظمہ اور ہز رائل ہائینس پرنس آف
ویلز نے ابتدا سے مجھ پر مرعی رکھے ہیں اور خصوصاً
اس زمانۂ قیامِ انگلستان میں جو الطاف و عنایات
مجھ پر اور میرے خاندان پر فرمائے ہیں ناممکن
ہے کہ اُن کی شکر گذاری الفاظ میں ادا ہو سکے اُنکا
نقش ہمارے قلوب پر ہے جو جذباتِ شکر گذاری
کے ساتھ ہماری نسلوں کے دلوں پر منعکس ہوتا
رہے گا۔

میں لارڈ برکنہیڈ وزیر ہند کے اخلاق و ہمدردی
کو ہمیشہ شکر گزاری کے ساتھ یاد رکھوں گی اُن کی
ملاقاتوں سے میرے دل میں ڈیوک آف ارگائل
کے اُن خیالاتِ احترام و اعزاز کی یاد تازہ ہو گئی
جو ڈیوک ممدوح کے دل میں سرکارِ خلد نشین
اور سرکارِ خلد مکان کی نسبت سے تھے۔

حاضرینِ دربار!
اب میں آپ سے بحیثیتِ حکمرانِ بھوپال رخصت

ہوتی ہوں اور مجھے اس بات سے بے انتہا مسرت
ہے اور میں اس امر پر فخر کرتی ہوں اور رب العلمین
کا شکر بجالاتی ہوں کہ آج اپنے ہاتھ سے اپنے
نور چشم اور عزیز فرزند کو سریر آرائے حکومت کر رہی
ہوں میں اس وقت اُن کو رعایا و ہرا پائے ملک بھوپال
کا محافظ بناتی ہوں اور تمام اخوان و ارکان دولت
اور رعایا کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اُن سب نے اپنی
وفاداری اور مطیع الامری سے میرے عہد حکومت کو
کامیاب بنانے میں ہمہ تن کوشش کی اور میرے
ہر منشا کی تعمیل کو اپنی زندگی کا ایک اہم فرض سمجھا،
کوئی حکومت اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی
جب تک کہ رعایا بھی اپنے فرائض کا احساس کر کے
مستعدی و خوش دلی کے ساتھ اپنے حکمران کے احکام
کی تعمیل نہ کرے مجھکو یقین کامل ہے کہ آپ
اس دور جدید میں بھی اپنی روایات سابقہ کے مطابق
اس کلیہ کو پیش نظر رکھیں گے اور اپنے فرمانروا کے
سچے جاں نثار اور فرمانبردار رہیں گے۔

سو سال تک اس ملک کی قسمت صنف ضعیف
کے ہاتھوں میں تفویض رہنے کے بعد اب صنف
قوی کے ہاتھوں میں سپرد ہوئی ہے جس میں عز و اللہ
اولوالعزمی، بیدار مغزی، بلند حوصلگی اور شجاعت

کے ساتھ فیاضی و رحم دلی اور شفقت و رافت
بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس لئے یہ یقین کامل ہے کہ ملک و رعایا کی رفتار ترقی میں تیزی پیدا
ہو جائے گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ملک میں مزید
ترقیات کا دور دورہ ہو گا اب میں آخر تقریر میں
اُس مالک الملک سے جس کے قبضۂ قدرت میں سارا
عالم ہے اور جس کی ذات کے ساتھ بحیثیت
ظل اللہ ہر فرمانروا کو ایک نسبت خاص ہے دُعا
کرتی ہوں کہ نواب سکندر صولت کی عمر و اقبال میں
ہمیشہ ترقی ہو اُن کی رعایا اُن سے خوش رہے۔
اُن کا ملک ہمیشہ سرسبز و آباد رہے اُن کا نام
چار دانگ عالم میں داد گستری اور رعایا پروری
کے لئے مشہور ہو اور اُن کی ضعیف ماں کی اُن سے
جو توقعات ہیں وہ تمام و کمال پوری ہوں۔

نواب سکندر صولت افتخار الملک بہادر!

اب میں نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو صدر نشین،
کرتی ہوں اور اُمید رکھتی ہوں کہ یوں تو آپ
انشاء اللہ کلام مجید کے تمام احکام و نصائح پر
کاربند ہوں گے لیکن بالخصوص اس آیت شریفہ کو
ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں گے جو میں آپ کو سناتی
ہوں اس پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی دونوں

جہان میں سُرخ روئی اور سرفرازی ہوگی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ
ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ
یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ط

اثنائے تقریر میں فضائے دربار پر ایک عجیب قسم کا اثر پڑ رہا تھا کبھی خوشی کے آنسو نکلتے تھے اور کبھی غم کے۔ کبھی چہرہ پر بشاشت چھا جاتی تھی اور کبھی افسردگی طاری ہو جاتی تھی۔ تقریباً ۵ امنٹ یہی کشمکش جذبات رہی۔

اعلیٰ حضرت کی تقریر ختم ہوتے ہی قلعہ فتح گڈھ اور توپ خانہ آصفی سے بیک وقت شلک سلامی سر ہوئی اور فوراً علما کا ایک جلوس آیا۔ یہ تمام علما سفید لباس میں ملبوس تھے اور سفید شالوں کی عبائیں ان کے شانوں پر تھیں۔ قاضی صاحب ریاست کے آگے ایک فوجی افسر کے ہاتھوں میں ایک نشان سفید آفتابی شکل کا تھا جس پر زرنگار طغرے میں اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (تمام عزتیں اللہ ہی کے لئے ہیں) تحریر تھا۔ جس کو قاضی صاحب ریاست نے ہز ہائینس کے سامنے پیش کیا اور انھوں نے اپنے دستِ مبارک میں لے کر نشان بردار کو سپرد فرمایا اور یہ نشان مذکور الصدر شانوں کے بیچ میں کھڑا کیا گیا پھر شاہی خلعت کی کشتیاں سامنے آئیں اعلیٰ حضرت سرکار عالیہ نے ہز ہائینس کے فرقِ مبارک پر سرپیچ و کلغی لگائی اور قاضی صاحب ریاست نے ان کی بندش کی پھر مالائے مروارید اور انگشتری الماس پہنائی گئی ارکین مجلس علما اور مشیر المہام افواج ریاست نے پستول، تلوار، پیش قبض، چھری، گرز، کمان، ترکش، زرہ بکتر، آہنی، اور آہنی

دستانے جو زیورات مردانہ میں ہیں یکے بعد دیگرے پیش کئے قلمدان حکومت اور مہر ریاست پریسیڈنٹ کابینۂ عالیہ نے، شاہی مہر علیا حضرت کے پرائیوٹ سکریٹری نے خزانہ و توشکخانہ کی طلائی و نقرئی کنجیاں جو خاص ایسے مواقع کے واسطے ہوتی ہیں۔ خزانچی ریاست نے پیش کیں۔ دینار سرخ کی اکیس تھیلیاں پیش کی گئیں جو اعلیحضرت کے قدموں کے نزدیک کشتی میں رکھدی گئیں اور علیا حضرت نے ایک ایک تھیلی اوٹھاکر اپنے لخت جگر کے سر پر تصدیا در (تصدق) کر کے دوسری کشتی میں رکھیں جو بعد میں فقرار کو تقسیم کی گئیں

ان مراسم کے ادا ہونے کے بعد قاری صاحب جو تخت شاہی کے سامنے ستون کے قریب ہی کرسی پر بیٹھے تھے کھڑے ہوئے اور انھوں نے سورۂ لقمان کا دوسرا رکوع[۵۱] اور سورۂ الم نشرح[۵۲] کی تلاوت کی اور حاضرین طریق ادب تعظیم کے لئے ایستادہ ہوگئے

ختم تلاوت کے بعد ہز ہائنیس نے حسب ذیل پر اثر تقریر فرمائی جو رعایا اور ملک کے جذبات بہبودی و فلاح اور ایک خاص قسم کی تاثیر میں ڈوبی ہوئی تھی

میں آج تقریب سالگرہ مبارک پر حضور عالیہ کی
خدمت میں اپنی اور تمام ارکان ریاست، اور فوج و

---

۵۱ اس رکوع میں وہ نصائح ہیں جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو شرک سے بچنے اور ماں کی اطاعت نماز کی پابندی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے احکام اور مصیبت پر صبر نخوت سے احتراز میانہ روی اور نرمی وغیرہ سے متعلق کی ہیں

۵۲ رفعت مرتبہ اور مصیبت کے بعد راحت اور خدا کی طرف رجوع ہونے کی ہدایت ہے۔

رعایائے بھوپال کی جانب سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

علیا حضرت نے مجھ پر جس اعلیٰ اعتماد کا اظہار فرمایا ہے اور جس پیرایہ شفقت و محبت طریقہ سے مجھ کو سرفراز کیا ہے اُس کی شکر گذاری کسی طرح الفاظ میں ممکن نہیں اور جو جذبات اس وقت میرے دل میں موج زن ہیں۔ اُن کے اظہار سے میری زبان قاصر ہے مجھے اس امر کا پورا احساس ہے کہ خدمت خلق کا یہ منصب جلیلہ جس پر مشیت ایزدی اور شفقت مادری نے مجھ کو سرفراز فرمایا ہے اُس میں کس قدر اہم ذمہ داریاں اور کتنے عظیم فرائض مضمر ہیں میں حضور عالیہ دام ظلہا کی زیر ہدایت ہی اُن خدمات کو بجا لانا اپنی سعادت سمجھتا تھا لیکن جن حالات کے اقتضا اور جن جذبات کی بنا پر حضور عالیہ نے حکمرانی کی ذمہ داریاں میری ذات پر منتقل فرمائی ہیں انہیں حالات و جذبات کے احترام نے مجھے ان کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا میری دلی دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر حضور عالیہ کی اُن توقعات کو بہ وجہ احسن پورا کرے جو میری ذات سے وابستہ کی ہیں اور اُس کی عنایت ازلی اس بار عظیم کے تحمل اور اس کے فرائض کی تعمیل میں میری معین و مددگار ہو۔

حضور عالیہ! میرے لئے یہ امر قطعاً ناممکن ہے کہ میں حضور عالیہ کے ان بے شمار انعامات اور بے حساب عنایات کا کچھ بھی شکریہ ادا کر سکوں جو حضور عالیہ ہمیشہ مجھ پر مبذول فرماتی رہی ہیں۔

حضور عالیہ کی آغوش شفقت میری بہترین درسگاہ تھی اور حضور عالیہ کا فیض تربیت میرا اعلیٰ ترین اُستاد اور انشاءاللہ آیندہ بھی میرا سب سے بڑا سرمایہ سعادت حضور عالیہ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوگا اور میرا عزیز ترین مشیر و صلاح کار حضور عالیہ کی دعا اور نصیحت۔

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ حضور عالیہ کی ربع صدی کی مسلسل اور شبانہ روز کی سعی و کوشش سے ملک کی حالت ہر حیثیت سے نہایت عمدہ اور ترقی پذیر ہے۔

حضور عالیہ! یوں تو بھوپال کو شروع سے اپنے رؤسا کے کارناموں پر فخر رہا ہے لیکن میرے سامنے سب سے زیادہ قابل تقلید نمونہ اور سب سے زیادہ پسندیدہ کارنامہ حضور عالیہ کا ہے جسکی مثال سے تاریخ کے صفحات خالی ہیں اور میرا بہترین نصب العین یہی ہے کہ میں ہمیشہ حضور عالیہ کے نقش قدم پر چلوں اور رعایا پروری اور عدل گستری کی

جو بہتر روایات حضور عالیہ نے قائم فرمائی ہیں وہ میرے طرزِ عمل سے اور زیادہ مضبوط و مستحکم ہوں خدائے ذوالمنن مجھے اس کی توفیق دے اور مجھے اس راستہ پر ثابت قدم رکھے۔

حضور عالیہ نے اپنی تقریر میں دربار امپیریل مجسٹیز ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ، حضور پرنس آف ویلز و وزراء و امرائے دولتِ برطانیہ کی مہربانی اور ہمدردی پر جو اظہارِ تشکر فرمایا ہے اس میں حضور عالیہ نے میرے خیالات کی بھی پوری ترجمانی فرمادی ہے اور مجھے کامل یقین ہے کہ ریاست بھوپال کے جو دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات ہمیشہ تاجدارانِ برطانیہ کے ساتھ رہتے ہیں اور جو حضور عالیہ کے عہدِ حکومت میں اور بھی زیادہ گہرے اور خوشگوار ہوگئے ہیں انشاء اللہ میرا طرزِ عمل ان کو اور بھی زیادہ استوار و پائدار کردے گا۔

مجھے رعایائے بھوپال کی وفاداری اور اطاعت شعاری پر کامل اعتماد ہے اور فلاحِ ملک کی تدابیر میں حکومت کے ساتھ ان کے اشتراکِ عمل کے جذبات و احساسات کا پورا تجربہ ہے اور مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ میرے دورِ حکومت کو کامیاب بنانے میں تمام رعایا میری معاونت کرے گی۔ اگرچہ مجھے شروع سے رعایائے بھوپال کے ان مخلصانہ جذبات کا احساس ہے جو انکے

دلوں میں میری ذات کی نسبت موجود ہیں لیکن حضور عالیہ
کے اِس فیصلہ پر جس وفورِ مسرت، اور جوشِ عقیدت کا
اظہار کیا گیا ہے اس سے میرے دل پر بہت زیادہ
اثر ہوا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ آئیندہ
ان میں اور بھی زیادہ ترقی ہوگی۔

حضورِ عالیہ! آخر میں میں حضور عالیہ کو اس امر کا
یقین دلاتا ہوں کہ اگرچہ حضور عالیہ نے امورِ ریاست
سے دست کشی فرما کر حکومتِ ظاہری کے بارِ گراں
کو میرے شانوں پر رکھ دیا ہے لیکن بلاشبہ میرے
اور تمام رعایائے بھوپال کے دلوں پر ہمیشہ حضور
عالیہ کی حکمرانی رہے گی اور تمام ملک میں حضور عالیہ
کی محبت و شفقت کا جو سکّہ بیٹھا ہوا ہے وہ بدستور
یوں ہی جاری رہے گا خدا حضور عالیہ کا سایۂ رحمت
و ظلِ عاطفت ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔

جب اعلیحضرت نطقِ شاہانہ ختم فرما چکے تو سرکار عالیہ نے کھڑے ہو کر اور
اعلیحضرت کو مخاطب کرکے کہا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ
اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنیکا
اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ
اور قرابت والوں کو مالی امداد دینے کا اور بےحیائی کے کاموں
الْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ وَاٰتِی الْمَالَ
اور ناشائستہ حرکتوں اور [illegible] اور کسی پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے اور مالِ (غرض)

عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ

اللہ کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور

وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ

مسافروں مانگنے والوں کو دیا اور غلامی وغیرہ کی قید سے لوگوں کی گردنوں

کے چھڑانے میں دیا

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ

اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے اور جب کسی بات

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَاَوْفُوْا

کا اقرار کر لیا تو اپنے قول کے پورے رہے اور عہد کو

بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا

پورا کیا کرو کیونکہ (قیامت کے دن) عہد کی بازپرس ہوگی

اور پھر اپنے دستِ شفقت میں ہزہائنس کا ید رشد و سعادت لے کر درمیانی کرسی پر جو تختِ شاہی کی کرسی تھی بٹھایا۔ اور ہزہائنس کے رخسارہ مبارک کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ

اے میرے پروردگار مجھ کو اس بات کی توفیق دے کہ تو نے مجھ پر اور

عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ

میرے ماں باپ پر احسانات کئے ہیں میں تیرے اُن احسانات کا شکر ادا

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ج اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ

کرتا ہوں اور اس بات کی بھی توفیق دے کہ میں ایسے نیک عمل کروں

جن سے تو راضی ہو اور میری اولاد کو بھی میرے لئے نیک بنا

[illegible]

اس پُرعظمت و پُرجلال اور رقت انگیز و نصیحت آموز نظارہ کے بعد پرنسس عابدہ سلطان نہایت متانت کے ساتھ اٹھ کر تخت شاہی کے سامنے آئیں اور ہز ہائینس کے حضور میں نذر پیش کی۔ ازاں بعد دیگر ملکی و فوجی افسروں کی نذریں پیش ہوئیں۔ مگر بہ نظر احترام علما، اور سادات نذر پیش کرنے سے مستثنیٰ تھے۔ نذروں کے بعد عطر و پان، ہار پھول وغیرہ تقسیم ہوئے اور دربار ختم کیا گیا اور جس ترتیب و جلوس کے ساتھ داخلہ ہوا تھا اُسی طرح دربار ہال سے روانگی ہوئی۔ یہ کل مراسم تقریباً دو گھنٹہ میں انجام پذیر ہوئے ہز ہائینس جن کے چہرہ پر ہمیشہ شگفتگی رہتی ہے اُن پر اس قسم کی ایک کیفیت طاری تھی جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اس وقت حضور ممدوح کامل طور پر اس ذمہ داری کا احساس فرما رہے ہیں جو اُن کی اُولی العزم خدا ترس اور شفیق ماں نے اُن پر عائد کی تھی۔

اِس ذمہ داری کے احساس کو ان مذہبی مراسم نے اور بالخصوص قرآن مجید کی سورتوں کی تلاوت اور علیا حضرت کی تقریر مبارک نے اور بھی زیادہ تیز کر دیا تھا اس لئے اِس وقت وہ معمولی شگفتگی بھی موجود نہ تھی جو ایسے موقع پر فطرتِ انسانی کا اقتضا ہوتا ہے۔

جس طرح کہ اِس سے قبل حکومت سے دست کشی کی کوئی مثال اس قسم کی ہمارے سامنے نہیں ہے اسی طرح تخت نشینی کے ان مراسم کی کوئی نظیر بھی نظر نہیں آتی اور حقیقت یہ ہے کہ ایسے موقع پر جبکہ ولیعہدِ سلطنت فرمانروا کے تخت پر متمکن ہوتا ہے، اس کو اس طرح خدائے ذوالجلال کے اوامر کی طرف توجہ دلانا اور موقع کے مناسب کلام الٰہی سے ذمہ داری کا احساس کرانا دربارِ تخت نشینی کی سب سے بہترین رسم ہے۔

ٹھیک ۲۵- سال پہلے جون ۱۹۰۱ء میں عُلیا حضرت اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد اسی محل میں اور اسی سریر حکومت پر متمکن ہوئی تھیں اُس وقت عُلیا حضرت نے جو تقریر فرمائی تھی اُس میں اپنے مالک اُلملک پر اپنا بھروسہ ظاہر کرتے ہوئے اپنے اس عقیدہ کا اظہار کیا تھا کہ

"جس احکم الحاکمین نے اپنے مُلک اور مخلوق کی حفاظت میرے سپرد کی ہے مجھے امید ہے کہ وہ ہر کام میں میرا معین و مددگار رہوگا۔"

بلاشبہ خداوند کریم نے عُلیا حضرت کے کاموں میں مدد کی اور اُنھوں نے پچیس سال تک حکومت و ریاست کو ودیعت الٰہی تصور کر کے فرائض حکمرانی کو اعلیٰ کامیابی کے ساتھ ادا کیا اور جب بہ مقتضائے حالات اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی طاقت میں کمی محسوس کی تو پہلے موقع پر اس سے سُبکدوشی حاصل کرلی۔

عُلیا حضرت نے اس موقع پر جو تقریر فرمائی ہے وہ دُنیا کے شاہی خطبات میں ایک عدیم النظیر تقریر ہے۔ اس میں اپنی رعایا سے جن دردناک الفاظ میں معافی چاہی ہے اور اپنے جانشین کو جس مُوثر پیرایہ میں کلام الٰہی سے نصیحتیں کی ہیں اور خدائے ذوالجلال کے محاسبہ کا تصور دلایا ہے اور اُس ذوالمنن کے احسانات و انعامات پر خیال کو رجوع کیا ہے وہ عُلیا حضرت ہی کی خصوصیت تھی اور اُن ہی کی قوت ایمانی کا جذبہ تھا۔

زنانہ جلسۂ مسرّت

بھوپال میں پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب ایک نہایت ممتاز اور نسوانی ادارہ ہے گذشتہ ۱۹ سال میں کلب کی تمام ترقیات عُلیا حضرت دام ظلہا کی رہین منت اور مشکور توجہات رہی ہیں اور عُلیا حضرت نے باوجود فرمانروائی کی اہم مصروفیتوں کے کلب کی ترقی اور اس کے کاموں میں ہمیشہ نہ صرف رہبری فرمائی بلکہ عملی طور پر ہر معاملہ میں نہایت دلچسپی کیساتھ حصہ لیا یوں تو بھوپال کی دو سو پچاس سال کی تمام تر تاریخ ہندوستان بلکہ مشرق کے نصف حصۂ آبادی کے لئے مایۂ افتخار ہے لیکن عُلیا حضرت کی ذاتِ اقدس اور خصوصیاتِ فرمانروائی سے خاص کر وہ فخر و مباہات حاصل ہوا ہے جو ہمیشہ تاریخِ عالم کے صفحات میں نمایاں رہے گا اب کہ حضور ممدوحہ اس منصبِ جلیلہ سے دست کش ہوئیں اور تختِ بھوپال پر اپنے نورِ نظر لختِ جگر ہز ہائینس نواب سکندر صولت افتخار الملک بہادر بالقابہ کو متمکن کر دیا تو اگرچہ اس میں بھی صنفِ نسواں کے لئے ایک نورانی مستقبل عیاں ہے تاہم حال کے فخر و مباہات کی مقدار میں ان کو لازمی طور پر ایک کمی محسوس ہوئی۔

اِس موقع پر جو جذبات کہ ان کے دلوں میں پیدا ہوئے اُن کے لئے کلب کی تمام خواتین نے ایک عام جلسہ کا انعقاد ضروری سمجھا اور فوراً ایک انتظامیہ کمیٹی قائم ہوئی جس میں خواتین منتخب کی گئیں اور ان سے سب کمیٹیاں منتخب ہوئیں۔

انتظامیہ کمیٹی نے قرار دیا کہ عُلیا حضرت کے حضور میں ایک ایڈریس

پیش کیا جائے اور اسی طرح ہر ہائنس شاہ بانو بیگم اور اُن کے ذریعہ سے ہز ہائنس کی خدمت اقدس میں بھی ایڈریس پیش ہوں جس میں اپنے جذبات کا جہاں تک امکان ہو الفاظ کے ذریعہ سے اظہار کیا جائے۔

چنانچہ علیا حضرت کی منظوری سے یہ شاندار جلسہ منعقد کیا گیا اگرچہ کلب بہ خود ایک شاندار فرح بخش اور سرسبز و شاداب باغ و عمارت میں ہے تاہم اس موقع کی خصوصیت کے لحاظ سے غیر معمولی طور پر نہایت سلیقہ کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا۔ رنگ برنگ کی جھنڈیوں اور پھریروں نے اور بھی رونق بڑھا دی تھی ان جھنڈیوں میں جابجا ہز ہائینس کی تصویروں اور صدر نشینی کے سنہرے اشعار مبارکباد نے ایک عجیب نظارہ پیدا کر دیا تھا۔ شب کے وقت بجلی کے سفید اور سبز و سرخ قمقموں سے تمام کلب جگمگا گیا تھا اور ایوان نور معلوم ہوتا تھا۔

صحن چمن میں جابجا میزیں لگی ہوئی تھیں جن پر نہایت سلیقے سے تازہ میوے کیک اور مٹھائیاں چُنی ہوئی تھیں جس کا اہتمام آصفیہ ٹکنیکل اسکول کی معلمات اور متعلمات کے سپرد تھا جو نہایت دلچسپی کے ساتھ اپنے سینوں پر نشانِ خدمت (بیج) لگائے ہوئے اہتمام میں مصروف تھیں۔

صدر دروازہ کلب پر جہاں مہمان سواریوں پر سے اُترتے ہیں اور پردہ کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ مس گوبند رام مہمانوں کے استقبال کے لئے موجود تھیں۔

پانچ بجتے بجتے تمام کلب مہمانوں سے معمور ہو گیا جن میں ہر طبقہ اور قوم و ملت کی خواتین اور بیگمات موجود تھیں۔

ساڑھے پانچ بجے علیا حضرت رونق افروز ہوئیں حضور ممدوحہ کے ساتھ

حضور قیصر وطن (بیگم صاحبہ نواب سر محمد نصر اللہ خاں خلد آشیاں) اور ہز ہائنس کی تینوں شاہزادیاں، نواب گوہر تاج بیگم عابدہ سلطان۔ ساجدہ سلطان۔ رابعہ سلطان سلمہم تھیں۔ درۃ التاج نواب زادی نورجہاں بیگم (دختر خلد آشیاں نواب سر محمد نصر اللہ خاں) بوجہ علالت نہ آسکیں۔

دروازہ پر راستہ کے دونوں جانب عہدہ داران واخوان ریاست کی لیڈیز نے استقبال کیا اور بینڈ نے (جو صدر دروازہ کے قریب باہر کے میدان میں تھا) سلامی ادا کی۔

پھر دس منٹ کے بعد ہز ہائنس شاہ بانو بیگم تشریف لائیں اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

آبرو بیگم صاحبہ سکرٹری کلب نے علیا حضرت سے جلسہ شروع کرنے کی اجازت طلب کر کے ایڈریس پڑھا۔

حضور سرکار عالیہ!

ہم جملہ ممبران پرنسس آف ویلز کلب اور تمام خواتینِ بھوپال کا یہ قائم مقام جلسہ نہایت مسرت وابتہاج کے ساتھ حضور عالیہ کا خیر مقدم کرتا ہے۔

اتنے عرصہ تک جب کہ حضور عالیہ یورپ کے سفر میں رہیں ہم سب کا کوئی لمحہ حضور عالیہ کی یاد اور دعا سے خالی نہیں رہا اور آج جب کہ حضور عالیہ بخیر اور کامیابیوں کے ساتھ ہم سب کو شرف اندوز فرما رہی ہیں امکان سے باہر ہے کہ ہم اپنے جذبات مسرت کو الفاظ میں ظاہر کر سکیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے ہم کو

متعدد موقعے حضور عالیہ کی بارگاہِ عظمت میں سپاس ناموں کے پیش کرنے اور حوصلہ افزا نطق شاہانہ سے شرف یاب ہونے کے حاصل ہوئے ہیں لیکن آج کا موقع ایک خاص اور شاندار اہمیت رکھتا ہے اور جن اسباب سے کہ اس موقع کو خاص اہمیت اور شان حاصل ہوئی ہے ان ہی اسباب سے ہمارے دلوں میں خاص قسم کے جذبات موج زن ہیں۔

ہم نے ہمیشہ اس امر واقعہ پر فخر کیا ہے کہ تبرا عظم ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دُنیا میں نسوانی قابلیت اُولوالعزمی اور حکم رانیوں کی عدیم المثال تاریخ صرف خطۂ بھوپال کا ہی امتیاز ہے اور اسی کی فرمانروا بیگمات نے جہانداری و جہانبانی کی صفات سے قابلِ رشک ناموری و شہرت حاصل کی ہے اور خداوند جل و علی نے حضور عالیہ کی ذاتِ مبارک میں اُمہاتِ کرام یعنی اُن جلیل القدر بیگمات کے تمام اوصاف جن میں فرداً فرداً وہ ممتاز تھیں مجتمع کر دیئے ہیں۔ نواب قدسیہ بیگم کی خیر و نیکی اور خدا ترسی، نواب سکندر بیگم کی سیاست و معدلت گستری، نواب شاہ جہاں بیگم کی فیاضی و اولی العزمی جو اُن کی مشہور و معروف خصوصیات تھیں وہ اب مجموعی طور پر حضور عالیہ کے وجود باجود میں مجتمع ہیں۔

حضور عالیہ کی خیر و نیکی اور خدا ترسی کے شواہد ہر مرحلۂ زندگی میں ہویدا ہیں۔ سیاستِ ملکی میں اپنے اعلےٰ اوصافِ حکمرانی کو معراج الکمال پر پہنچا کر مشرق و مغرب سے خراجِ تحسین وصول فرمایا ہے اور معدلت گستری نے رعایا کے دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔ نواب شاہجہاں بیگم کی خصوصیتِ فیاضی ایسے وسیع معیار پر ہے کہ نہ صرف خطۂ بھوپال اس سے متمتع ہے بلکہ بیرونِ بھوپال بھی قومی و صنعتی ترقیوں کی آبیاری کے لئے چشمۂ فیض جاری ہے۔

اِن خصوصیات و اوصاف کے ساتھ حضور عالیہ کی تمام تر شاہانہ زندگی نہ صرف اپنی صنف کے لئے نمونہ ہے بلکہ اعلیٰ مرتبت اصحاب کے لئے ایک قابل پیروی مثال ہے پھر باوجود شاہانہ مشاغل و فرائض کے قومی ارتقا میں جو مساعیٔ مشکور فرمائی ہیں اور جس طرح اپنے مرتبہ، اپنے اخلاق اور اپنے اثرات سے فیض پہنچایا ہے اِس کی تو کسی فرمانروا کی زندگی میں مثال ہی نہیں۔

حضور عالیہ کے اِن تمام اوصافِ گرانمایہ کے ساتھ جب ہم حضور عالیہ کے اِس فرمانِ تفویضِ حکومت کے مطابق جو ۱۰ مئی ۱۹۲۶ء کو صادر ہوا ہے اپنے جواں بخت و جواں سال وارثِ تختِ حکومت شہزادہ کا تختِ

حکومت پر جلوہ دیکھتے ہیں تو بجا طور پر ہم یہ فخر کر سکتے ہیں کہ ہماری ہم صنف فرماں روانے دنیا میں اس قسم کی پہلی مثال قائم کی ہے اور جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اب ہماری امیدوں اور تمناؤں کا ملجا و ماویٰ ایسی ذاتِ شاہانہ ہے جس کی اعلیٰ تعلیم و تربیت حضور عالیہ کے حسب منشا ہوئی اور جس کا قلبِ مبارک ان ہی جذبات اور ہمدردانہ خیالات سے معمور ہے جو حضور عالیہ کے ہیں اور جس میں وہی اعلیٰ صفات علی وجہ الکمال مجتمع ہیں جو حضور عالیہ میں ہیں تو ہم کو اپنی صنف کا اور بھی زیادہ شاندار نسوانی مستقبل نظر آتا ہے۔

حضور عالیہ! ہم کو یقین ہے کہ اگرچہ حضور بحیثیت ایک حکمراں کے ہم سے جدا ہو گئی ہیں لیکن وہ مربیانہ شفقتیں جو اس خصوصیت ہی سے تعلق نہیں رکھتی تھیں بدستور ہم پر مبذول رہیں گی اور اب حضور عالیہ کے اوقاتِ گرامی کا بہت زیادہ حصہ ہماری صنف کی ترقی و اصلاح کے کاموں میں صرف ہوگا جن پر حضور عالیہ نے باوجود حکومت کی مصروفیتوں کے مختلف صورتوں میں مسلسل ۲۵ سال تک اپنی توجہات کو مبذول رکھ کر ہم کو منزلِ مقصود کے قریب پہنچا دیا ہے۔

حضور عالیہ! ہم معافی چاہتے ہیں کہ ہم نے ایسے

زمانہ میں جب کہ حضور عالیہ نے ایسے دور دراز سفر
سے مراجعت فرمائی ہے اور زیادہ راحت و آرام
کی ضرورت ہے بہت زیادہ تکلیف دی اور اب
بارگاہ ایزدی میں نہایت خلوص و ادب کے ساتھ
ہماری دُعا ہے کہ حضور عالیہ کا ظلِ عاطفت دیر گاہ
ہمارے سروں پر قائم رہے اور ہم حضور عالیہ کی رہبری
و سایۂ شفقت میں دینی و دنیوی ترقیوں سے بہرہ ور
ہوں۔ اور حضور عالیہ کو اپنے اولی العزم بیدار مغز
اور فیاض دل ہمدردِ قوم جانشین کے دورِ حکمرانی
کی شاندار کامیابیوں کو آسمانِ شہرت پر ضیا بار دیکھنے
کے لئے زندہ و سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اس اڈریس کے بعد علیا حضرت نے جواب میں مندرجہ ذیل شفقت آمیز تقریر
فرمائی۔

خواتین!
آٹھ مہینے کے سفر کے بعد آپ سے ملنا اور سب کو بخیر و عافیت
دیکھنا اور ایک نہیں بلکہ دو تقریبوں کے موقعوں پر
سب کا اس گرم جوشی اور مسرت و شادمانی کے
ساتھ جمع ہونا میرے لئے نہایت مسرت کا وقت ہے
جس کے لئے ہم سب کو خدائے رحیم و کریم کا شکر گذار
ہونا چاہیئے۔

خواتین! میں محسوس کرتی ہوں کہ اس دورِ جدید

کے متعلق آپ کے پُرجوش الفاظ آپ کے دلی جذبات
کی ترجمانی کر رہے ہیں اور میں آپ کی ہم زبان ہوں
اور آپ کے جذبات میں شریک ہوں۔ میں ہز ہائنس
سکندر صولت نواب افتخار الملک بہادر کے اُن خیالات
ہمدردی سے جو ہماری صنفِ ضعیف کے متعلق بچپن
ہی سے اُن کے دل میں ہیں خوب واقف ہوں۔ وہ
بچپن ہی سے آپ کے معاون و مددگار رہیں اور اُن کی
ہمدردیوں اور اُن کے خیالات میں اس امرِ واقعہ
سے کہ قدرت نے آپ کی صنف کے ذریعہ سے ہی
اُن کو اِس مرتبۂ عظیم پر پہنچایا ہے بہت زیادہ اضافہ
ہوگا۔

خدا کا شکر ہے کہ اُن کا دل میری اطاعت اور
رضاجوئی کے جذبات سے بھرا ہوا ہے وہ صاحبہما
فی الدنیا معروفا کی تفسیر اس کے اجرا اور اس کی عظمت
سے پوری طور پر واقف اور اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ
اُمَّھَاتِکُمْ کے معنی سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ اس لئے
میرے ان مقاصد میں جو کہ میرے سرمایۂ زندگی ہیں وہ
ہمیشہ میرے معین و مددگار ہوں گے۔

میں محسوس کرتی ہوں کہ حکومت سے میری دست کشی
کی وجہ سے بعض خواتین کے دلوں میں خوشی کے ساتھ
ایک قسم کی مایوسی بھی ہے لیکن اُن کو مایوس نہیں ہونا

چاہئے۔ میں نے یہ ودیعت اپنے ایسے نورِ نظر کو سپرد کی ہے جس کے قلب میں شفقتِ مادری کا پورا احترام اور ماں کے مرتبہ کا کامل ترین اعزاز ہے اور جس کے یہ فقرے کہ

"اگرچہ حضور عالیہ نے امورِ ریاست سے دست کشی فرما کر حکومت ظاہری کے بارِ گراں کو میرے شانوں پر رکھدیا ہے لیکن بلاشبہ میرے اور تمام رعایائے بھوپال کے دلوں پر ہمیشہ حضور عالیہ کی حکمرانی رہے گی اور تمام ملک میں حضور عالیہ کی محبت و شفقت کا جو سکّہ بیٹھا ہوا ہے وہ بدستور یوں ہی جاری رہے گا۔ خدا حضور عالیہ کا سایۂ رحمت و ظلِ عاطفت ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے (آمین)"

آپ سب کو ہمیشہ اپنے قلب پر نقش رکھنے چاہئیں میں آپ کو نواب قدسیہ بیگم اور نواب سکندر بیگم کے اُس زمانہ کی یاد دلانا چاہتی ہوں جب کہ ماں جاگیردار کی حیثیت میں تھیں اور بیٹی فرمانروا کی حیثیت میں۔

سرکار قدسیہ کا سلطنتِ برطانیہ میں جو اعزاز و اکرام تھا وہ آپ کو معلوم ہے اور اگرچہ وہ مسند نشین حکومت نہیں ہوئی تھیں لیکن عرصہ تک مختارِ ریاست رہنے کے بعد جب کہ وہ جاگیردار رہ گئیں تو بھی اُن کے اعزاز و اکرام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اِس

سرکاری اعزاز کے علاوہ ریاست میں اُن کا جو اعزاز تھا اور جو اثر فرماں رو ا بیٹی کے دل پر اپنی محترم ماں کا قایم تھا اُس کو آپ نہ صرف اُن کی سوانح عمریوں میں دیکھ سکتی ہیں بلکہ اُس کے دیکھنے والے بھی ابھی موجود ہوں گے اور انشاء اللہ تعالےٰ نواب سکندر صولت بھی اسی اطاعتِ سکندری کی یاد کو تازہ کریں گے۔

خواتین! اگرچہ میں نے اِس پچیس سال میں جو کچھ کہ میرے امکان میں تھا اپنی صنف اور قوم کی خدمت کی لیکن حکومت کی ذمّہ داریوں نے مجھے جکڑ لیا تھا اور اگرچہ وہ ذمّہ داری بھی مخلوقِ خدا کی خدمت تھی مگر ہر ہر قدم پر خدا کے محاسبہ اور بازپرس کا خوف بھی دامن گیر رہتا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ میں زیادہ وقت اپنی صنف اور قوم کی خدمت میں بسر نہیں کر سکتی تھی۔ اب میں اِس دست کشی کے بعد اس محاسبہ اور خوف سے آزاد ہوں اور جب تک نفسِ حیات قایم ہے میں یادِ الٰہی رفاہِ عام اور اپنی صنف کی خدمت میں بسر کروں گی اور میرا دائرہ عمل صرف بھوپال ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ بھوپال سے باہر ہندوستان میں بھی جو کچھ میرے امکان میں ہوگا اُس کو بجا لاؤں گی۔ اگر خدا نے

چاہا تو میرا دائرہ عمل بہت وسیع ہوگا۔ اور میری کوششوں میں بہت زیادہ سرگرمی پائی جائے گی۔

اس موقع پر میں اعتراف کرتی ہوں کہ آپ سب نے کلب کے مقاصد کو کامیاب بنانے میں بڑی حد تک توجہ کی اور گذشتہ بیس سال کی محنت ضرور بار آور ہوئی ہے اور آپ کی آنریری سکریٹری آبرو بیگم صاحبہ بھی ہم سب کے دلی شکریہ کی مستحق ہیں کہ انھوں نے اپنے طویل زمانہ کی سعی و محنت سے کلب کی ترقیات اور انتظامات میں نمایاں حصہ لیا ہے اور اس اعزازی خدمت کے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ لیکن خواتین! اب جس طرح کہ رعایا بھوپال کے لئے ایک جدید دور کا آغاز ہوا ہے اسی طرح آپ سب بھی اپنی بہبودی اور ترقی کی کوششوں کے نئے دور میں داخل ہو رہی ہیں۔ اگر آپ نے اس دور میں سعی و ہمت سے کام لیا تو خداوند کریم اس میں برکت عطا کرے گا۔ اور ہماری اور سب کی کوششیں بار آور ثابت ہوں گی لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔

خواتین! یہ موقع کسی طولانی تقریر کا نہیں ہے انشاء اللہ تعالے ایسے بہت سے موقعے ملیں گے اب آپ اپنے پروگرام کے مطابق دوسری

دلچسپیوں میں حصّہ لیجئے اور نمازِ مغرب کے بعد پہلے خدائے ذوالجلال مالک الملک کا شکر ادا کیجئے کہ جس نے آپ کو اب صنفِ قوی کے دامانِ دولت سے وابستہ کردیا ہے اور آپ کی محافظت ایک بڑی قوّت کے شفیق ہاتھوں میں تفویض کی گئی ہے اور پھر اس دورِ جدید کے کامیاب ہونے کے لئے دستِ دُعا اٹھائیے کہ خدائے عز و جل اُن کو عُمرِ طولانی عطا فرمائے اور وہ تا صدوسی سال سریر آرائے حکومت رہیں۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی توفیق اُن کے شاملِ حال رہے اور وہ رحم و انصاف اور صوم و صلوٰۃ پر عامل رہ کر رضائے حق اور خوشنودی محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کریں۔ سایۂ خداوندی اُن کا چتر اور شفاعتِ نبوی اُن کا تکیہ گاہ رہے۔ اب میں اپنی تقریر کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں۔

اے خالقِ ہر بلند و پستی　　شش چیز عطا بکن زہستی
ایمان و امان و تندرستی　　علم و عمل و فراخ دستی

(آمین ثم آمین)

اس کے بعد سکریٹری نے عُلیا حضرت کی اجازت سے ہر ہائینس میمونہ سلطان شاہ بانو بیگم صاحبہ دام مجدہا کی خدمت میں مندرجہ ذیل اڈریس سُنایا۔

"حضورِ عالیہ!

ہم تمام خواتین نہایت جوش اور خلوص کیساتھ اس طویل سفر

سے مراجعت پر حضور عالیہ کو مبارک باد دیتے ہیں۔

ہماری مادرِ مہربان، محسنِ اعظم، شفیق و ہمدرد علیا حضرت سرکار عالیہ نے گذشتہ ۲۵ سال میں جو بیحد و حساب احسانات ہم پر فرمائے ہیں اُن میں ایک احسانِ عظیم یہ بھی ہے کہ حضورِ ممدوحہ نے اپنی صنفِ ضعیف کی دستگیری اور اعانت و ہمدردی کے لئے حضورِ عالیہ کی تربیت و تعلیم میں اُن ہی خیالات و جذبات کو ملحوظ رکھا جو حضورِ ممدوحہ کے قلب میں جاگزیں ہیں اور حضور عالیہ کی تربیت پذیر طبیعت، وسیع الاخلاقی اور فطری سعادت نے اس تربیت کے جوہروں کو اس کلب میں اس طرح نمایاں کیا کہ مختلف اور متعدد مواقع پر اُن امیدوں میں جو حضور عالیہ کی ذات کے ساتھ ہم سب کی وابستہ ہیں اضافہ ہوتا رہا۔ حضور عالیہ کی شاندار تقریروں اور صنعتی کاموں اور کلب کی مختلف سوسائیٹیوں میں دلچسپی لینے سے ہمیشہ ہمارے حوصلے بڑھے اور ہم میں اپنی اخلاقی اور تعلیمی ترقیوں کے ولولے پیدا ہوئے۔

حضور عالیہ کی یہ توجہات صرف کلب تک ہی محدود نہیں رہیں بلکہ وہ قیمتی تصنیفات و تالیفات جو بچوں اور عورتوں کی مذہبی تعلیم اور اخلاقی اصلاح کے لئے حضور عالیہ نے کی ہیں اُنھوں نے بے شمار

گھروں کے اندر اپنے فوائد سے عورتوں اور بچوں کو
بہرہ یاب کیا ہے بلاشبہ عُلیا حضرت سرکار عالیہ
نے جس طرح اپنی ذاتِ والا صفات کو نسوانی قابلیتوں
کا ایک بہترین اور اعلیٰ ترین نمونہ پیش کیا ہے اسی
طرح حضور عالیہ کو اپنی اعلیٰ تربیتِ مادرانہ کی مثال
بنایا ہے اور اس لئے جو کچھ توقعات اپنے مستقبل کے
لئے حضور عالیہ کی ذات گرامی سے وابستہ کریں وہ
سب درست اور یقینی ہیں۔

حضور عالیہ! حقیقت تو یہ ہے کہ ملک بھوپال
تقریباً ڈھائی صدی سے بیگمات کے اُولوالعزمانہ قابلیتوں
اور کوششوں کا ایک ایسا مرقع ہے جو تاریخ میں اپنی
مثال نہیں رکھتا ریاست بھوپال کے قیام کی تاریخ
کے ساتھ ہی ساتھ ان اولوالعزمیوں کی تاریخ بھی
شروع ہوتی ہے جس کی شہادت قلعہ فتح گڈھ اور
فتح نشان کے پرچم سے ملتی ہے جو بانی ریاست کی
بیگم کے نام کے ساتھ منسوب ہے۔

اس ڈھائی صدی میں ایک بڑا زمانہ ایسا گذرا ہے
جس میں انسانی اُولوالعزمی میدان کارزار میں معرکہ آرائی
سے نمایاں ہوتی تھی اور فرمانروایان بھوپال ہمیشہ دشمنوں
کے مقابلہ میں تیغ بکف رہتے تھے اس تمام زمانہ میں
ان کی بیگمات نے وطن کی محافظت اور دشمنوں کی

مدافعت میں دوش بدوش حصہ لیا ہے جن کے نام تاریخ بھوپال کی زینت ہیں اس زمانہ کے بعد جب علم کا آفتاب چمکا اور تمدن کا دور دورہ ہوا تو قدرتِ خداوندی نے ملک کی پوری قسمت جلیل الشان بیگمات کے ہاتھ میں تفویض کردی اور ان بیگماتِ کرام نے تمدنی ترقی و سیاست و حکمرانی اور معارف پروری میں وہ بے نظیر قابلیتیں نمایاں کیں جو حقیقتاً ایک نمونہ اور مثال بن گئی ہیں بالخصوص اس صدی کے ربع اوّل یعنی گذشتہ ۲۵ سال میں تو ان قابلیتوں اور اوصاف کے لحاظ سے گذشتہ سوا دو سو برس کی تاریخ پر فوقیت و برتری حاصل کرلی یہ وہ زمانہ ہے جبکہ علیا حضرت سرکار عالیہ دام ظلہا سریر آرائے حکومت رہیں۔

علیا حضرت نے نہ صرف اپنے ملک کی گوناگوں ترقیوں پر اپنی توجہ مبذول رکھی، بلکہ اپنے ملک سے باہر بھی بالعموم اپنی صنف کی برتری، بہتری اور ترقیوں میں حصہ لیا اور بالخصوص اپنی قوم کی تعلیم کی طرف ایسی فیاضانہ توجہ فرمائی کہ قومی تعلیم کے خزاں رسیدہ باغ میں ایک بہارِ تازہ پیدا ہوگئی حضور عالیہ ایسی صورت میں جب کہ حضور عالیہ کی فطری رشد و سعادت کو علیا حضرت سرکار عالیہ کی تربیت و تعلیم نے مجلیٰ کیا ہے اور اب کہ علیا حضرت نے حکومت کے بارِ گراں

سے نیک دوشی حاصل کرکے رفاہِ خلق اور اپنی صنفِ
ضعیف کی ترقی اپنا مطمحِ نظر قرار دیا ہے تو ہم کو یقین
ہے کہ حضورِ عالیہ کی معاونت و دلچسپی اور توجہ میں اور
بھی اضافہ ہوگا اور ہماری بہبودی اور ترقی کے لئے
وہ توجہیں سرگرمِ عمل ہوں گی جس کا یقینی نتیجہ ہمارے
حق میں بے انتہا اور سرتاسر مفید ہوگا۔

ہمارے مستقبل کی بہت سی توقعات حضورِ عالیہ
کی ذاتِ مبارک سے وابستہ کردی گئی ہیں اور ہمکو کامل
یقین ہے کہ علیا حضرت سرکارِ عالیہ کی تربیت و رفاقت
میں حضورِ عالیہ کو جو تجربات حاصل ہوئے ہوں گے وہ
ہمارے حق میں ابرِ رحمت ثابت ہوں گے۔

ہماری اور ہماری آیندہ نسلوں کی خوش قسمتی ہے
کہ علیا جناب شاہزادی عابدہ سلطان سلمہا اللہ
تعالےٰ کی تعلیم و تربیت بھی علیا حضرت کے ہی آغوشِ
شفقت اور نگرانیِ خاص میں ہو رہی ہے اور برکت و
سعادت کے جو آثار ان کی جبینِ مبارک سے عیاں
ہیں اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ علیا حضرت کے مقاصد
کی تکمیل میں شاہزادی صاحبہ ممدوحہ اہم حصہ لیں گی
اس قسم کی مثالیں نایاب ہیں کہ کسی شہزادی کے کانوں
میں گہوارہ میں ہی قومی و صنفی ہمدردیوں کی آوازیں
ڈالی جائیں اور اس فضا میں پرورش کی جائے

اور عالم طفولیت ہی سے مجالس و مجامع نسواں میں
شرکت سے اپنی صنف کی ہمدردی کا عملی درس دیا جائے
ہم سب دیکھتے ہیں کہ شاہزادی صاحبہ ممدوحہ باوجود
کم سنی کے کیسی مسرت اور خوشی کے ساتھ ہمارے
جلسوں میں شریک ہوتی ہیں اور ہمیشہ اور ہر موقع پر
کس شان کے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار کرتی ہیں پھر
انھوں نے حال میں علیا حضرت کے ساتھ یورپ کا
جو سفر کیا ہے اس سے یقیناً ان کے ولولوں اور
جذبات میں ایک خاص جوش پیدا ہوا ہوگا کوئی
شک نہیں ہوسکتا کہ شاہزادی عابدہ سلطان صاحبہ
جس طرح علیا حضرت اور حضور عالیہ کے نخل آرزو کا
ثمر ہیں اسی طرح قومی امیدوں کے چمنستان میں وہ
ایک ایسے پھول کے مشابہ ہیں جس کا نظارہ آنکھوں
کی ٹھنڈک کا باعث ہے اور جس کی مہک سے
مشامِ قومی معطر ہو جائے گا۔

سرکار عالیہ کی تربیت و رفاقت میں حضور عالیہ
کو جو تجربات حاصل ہوئے ہیں اور جو آئندہ حاصل
ہوں گے وہ ہمارے حق میں ابرِ رحمت ثابت ہوں گے
اب ہم ان امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ بارگاہ رب العالمین
میں دعا کرتے ہیں کہ علیا حضرت سرکار عالیہ کا ظلِ عاطفت ہم
سب کے سروں پر قائم رہے اور حضور عالیہ کی ہمدردیاں ہمارے

شریک حال رہیں اور یہ دورِ جدید جو ہز ہائینس سکندر صولت نواب
افتخار الملک بہادر دام اقبالہٗ کی تخت نشینی سے
شروع ہوتا ہے ملک و رعایا اور قوم کے لئے دورِ
رحمت رہے اور علیا حضرت سرکار عالیہ کے دل کو
راحت و مسرت نصیب ہو۔

اس کے جواب میں ہز ہائینس ممدوحۃ الشان نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

علیا حضرت! و خواتینِ بھوپال

ہمارے کلب کے جلسوں میں ہمیشہ علیا حضرت سرکار عالیہ کی بینا لگرہ کی تقریب نہایت شاندار رہتی ہے کیونکہ ہر ایسی تقریب جس کی نسبت علیا حضرت کی ذات مبارک کے ساتھ ہو ہم سب کے جذبات دلی کا مظہر ہے اور آج بھی جبکہ ہم علیا حضرت کی ولادت باسعادت کی تقریب سالگرہ کی خوشی منانے کے لئے جمع ہیں۔ میں آغاز کلام میں اپنی اور تمام خواتین بھوپال کی طرف سے علیا حضرت کی خدمتِ اقدس و اعلیٰ میں سالگرہ کی تبریک تہنیت اور مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

خواتین! علیا حضرت کی یہ سالگرہ تاریخ عالم میں حیرت انگیز امتیاز کے ساتھ یادر ہے گی کیونکہ اس موقع پر اور اسی روز سعید میں علیا حضرت نے

اپنی بے مثال فیاضی اور سیر چشمی سے نواب سکندر صولت افتخار الملک بہادر کو اپنا تاج و تخت عطا فرما کر رعایا اور برایا کے لئے خوشیوں کا ایک اور مبارک موقع اور اسباب و سامان مہیا فرما دیا اور اس طرح اُن کے مستقبل کو حال بنا کر آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا۔

ہم وہ الفاظ نہیں پاتے کہ اُن کے ذریعہ سے اپنے مالک الملک اور علیا حضرت کی فیاضانہ شفقت و احسان کا کسی قدر بھی شکریہ ادا کر سکیں بجز اس کے کہ اسی رب العزت سے دُعا کریں کہ وہ حضور عالیہ کا سایۂ عاطفت ہم سب پر سالہا سال قائم رکھے اور نواب صاحب بہادر موصوف کو اور ہم سب کو اطاعت و فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اِس سال اور اس ماہ مبارک میں ہمیشہ دُگنی مبارک باد دیتے رہیں اور ایسے صدہا موقعے مبارک باد عرض کرنے کے ملتے رہیں۔

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خواتین کرام! میں آپ کی دلی شکر گذار ہوں کہ آپ نے ایک خاص جوش و خلوص کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا ہے اور جس انداز خلوص و عقیدت میں علیا حضرت کی شفقتوں اور عنایتوں اور تربیت

مادرانہ کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت میں نہایت دلچسپ
اور اہم واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علیا حضرت
کو خداوند کریم نے وہ قلب مبارک دیا ہے جو رافت و
شفقت اور ہمدردی و مہربانی اور صنفِ ضعیف کی
ترقیوں کی آرزوؤں اور کوششوں کا سرچشمہ ہے۔

جس زمانہ سے مجھے علیا حضرت کی خدمتِ بابرکت
میں حاضر رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور جس وقت
سے کہ میں ہمدردی کے مفہوم کو سمجھی ہوں میں نے سفر و
حضر میں اوقاتِ تکلیف و راحت میں حکمرانی کی اہم
مصروفیتوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں دیکھا جس میں علیا
حضرت کو ہمدردی عام اور بالخصوص صنفِ نسواں
کی ترقی کے خیال سے خالی پایا ہو۔

مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ علیا حضرت
کی تربیت مادرانہ میں کس قدر ہمدردی کا عنصر شامل
ہے اور میری ذات پر جو جو احسانات علیا حضرت
کے ہیں اور جس قدر عنایتیں مجھ پر مبذول فرمائی
ہیں ان کے لحاظ سے میرا فرض اور شکرِ نعمت یہی
ہے کہ میں علیا حضرت کے مقاصد اور ان امور کی
جانب جن سے کہ علیا حضرت کو دلچسپی ہے اپنی
پوری توجہ صرف کروں اور میری زندگی کا
مقصد یہی ہو کہ میں علیا حضرت کی تربیت و تعلیم کو

اپنی صنفِ ضعیف کے کام میں لاؤں اس لئے میں
آپ کو یہ یقین دلاتی ہوں کہ ہر ایسے کام میں جو علیا
حضرت کے مقاصد میں شامل ہوگا آپ مجھے ہمیشہ
مستعد اور سرگرم کار دیکھیں گی ۔ آپ نے اپنے
ایڈریس میں دو قوتوں کو سرگرم عمل رہنے کی اُمید
ظاہر کی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ
ایک اور زبردست قوت بھی ان دو قوتوں کے
ساتھ آپ کے مقاصد کے حصول اور آپ کی
ترقی و بہبودی کے کاموں میں کوشاں رہے گی
یعنی ہز ہائنس نواب سکندر صولت افتخار الملک
بہادر میں مجاز کی گئی ہوں کہ ہز ہائنس کی جانب
سے پہلے موقعہ پر میں اس بات کو ظاہر کردوں کہ
ہز ہائنس آپ کے تمام کاموں میں وہی الطاف
و توجہات مرعی رکھیں گے جو علیا حضرت سرکار
عالیہ نے ہمیشہ مرعی رکھی ہیں ہز ہائنس سے زیادہ
کوئی شخص واقف نہ ہوگا کہ ماؤں کی تربیت و تعلیم
اور ماؤں کے اخلاق اولاد کی تربیت و تعلیم اور اخلاق
پر کس درجہ موثر ہیں کیونکہ ہز ہائنس خود ایک بہترین ماں
کی تعلیم و تربیت اور اخلاق کے ایک بہترین نمونہ ہیں ۔
ہز ہائنس ! آپ کو معلوم ہے کہ علیا حضرت
نے حکومت کے بارِ گراں سے سبکدوش ہونے

کے بعد آپ کی ترقی کے کاموں کو اپنا مطمح نظر قرار
دیا ہے اور میں بھی علیا حضرت کی رہبری میں انہیں
کاموں کے لئے مستعد اور آمادہ ہوں تو اب آپ
کی کوششوں میں بھی تیزی اور مضبوطی درکار ہے
پھر انشاء اللہ ہم حیرت انگیز طور پر ترقی کی منزلیں ختم
کر لیں گے۔

خواتین! آپ نے جو کچھ عابدہ سلطان سلمہا کی
نسبت اپنی امیدوں اور خیالات کا اظہار کیا ہے
اس کی نسبت بجائے اس کے کہ میں کچھ کہوں یہ
ہی مناسب ہوگا کہ وہ خود ہی اپنی زبان سے اسکا
جواب دیں۔

اب میں آپ کی دعاؤں پر آمین کہتے ہوئے
اس دعا پر تقریر کو ختم کرتی ہوں کہ۔

علیا حضرت سرکار عالیہ کا سایۂ ہما پایہ ہمارے
سروں پر قایم رہے اور ان کو اپنی صنف کی ترقیاں
دیکھ کر دلی راحت و سکون حاصل ہو۔

چونکہ ایڈریس میں نواب گوہر تاج بیگم پرنسس عابدہ سلطان کی نسبت
بھی خیالات و جذبات کا اظہار تھا۔ ہر ہائنس نے بھی مناسب تصور
فرمایا کہ وہ خود ہی ان جذبات و خیالات کا شکریہ ادا کریں چنانچہ
ہر ہائنس کی تقریر کے بعد نواب گوہر تاج بیگم نے فرمایا کہ
آبرو بیگم صاحبہ!

آپ نے اپنی اور میری بزرگ خواتین کی طرف سے جو کچھ میری نسبت والدہ ماجدہ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے میں اُس کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

میں نے اگرچہ سات سال سے برابر اس کلب کے جلسوں میں جدّۂ محترمہ سرکار عالیہ اور والدۂ ماجدہ کے علاوہ اور بہت سی بزرگ خواتین کی تقریریں سُنی ہیں لیکن مجھے تقریر کرنے کا یہ پہلا موقع ہے اور وقت بھی کم ہے اس لئے میں صرف اسی قدر عرض کروں گی کہ حضور عالیہ جدّۂ مکرمہ کی سب سے بڑی نصیحت یہ ہی ہے کہ میں جب کسی قابل ہوجاؤں تو اپنی بہنوں کی خدمت کو خواہ وہ مال سے ہو یا زبان سے۔ تدبیر سے یا تقریر و تحریر سے۔ بہترین ثواب کا کام سمجھوں اور یہی وہ کام ہوگا کہ جس سے حضور عالیہ ہمیشہ مجھ سے خوش اور راضی رہیں گی۔ اس لئے میں خیال کرتی ہوں کہ میری دین و دُنیا کی بھلائی اپنی بہنوں کی خدمت میں ہے۔ میں نے اس سفر میں دیکھا ہے کہ میری ہم عمر لڑکیوں کے دل میں اپنی قوم اور وطن کے لیے جذبات موجود ہیں۔ اور خدا وہ دن کرے کہ ہم سب کے دلوں میں وہی جذبات موجود ہوں اور ہم سب حضور سرکار عالیہ دام ظلہا کے سایۂ عاطفت میں دن دونی رات

چوگنی ترقیاں حاصل کریں۔

اس تقریر کے بعد سکریٹری نے علیا حضرت سے عرض کیا کہ خواتین کلب کا یہ جلسہ ہز ہائینس نواب صاحب بہادر دام اقبالہٗ کی بارگاہِ عالی میں تختِ سلطنت پر رونق افروزی کی تہنیت و تبریک کا اڈریس پیش کرنے کا آرزومند ہے۔ اور یہ استدعا ہے کہ حضور عالیہ کے سامنے وہ پڑھا جائے اور حضور عالیہ کے توسّل سے ہز ہائینس کی خدمت عالی میں پیش ہو۔

علیا حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ "میں بڑے شوق سے سنوں گی اور بڑی خوشی سے ہز ہائینس کو دوں گی۔"

چنانچہ سکریٹری نے حسب ذیل اڈریس پڑھ کر سنایا۔

"اعلیٰ حضرت! پرنسس آف ویلز کلب کی تمام خواتین ممبر اعلیٰ حضرت کی تخت نشینی پر نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ دلی مبارکباد پیش کرتی ہیں اور بارگاہِ مالک الملک میں ہماری دعا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا عہدِ حکومت نہایت شاندار اور مادّی و اخلاقی ترقیات سے معمور ہو۔

اعلیٰ حضرت! بلا خوف تردید ہم عرض کر سکتے ہیں کہ حضور اقدس کی ذاتِ والا صفات ہمارے لئے ایک عظیم الشان ذریعۂ افتخار ہے کیونکہ ہمارے فرمانروا کی وہ تربیت اور وہ اعلیٰ اوصاف اور وہ اعلیٰ اخلاق جن کی ابتدا سے ایک دنیا معترف ہے ہماری محسنۂ اعظم علیا حضرت سرکار عالیہ

دوام ظلہا کی تربیت مادری کا اثر و نتیجہ ہے اور ہم کو
کامل یقین ہے کہ اس تربیت مادری کے جو نقوش
واثر اعلیٰ حضرت کے تمام مہمات امور میں نمایاں ہوں گے
وہ تاریخ عالم کے صفحات پر نقش دوام حاصل کریں گے۔

اعلیٰحضرت نے علیا حضرت کی مرضیٔ مبارک کے
مطابق جو بار امانت اپنے قوی شانوں پر رکھا ہے
اس میں ہمارے لئے حقیقی طور پر ایک پیغام بشارت
اور ہماری صنف ضعیف کے لئے ایک شاندار
مستقبل کی خوش خبری ہے جس سے ہمارے دلوں
کی امیدیں قوی ہوگئی ہیں۔ علیا حضرت کو امور
مہمات ریاست سے یک سو ہو کر صنف ضعیف
کی ترقیوں میں مصروف رہنے کے یہی معنی ہیں
کہ اب علیا حضرت کی رہبری میں ہم بہت جلد منزل
مقصود پر پہونچ جائیں گے اور اس طرح اعلیٰ حضرت
نے مرضیٔ مبارک کی تعمیل میں بالواسطہ ہماری صنف
پر احسان عظیم فرمایا ہے اور خداوند تعالےٰ اعلیٰحضرت
کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

اب ہم اس دعا پر اپنے ایڈریس کو ختم کرتے ہیں۔

الٰہی در جہان باشی باقبال   جوان بخت و جوان دولت جوان سال

یہ تینوں ایڈریس سنہرے کارچوبی خریطوں میں جو نقرئی کشتی میں رکھے ہوئے
تھے علیا حضرت کی خدمت میں پیش کئے گئے پھر ہار پھول اور پان وغیرہ

پیش ہونے کے بعد عُلیا حضرت ہر ہائنیس اور تمام مہمانوں نے پارٹی میں شرکت کی۔

نمازِ مغرب کے بعد ہز ہائنس نواب صاحب بہادر فرمانروائے بھوپال کے عہدِ حکومت کی کامیابیوں کے لئے دُعا کی گئی اور پھر سینما شروع ہوا جس میں نہایت دلچسپ فلم دکھائے گئے۔ تقریباً ۱۰ بجے تک ایک عجیب خوشی اور چہل پہل تھی۔ گویا پانچ گھنٹہ کامل عالم مسرّت مجسّم و متشکّل تھا۔

دربارِ عید الضحیٰ

اعلیٰحضرت کی تخت نشینی کے بعد پہلی "عید الضحیٰ" تھی حسب معمول وقت مقررہ پر اعلیٰحضرت نے عیدگاہ میں عامۂ مسلمین کے ساتھ دوگانہ عید ادا کیا۔ خطبہ کے بعد احاطۂ قربان گاہ میں تشریف لیجاکر بہ نفسِ نفیس قربانی کی سُنّتِ مؤکدہ ادا کی۔

ایک گھنٹہ کے بعد ایوانِ صدر منزل میں دربارِ عید منعقد ہوا۔ جب تمام درباری جمع ہوگئے تو اعلیٰ حضرت نہایت سادہ لباس میں رونق افروز ہوئے اور تختِ شاہی پر اس وقت تک ایستادہ رہے جب تک تمام حضّارِ دربار فرداً فرداً سلام و مبارک بادِ عید و مصافحہ سے مشرف نہ ہوگئے اس وقت اعلیٰحضرت کا ڈیڑھ گھنٹہ تک ایستادہ رہکر ہر شخص کو جوابِ سلام و تہنیت دینا اور مصافحہ فرمانا حقیقتاً شاہانہ اسلامی سادگی کا ایک عجیب دلچسپ نظّارہ تھا۔

اعلیٰحضرت کی تشریف بری کے بعد تمام حضّار کی شربت، برف اور فواکہات سے تواضع کی گئی۔ جو میزوں پر غربی و شرقی دالانوں میں نہایت تکلف سے چنے ہوئے تھے۔

تقریبِ سال گرہ

تقریب سالگرہ پر فیاضیاں اور انعام و اکرام | ۹۔ ربیع الاوّل ۱۳۴۵ھ کو اعلیٰحضرت کی ولادتِ باسعادت کی تقریب سال گرہ تھی۔

اعلیٰحضرت نے فرمانروائی کے بعد اس پہلی تقریب پر نہایت شاہانہ فیاضی کے ساتھ اُن عہدہ داران و عمائدین ریاست کو جن کی خدمات قابل حوصلہ افزائی تھیں اور اُن اراکین خاندان کو جو استحقاق مراعات رکھتے تھے خطاب و خلعت اور منصب و جاگیر اور انعاماتِ نقد سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ چھ اصحاب کو جن میں چار عہدہ دارانِ ریاست اور دو اعزّائے ریاست ہیں درجہ اوّل کے خطاباتؔ[له] (۱) معین الملک (۲) راجہ (۳) نصیر الملک (۴) امین الملک (۵) امیر الملک (۶) عزیز الملک اور تین اصحاب

له (۱) عالیمرتبت خان بہادر مولوی متین الزماں خاں صاحب بہادر مشیر المہام روبکاری خاص (معین الملک)

(۲) عالیمرتبت رائے بہادر منشی اودہ نرائن صاحب بسریا بی اے مشیر المہام فنانس و لا اینڈ جسٹس (راجہ)

(۳) عالیمرتبت سیّد لیاقت علی صاحب ایم اے ایل ایل۔ بی چیف جسٹس (نصیر الملک)

(۴) میر دبیر منشی سیّد منصب علی صاحب معتمد خاص سرکار عالیہ (امین الملک)

(۵) میاں عالمگیر محمد خاں صاحب (امیر الملک)

(۶) میاں حی محمد خاں صاحب جاگیردار (عزیز الملک)

کو خطابات درجہ دوم[۵۱]
(۱) والاقدر (۲) عالی قدر (۳) میر دبیر عطا ہوئے۔ اور دیگر اراکین
خاندان کیساتھ بہ لحاظ عزت افزائی "سردار" کے لقب کا اضافہ فرمایا۔
اور دو اصحاب کو خطاب درجۂ سوم "بہادر" مرحمت ہوا۔ اور دو اصحاب
کو خلعت درجہ خاص[۵۲] اور ایک صاحب کو خلعت درجۂ خاص[۵۳] مع شمشیر مرحمت ہوا۔
ایک صاحب کو منصب مبلغ عـــہ روپیہ ماہوار عطا فرمایا گیا اور پانچ
اصحاب کے مناصب ماہانہ میں مار عـــہ[۵۴] کا اضافہ منظور فرمایا گیا۔
سات اصحاب کو ـــ روپیہ کی جاگیر عطا فرمائی گئی اور گیارہ اصحاب

---

۵۱ (۱) عالی مرتبت مسٹر جسٹس سلام الدین خاں صاحب بہادر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی،
جج ہائیکورٹ (والا قدر)
(۲) مسٹر قاضی علی حیدر صاحب عباسی پولیٹکل سیکریٹری (عالی قدر)
(۳) دبیر الانشار قاضی ولی محمد صاحب سیکریٹری کونسل (میر دبیر)
۵۲ (۱) عالی مرتبت خان بہادر معین الملک مولوی متین الزماں خاں صاحب بہادر
مشیر المہام روبکاری
(۲) عالی مرتبت دبیر الملک خان بہادر سر اسرار حسن خاں صاحب مشیر المہام
ہوم ڈیپارٹمنٹ
۵۳ خواجہ محمد اکرم صاحب بی۔ اے افسر اعلیٰ نظام پولیس
۵۴ عالی مرتبت راجہ اودھ نرائن صاحب ـــ ہزار
عالی مرتبت نصیر الملک سید لیاقت علی صاحب ـــ ہزار
ڈاکٹر جی پی جوہری ـــ ہزار

(بقیہ صفحہ ۷۴)

کی جاگیرات میں للعہ مار ؍ کا اضافہ منظور فرمایا گیا۔
چار اصحاب کو انعامات نقد تعدادی معہ ؍ ؍ سے سرفراز فرمایا گیا۔
تین خدام و خادمات کو جن میں انوری بوا ایک خاص خادمہ حضور سرکار عالیہ کی ہیں پندرہ سو کی معافیات مرحمت فرمائیں۔
اعلیٰ حضرت نے اس موقع پر مزارعین کے غریب اور مقروض طبقہ کو بھی انعامات شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور معہ ؍ ؍ روپیہ ان مقروض

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳)

میر و بیر و دبیر الانشا قاضی ولی محمد صاحب	الصما ؍ ؍ ؍
کپتان رحمن اللہ خاں صاحب	الصما ؍ ؍
رسالدار عبدالشکور صاحب	الـ ؍ ؍
سید عبدالرحیم صاحب سب انسپکٹر	للعہ ؍
۵۱ عزیز الملک سردار حق محمد خاں صاحب	صمار
سردار اقبال محمد خاں صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای۔	صلعہ
میاں ولایت محمد خاں صاحب	صمار
میاں فاضل محمد خاں صاحب	صار
میاں رؤف محمد خاں صاحب	سار
میاں جلیل محمد خاں صاحب	سار
میاں ظفر محمد خاں صاحب	سلعہ
میاں عالمگیر محمد خاں صاحب	سلعہ
میاں اکبر محمد خاں صاحب	سلعہ
میاں سردار محمد خاں صاحب	سار
میاں افضل محمد خاں صاحب	سار

کاشتکاروں کو عطا کیا جن کی زمینیں رہن تھیں۔

مراسم تقریب سالگرہ حضور سرکار عالیہ نے اس تقریب کو خاص اہتمام کے ساتھ منایا۔ صبح کے وقت عہدہ داران و عمائدین ریاست نے قصر سلطانی پر حاضر ہو کر مبارک باد عرض کی ان تمام اصحاب کی ایک وسیع کمرے میں نشست تھی اور پس چلمن حضور سرکار عالیہ رونق افروز تھیں اس موقع پر چند قصائد مدحیہ بھی پیش ہوئے اور دو تین اصحاب نے اپنی تہنیت کی نظموں کو بھی سنایا۔

اعلیٰ حضرت کی ڈیوڑھی کے ریونیو سکریٹری مولوی شکر اللہ صاحب سُہیل نے جو نہایت فصیح البیان اور نغز گو شاعر ہیں فارسی میں قصیدہ تحریر کیا تھا مولوی سید محمد یوسف صاحب قیصر منصرم دفتر تاریخ نے بھی ایک فارسی نظم "گلبانگ مسرت" پیش کی تھی جس میں جلیل الشان ماں اور نامور فرزند یعنی فرمانروایان سابق و حال کی مدح نہایت لطیف پیرایہ میں ہے جس کے خاص اشعار تفنن طبع کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تمام حاضرین اور حضور سرکار عالیہ نے بے ساختہ داد تحسین دی۔

به عالم ہر کہ بینی از مسرت شادماں بینی | تموج ہائے عشرت در زمین و آسماں بینی

فرازِ مسند شاہی بصد شوکت بصد حشمت | سکندر جاہ نواب حمیداللہ خاں بینی

رئیس نوجواں اورنگ آرائے حکومت شد | نظام مملکت را باز از سر نوجواں بینی

بیک ذاتِ گرامی جملہ شاہانِ سلف یابی | چہ رحمت می کشیدہ می داستانِ باستان بینی

....

سر آرائے دولت چوں حمیداللہ خاں بینی | کہ این من جملہ نعمائے سلطانِ جہاں بینی

چہ سلطانِ جہاں یک پیکرے از رحمتِ یزداں | چہ سلطانِ جہاں یک روح و بہ جسم جہاں بینی

ندارد غایتے لطفش ندارد فیض پایانے — بہر جائے کہ بینی لطف فیضش بیکراں بینی
ز ایثارش کہ بہر خلق کردہ تو چہ می پرسی — بر اورنگ شہنشاہی حمید اللہ خاں بینی
خدا اجرت بہ عمرت فزاید بیکند رحمت — جہاں بر خلق رحمت کردہ از حق ہماں بینی

*

گر بر ملک و ملت فیض بخش و مہرباں بینی — حمید اللہ خاں بینی کہ سلطان جہاں بینی
اگر خواہی کہ بینی بر رعایا رحمت باری — بیا تا افتخار الملک حمید اللہ خاں بینی
الٰہی تا جہاں باشد حمید اللہ خاں باشد
جہاں را تابع امر حمید اللہ خاں بینی

*

قیصر صاحب نے ایک اور نظم بھی مرقع زرنگار کے نام سے شایع کی تھی۔ جس میں بھوپال کی چار مشہور بیگمات نواب قدسیہ بیگم، نواب سکندر بیگم، نواب شاہجہاں بیگم اور سرکار عالیہ کا تذکرہ کر کے اعلیٰ حضرت کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کا ٹائٹل پیج بھی نہایت خوشنما اور دلچسپ ہے یعنی ریاست کے مونوگرام میں بہن دیار چاروں بیگمات اور وسط میں اعلیٰ حضرت کی تصویر ہے۔

مشہور اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کے ایک چھوٹے سے طالب علم محمد نعمان زبیری نے جن کو دامان دولت بھوپال سے نمک خوارانہ توسل حاصل ہے ایک چھوٹی سی کتاب "اور بی لوڈرولر" کے نام سے تیار کر کے شایع کی جس میں اعلیٰ حضرت کے مختصر حالات ہیں۔

دوسری طرف قصر سلطانی کے سامنے مدارس مذہبی مدرسہ احمدیہ[۵۱] اور

---

[۵۱] مذہبی تعلیم کا مدرسہ ہے جو اعلیٰحضرت کے والد ماجد نواب احتشام الملک مرحوم مغفور کے نام سے موسوم ہے

مدرسہ عبیدیہ[۵۱] کے طلبا، اور دار الشفقت سلطانی کے یتامی کو جوڑے اور شیرینی تقسیم کی گئی۔

بعد نمازِ ظہر مساجدِ احمد آباد میں درود خوانی ہوئی اور بعد نمازِ عصر مجلسِ میلاد و وعظ منعقد ہوئی اس مجلسِ میلاد کو مروجہ مجالسِ میلاد کے مماثل نہ سمجھنا چاہیئے جو طبقۂ علما، میں ایک بدعت شمار کی جاتی ہے۔

علیا حضرت نے مجلسِ میلاد کا ایک خاص مؤثر طریقہ جاری فرمایا ہے علما، روا خوان و ارکانِ ریاست اور عامۂ مسلمین کو دعوت دی جاتی ہے۔ بعد عصر علی العموم دالان و صحن مسجد میں سب جمع ہوتے ہیں اور وعظ شروع ہوتا ہے۔ پھر مجلس کے تمام حاضرین درود خوانی میں مصروف ہو جاتے ہیں تا آنکہ نمازِ مغرب ادا ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائلِ اخلاق اور آپ کی سیرتِ شریفہ کے مختلف حصوں کا بیان کیا جاتا ہے۔ پھر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اور نمازِ عشا کے بعد عطر و پان تقسیم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ مجلس بھی منعقد ہوئی اور تمام حضار کو مراد آبادی رکابیوں میں شیرینی تقسیم کی گئی جو رنگ برنگ کے رومالوں میں بندھی ہوئی تھیں۔

قصرِ سلطانی میں عورتوں کو موئے[۵۲] مبارک کی زیارت کرائی گئی۔ اور

---

[۵۱] جو نواب محسن الملک حاجی حافظ محمد عبید اللہ خاں فردوس مکاں کے نام سے موسوم ہے اور جس میں قرآن مجید تجوید اور قرأۃ کے ساتھ حفظ کرایا جاتا ہے۔

[۵۲] سنہ ۱۹۱۱ء میں جب کہ علیا حضرت سرکارِ عالیہ انگلستان سے کارونیشن کی شرکت کے بعد قسطنطنیہ تشریف لے گئی تھیں تو وہاں سلطان محمد رشاد خامس نے (بقیہ بر صفحہ ۷۸)

اُن کی عظیم الشان پیمانہ پر دعوت ہوئی۔

آصفیہ ٹکنیکل اسکول کا جلسہ | بروز جمعہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ کو آصفیہ ٹکنیکل اسکول کا جلسہ ہوا تقریباً ڈیڑھ سو یا کچھ زیادہ خواتین مجتمع تھیں جن میں اخوان و اراکین ریاست کی بھی خواتین تھیں اور چند مخصوص یورپین لیڈیز بھی مدعو کی گئی تھیں صدر دروازہ پر بینڈ سلامی کے لئے موجود تھا۔

ٹکنیکل آصفیہ اسکول[۱] عارضی طور پر ایک قدیم وضع کی پائدار عمارت میں ہے اس کے پہلے حصہ میں اسٹور اور دفتر ہے اور اندر متعلمات کام سیکھتی ہیں۔

اسٹور میں کانچ کی الماریوں میں بطور نمونہ متعلمات کا بنایا ہوا سامان سجا دیا گیا تھا۔

اندر کے وسیع کمرہ میں فرش بچھا ہوا تھا اور وہاں وہ مستورات ا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷)

یہ موئے مبارک جو نہایت مستند ہے ہدیتاً دیا تھا اور اس کو دیتے وقت کہا تھا کہ یہ میرے حصہ میں آیا تھا جو میں آپ کو دیتا ہوں سرکار عالیہ نے نہایت شکریہ کے ساتھ اس ہدیہ کو قبول کیا۔

مراجعت کے بعد ہی سے ماہ ربیع الاول میں جو ہمارے نبی کریم کی ولادت کا مہینہ ہے اعلیٰ حضرت کی سالگرہ ولادت کے روز محل میں اس موئے مبارک کی ہمیشہ زیارت کرائی جاتی ہے۔

[۱] علیا حضرت نے یہ آصفیہ ٹکنیکل اسکول اپنی چھوٹی صاحبزادی آصف جہاں صاحبہ مرحومہ کی یادگار میں ۱۹۰۵ء میں قائم فرمایا۔

بیوگان جمع تھیں جو آج کل ٹکنیکل آصفیہ اسکول میں داخل ہیں اور کام سیکھ رہی ہیں اس کمرہ کے باہر دالان ہے۔ دالان کے دروں میں خوبصورت پردے لگے ہوئے تھے۔

دالان کے آگے پختہ صحن ہے صحن میں بھی فرش بچھایا گیا تھا جس کو رنگ برنگ کے پھولوں اور پودوں کے گملوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

گرم موسم کے سبب سے حضور سرکار عالیہ کی طلائی کرسی صحن میں رکھی گئی تھی، کرسی کے سامنے میز پر گلدان میں خوشنما پھول مہک رہے تھے اور دونوں جانب خواتین کی نشست تھی۔

وقت معینہ پر مس الیفنٹ اور جناب آبرو بیگم صاحبہ، فاطمہ بیگم صاحبہ سید النساء صاحبہ، علیا حضرت حضور سرکار عالیہ دام ظلہا کے استقبال کے لئے موجود تھیں۔ دوسری طرف تمام متعلمات صف بستہ استادہ تھیں۔

حضور ممدوحہ چار بجکر ۴۵ منٹ پر تشریف لائیں، بینڈ نے سلامی ادا کی جس وقت حضور ممدوحہ موٹر سے اُتر کر پردہ دار حصہ میں داخل ہوئیں سب نے جھک کر سلام عرض کیا فاطمہ بیگم صاحبہ نے حضور ممدوحہ کو تمام اشیاء دستکاری جو اسٹور روم میں سجائی گئی تھیں دکھلائیں۔

حضور ممدوحہ نہایت توجہ اور مسرت کے ساتھ معائنہ فرما کر اندر کے حصہ میں تشریف لے گئیں جہاں خواتین نے کرسیوں سے اُٹھ کر سلام عرض کیا۔ اور تعظیم ادا کی۔

جب حضور ممدوحہ کرسی پر رونق افروز ہوگئیں تو فاطمہ بیگم صاحبہ نے رپورٹ سنانے کی اجازت لے کر حسب ذیل رپورٹ سنائی۔

"سرکار عالیہ! بیگمات کرام و دیگر خواتین!

میں نہایت ادب اور دلی دعاؤں کے ساتھ اپنی اور تمام اسٹاف اور متعلقین اور متعلمات مدرسہ کی جانب سے حضور عالیہ کی خدمت میں اعلیٰ حضرت سکندر صولت نواب افتخار الملک بہادر دام اقبالہٗ فرمانروائے بھوپال کی سال گرہ ولادت کی مبارکباد عرض کرتی ہوں، ہم سب کی بارگاہِ احدیت میں دُعا ہے کہ خداوند کریم حضور ممدوح کے عہدِ حکومت کو خیر و برکت کا عہد بنائے اور عمر و صحت اور اقبال میں روز افزوں ترقیاں عطا کرے۔

حضور عالیہ! یہ دُعائیں ایسے دلوں سے نکلی ہیں جو شکر گذاری کا چشمۂ صافی ہیں اور جن میں احسان مندی اور خلوص و عقیدت کے جذبات موجزن ہیں اور یقیناً یہ پُر خلوص دُعائیں بارگاہِ ایزدِ بے نیاز میں درجۂ قبولیت حاصل کریں گی۔

حضور عالیہ! آج کے مبارک موقع پر میں اس مدرسہ کی ایک مختصر روداد بھی پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔ یہ مدرسہ دراصل اُن جذبات کے کثیر التعداد نتیجوں میں سے ایک نتیجہ ہے جو حضور عالیہ کے قلبِ مبارک میں اپنی صنف کے ہر طبقہ کی بہبودی و اصلاح کے متعلق جاگزیں ہیں۔

حضور عالیہ نے غریب عورتوں اور بالخصوص

غریب بیواؤں کی عام حالتِ زار اور عالمِ مصیبت اور
اُس کے افسوس ناک نتیجوں پر غور فرما کر ۱۳۲۳ھ
۱۹۰۵ء میں اس غرض اور مقصد سے جاری فرمایا کہ یہ
غریب طبقہ یہاں اس قسم کی روزمرّہ کے کام میں آنے
والی چیزوں کی صنعتی تعلیم حاصل کرے جس سے ان کی
ضروریاتِ زندگی کی فراہمی اور حصولِ معاش میں کچھ امداد
حاصل ہو اور وہ اپنی محنت مزدوری سے عزت کے ساتھ
کچھ روزی پیدا کر سکیں۔

اُس وقت سے اس وقت تک یہ مدرسہ اس
غرض و مقصد کی تکمیل میں مصروفِ کار ہے لیکن چوں کہ
بھوپال کی فیاض اور حکمراں بیگمات کی فیاضی اور امداد و
میں بھوپال کی غریب عورتوں کو مختلف صورتوں میں
ہمیشہ حصّۂ عظیم اور بہرہ کافی ملا ہے۔ اور خود حضور
عالیہ نے اپنے عہدِ رافت عہد میں اس فیاضی و امداد
میں گراں قدر اضافہ اور وسعت فرمائی اس لئے ایک
عرصہ تک اس مدرسہ میں داخل ہو کر کام سیکھنے والی
عورتوں کی تعداد محدود رہی مگر پھر حضور عالیہ نے جب
اس کی ترقی کے وسائل پر غور فرمایا اور اس کو اپنی عزیزہ
اور مرحوم صاحبزادی آصف جہاں بیگم کے نام سے
منسوب فرما کر اصلاحات فرمائیں اور امداد شاہانہ کو
آصفیہ ٹیکنیکل اسکول کی حاضری کے ساتھ مشروط فرمادیا

تو کام سیکھنے والیوں کی تعداد میں کچھ اضافہ ہو گیا
تاہم تعداد قابل اطمینان حد تک نہ پہونچی اور صرف
۴۲ عورتیں کام سیکھتی تھیں۔ لیکن مئی ۱۹۳۲ء میں پھر
حضور عالیہ نے اس کی جدید تنظیم فرمائی اور ۲۷ عورتوں
کے وظائف مقرر کئے گئے اور ساتھ ہی ساتھ اُجرت
کا طریقہ بھی جاری کیا چنانچہ تنظیم جدید کے بعد تعداد
میں ترقی ہوئی اور اِس وقت ۹۶ عورتیں مدرسہ
میں حاضر ہو کر کام سیکھتی ہیں جن کے وظائف مقرر
ہیں اور اُن کو کام کی حیثیت کے لحاظ سے اُجرت
بھی ملتی ہے ان سب کے لئے ۱۶ معلمات مقرر ہیں

اس جدید تنظیم میں حسب ذیل مختلف قسم کے
کام جاری کئے گئے۔ عربی قسم کے جال اور پھول
پتی کا کام جو ہندوستان میں بجز عرب مستورات
کے شاذ و نادر ہی کوئی جانتا ہے۔

کروشیا، کلابتون کی جالی اور پوتھ کا وہ کام
جو بمبئی، سورت، راندیر وغیرہ میں زیادہ رائج ہے
مشین سے زنجیرہ کا کام، مفلر، موزہ بنیان بنانا کپڑا
بُننے کی مشین گو قبل سے موجود تھی مگر عورتوں نے
اس پر کام کرنا نہ سیکھا تھا اور بغیر مردوں کی امداد
کے ممکن بھی نہ تھا اس کے لئے اوّل بے پردہ
عورتوں کو مرد کاریگروں سے سکھوایا گیا پھر اُنھوں نے

پردہ نشین مستورات کو سکھایا الحمد للہ اب وہ
بہایت صفائی سے تولیا، جھاڑن، سوسی اور
مختلف قسم کے کپڑے تیار کرلیتی ہیں۔
سوت اگرچہ بازار میں بہ افراط ملتا ہے مگر ضرورت
تھی کہ چرخہ کو رائج کر کے خود عورتیں اپنے ہاتھ سے
کاتیں چنانچہ اب چرخہ رائج ہے اور باریک سوت
تیار ہوتا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں چار معلمات کو حیدرآباد
کی مشہور کمپنی جسے ڈی مستری کمپنی کے زنانہ اسٹور
میں آری کا کام سیکھنے کے لئے بھیجا گیا جو خاص حیدرآباد
میں ستارہ اور کلابتون سے بنایا جاتا ہے۔ چکن کا کام
گو پہلے سے رائج تھا۔ اس میں ترقی دی گئی۔ اور لکھنؤ
کی یہ خاص صنعت کہ بٹے ہوئے سوت سے چکن تیار
کی جائے سکھائی گئی۔ ان کاموں کے علاوہ صابون
سازی کی صنعت بھی سکھائی جاتی ہے۔ گویا اس وقت
صنعت و حرفت کے جملہ ۱۳ کلاس مفصلہ ذیل ہیں۔
(۱) کارچوب (۲) چکن سازی (۳) آری کلابتون
(۴) عربی جال اور پھول پتی (۵) اُون کا کام
(۶) جالی پر سوئی کا کام (۷) کٹاؤ (۸) ریشم کا کام
(۹) پارچہ بافی (۱۰) موزہ و بنیان اور مفلر بافی،
(۱۱) نواڑ بافی (۱۲) چرخہ کتائی (۱۳) زنجیرہ۔
۱۹۱۴ء ۱۳۳۵ھ میں جو نمائش بھوپال میں قائم

ہوئی تھی اس میں مدرسہ کا کام بھی بھیجا گیا۔ عام اشخاص نے اکثر اشیاء نہایت شوق سے خریدیں اور ۱۹۱۴ء میں سوئی کے کام پر کمیٹی انعامات نے سند دی اور ۱۹۲۵ء کی نمائش میں نمبر اول کا تمغہ دیا گیا۔

یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ جس قدر عورتیں یہاں داخل ہوئیں وہ دوسری عورتوں کے لئے ایک نمونہ اور وجہ ترغیب بن گئیں۔ اور اس طرح غریب عورتوں کے طبقہ میں ایک عام دلچسپی ایسی دستکاری کی طرف پیدا ہوگئی اور ان کو اپنی معاش اور گھر کے کاموں میں کچھ نہ کچھ امداد ملی اور اس طرح اس مقصد نے ایک عام کامیابی حاصل کی اور اس وقت امیدوار اور عرضی گذار عورتوں کی ایک کثیر تعداد ہے جو مدرسہ میں داخل ہو کر کام سیکھنا چاہتی ہیں۔

حضور عالیہ نے جب اس مدرسہ کے اجرا کی تجویز فرمائی تھی تو عمائد و عہدہ داران بھوپال نے خواہش کی تھی کہ وہ بھی اس خیر جاریہ میں شریک ہوں اور اس کو چندہ سے قائم کیا جائے۔ حضور عالیہ نے اس ہمدردانہ خواہش کو بطیب خاطر منظور فرما لیا تھا اور علاوہ اس شاہانہ امداد کے جو حضور عالیہ اور ہمارے ہمدرد دھرمی فرمانروا اعلیٰ حضرت سکندر صولت افتخار الملک بہادر نے اس وقت عطا فرمائی تھی

عہدہ داران و عمائدین سے بھی معقول رقم اسی وقت
بطور عطایا مدرسہ کو ملی تھی اور اس طرح اس مدرسہ کو
ایک پبلک انسٹی ٹیوشن کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی لیکن
بعض وجوہ سے اس طرف عام دلچسپی قائم نہ رہ سکی اور
چونکہ ان شاہانہ امدادوں کی وجہ سے عام امداد سے ایک
قسم کا استغنا بھی تھا اس لئے منتظمین نے ان کو توجہ
بھی نہ دلائی لیکن اب کہ اس کے نتائج تشفی بخش ہیں
اور اس کی ضرورت روز بروز واضح ہو رہی ہے۔ ہم
اعلیٰ حضرت کی گورنمنٹ کے عہدہ داروں اور پبلک
کے سامنے بھی اپیل کرنا چاہتے ہیں اور ہم کو یقین ہے
کہ ہماری اپیل رائگاں نہ جائے گی۔

اس مدرسہ کا ابتدائی انتظام مس چناپا کے سپرد
ہوا تھا اس کے بعد مسز جی بخش کو تفویض ہوا۔ اور
پھر چونکہ ان کو دوسری اہم خدمات سپرد کی گئیں اس لئے
حضور عالیہ نے مجھے اس خدمت پر مامور فرمایا جس کو
اب چوتھا سال ہے۔

مسز چناپا کا زمانہ بہت کم رہا مسز جی بخش نے
اپنی نگرانی اور اپنی کوششوں سے اس مدرسہ کو
بہت رونق دی اور چونکہ وہ علاوہ انتظامی قابلیت
کے خود اس قسم کی دستکاریوں میں مہارت تامہ
رکھتی ہیں اس لئے ان کی توجہ سے بہت قابل قدر

نتیجہ نکلا۔

اجرائے مدرسہ کے وقت جو سولہ سو (۱۶۰۰) روپے مدرسہ کو عطایا میں وصول ہوئے تھے ان کو مس چناپا نے ڈاک خانہ کی سیونگ بینک میں جمع کرا دیا تھا لیکن اس کی پاس بک گم ہو گئی تھی اور حسابات سے بھی ان کا پتہ معلوم نہ ہوتا تھا مگر مسز جی بخش کی توجہ سے وہ روپیہ منافع کے ساتھ المضاعفت ہو کر ہم کو مل گیا ہے جس کی مقدار تین ہزار ہے، اس توجہ اور کوشش کے لئے ہم سب مسز موصوفہ کے شکر گذار ہیں۔

یکم مئی سنہ ۱۹۲۳ء میں تنظیم جدید کے مطابق عمل پیرا ہونے کے لئے حضور عالیہ نے اس اہم قومی خدمت کو میرے ضعیف و ناتواں ہاتھوں میں سپرد فرمایا اور اس کی اعزازی نگرانی آبرو بیگم صاحبہ کے سپرد کی گئی۔

میں اُن کی شکر گذاری ہوں کہ صاحبہ موصوفہ نے نہایت دل سوزی و ہمدردی کے ساتھ نہ صرف نگرانی کی بلکہ مجھے ہر قسم کی امداد دی اور اکثر اوقات ترغیب و تحریص پیدا کرنے کے لئے ان متعلمات کے ساتھ عزیزانہ و خواہرانہ مساوات و سلوک مرعی رکھ کر کام کیا۔

ناشکری ہوگی اگر میں اس رپورٹ میں میر دبیر منشی
حاجی سید منصب علی صاحب معتمد خاص کی شکر
گذاری نہ کروں کہ جناب موصوف جو اس کے سرکاری
نگراں ہیں ہمیشہ اور ہر وقت ہر ایک امداد اور سہولتیں
بہم پہونچاتے رہے۔ جس سے ہمارے کاموں میں
بڑی آسانی ہوتی رہی۔

حضور عالیہ! اب میں اس رپورٹ کو حضور
عالیہ اعلیٰ حضرت سکندر صولت نواب افتخار الملک
بہادر فرمانروائے بھوپال، ہر ہائنس نواب شاہ بانو
بیگم اور خاندان شاہی کی دعائے ترقی و اقبال
پر ختم کرتی ہوں۔

یہ رپورٹ خریطہ کارچوبی میں جو ٹکنیکل آصفیہ اسکول کی متعلمات کے ہاتھوں
کا تیار شدہ تھا رکھہ کر پیش کی۔ حضور ممدوحہ نے متبسم اور خوش ہوکر قبول
کیا اور رپورٹ کے جواب میں حسب ذیل تقریر فرمائی۔

"فاطمہ بیگم صاحبہ اسسٹنٹ اول و خواتین جلسہ و متعلمات!
میں نواب سکندر صولت افتخار الملک بہادر سلمہ اللہ
تعالیٰ کی سال گرہ کی تقریب پر آپ کی پُر خلوص تہنیت
کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور آپ کے ساتھ اُن کی ترقی
عمر و اقبال کی دعاؤں میں شریک ہوں بلاشبہ وہ
دعائیں جو خلوص کے ساتھ ہوتی ہیں اور بالخصوص جو
غریبوں، مصیبت زدوں اور بیواؤں کے دلوں سے

نکلتی ہیں ہمیشہ قرونِ قبولیت ہوتی ہیں۔

خواتین! فاطمہ بیگم صاحبہ نے اس وقت جو رودداد پیش کی ہے اُس کو میں نے دل چسپی کے ساتھ سُنا۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ انسانی مصائب میں سب سے زیادہ مصیبت افلاس ہے اور افلاس بھی اُس صنف کا جو بے کس و بے یار و مددگار ہو۔ اس لئے یہ سب سے بڑی نیکی ہے کہ اُن کی مصیبتوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اُن کے لئے ایسے وسائل مہیا کئے جائیں کہ وہ عزتِ نفس کے ساتھ خود اپنی مصیبتوں کو کم کرنے کے قابل بن جائیں۔

مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ اس غریب طبقہ میں دستکاری اور اُس کے ذریعہ سے کچھ روزی پیدا کرنے کا شوق ہو گیا ہے اور مدرسہ نے اپنا اخلاقی اثر بھی ڈالا ہے جس کا یہ بیّن ثبوت ہے کہ مزید داخلہ کے لئے معقول تعداد میں درخواستیں پیش ہیں۔

میں آپ سب کی سعی و محنت کا یہ ثمر دیکھ کر بہت مسرور ہوئی ہوں کہ مستورات بھوپال میں اپنی محنت سے روزی کمانے کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ تاہم ضرورت ہے کہ اس کو اور وسعت اور ترقی دی جائے۔ کسی ایک حالت پر ٹھہر جانا تنزل کے مرادف ہے

چونکہ میں نے بھی حکومت کے فرائض اور ذمّہ داریوں

سے سبکدوشی حاصل کرلی ہے اور اپنی صنفی ترقی اور
بہبودی کو اپنا مقصدِ زندگی قرار دے لیا ہے اور
اب مجھے آپ کی اس تربیت گاہ کی ترقی کی طرف
توجہ رکھنے کی پوری فرصت حاصل ہے جس کو میرے
زیرِ نگرانی ہز ہائینس نواب سکندر صولت نے کردیا
ہے اس لئے میں امید کرتی ہوں کہ ہم اس کو ترقی
اور وسعت دینے میں انشاء اللہ پوری کامیابی
حاصل کریں گے اور آپ سب میری سرگرم معاون
و مددگار رہوں گی۔

آپ سب کو معلوم ہے کہ نواب سکندر صولت کو
ابتدا سے اپنے رفاہِ عام امور اور خصوصیّت سے
ساتھ صنفِ ضعیف اور غریبوں کی امداد کی طرف
خاص توجہ اور دلچسپی رہی ہے۔ اور اس تربیت گاہ
کو جب سے کہ وہ قائم ہوئی ہے اپنی کم عمری کے
زمانہ سے ہی جیب خاص سے مدد دیتے رہے ہیں۔
اور اب چونکہ اُن کو مالک الملک اور اَرحَمُ الرّاحِمِین نے
اپنے فضل و کرم سے خطۂ بھوپال کی مخلوق کا ذمّہ دار
بھی بنا دیا ہے اور وہ زیادہ اور بیش از بیش ہمدردانہ
دلچسپی اور توجہ رکھیں گے۔ چنانچہ میں اس موقع پر
آپ کو مژدہ سناتی ہوں کہ انھوں نے اپنے آغازِ سال
حکمرانی میں اپنی اولیں ہمدردی اپنے ملک کی غریب

عورتوں اور بیواؤں پر مبذول کی ہے۔ یعنی اِس تربیت گاہ کی امداد میں چودہ ہزار کا اضافہ منظور کیا ہے جس پر ہم سب کو اُن کا دلی شکر گزار ہونا چاہیئے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَا۔

خواتین! اِس امداد سے یقیناً ہمارے مقاصد کو بہت گران قدر فوائد حاصل ہوں گے۔ اور اس تربیت گاہ کی ایک ایسی مستحکم حالت ہو جائے گی کہ ہم اطمینان کے ساتھ اس کی ترقی میں ساعی رہیں گے لیکن میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ اصلی ترقی اُس وقت متصور ہو گی جبکہ یہ تربیت گاہ سیلف سپورٹڈ ہو جائے گی یعنی اپنے اخراجات کو خود پورا کرے گی۔ اور یہ کچھ مشکل نہیں۔ صرف ہمت وسعی و کوشش کی ضرورت ہے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعیٰ۔

مجھے یہ بھی اُمید ہے کہ نواب سکندر صولت کی حکومت کے وہ عہدہ دار جن کے دلوں میں ہمدردی ہے آپ کی امداد سے دریغ نہ کریں گے۔ اور پبلک بھی اپنے کام میں جو ہمدردی کا بنیادی کام ہے مدد دے گی۔ لیکن پبلک کی سب سے بڑی مدد یہی ہے کہ وہ بیواؤں اور غریب عورتوں کے داخلہ میں کوشش کرے اور اُن کی بنائی ہوئی چیزوں کو خرید کر استعمال میں لائے۔ میں اکثر یہاں کی عورتوں کے کاموں

کا معائنہ کرتی رہی ہوں اور آج بھی اُن کی دستکاری
کے نمونوں کو دیکھا ہے اور اس معائنہ سے میں نے
ہمیشہ یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اُن میں اس قسم کے کاموں
کی پوری استعداد موجود ہے اور اگر اس کو نشوونما
دی جائے تو بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے۔

اس لحاظ سے اب جدید اسکیم میں جس پر آج کی
مبارک تاریخ میں عمل درآمد کا آغاز ہوگا مختلف قسم
کے کاموں کے شعبے رکھے گئے ہیں۔

تعلیم دستکاری کے سلسلہ کو نقاشی، مصوّری
مصنوعی پھول اصندوقچوں پر چینی و جاپانی رنگ اور
گلکاری، چمڑہ کا کام (لیدر ورک) وغیرہ تک
وسعت دی ہے۔ صابون سازی کے ساتھ عطر سازی
کا شعبہ بھی ہوگا۔

طبّاخی کے شعبے میں طبّاخی کے سوا سائنٹفک طریقہ
سے اچار، چٹنیاں اور مٹھائیاں بنائی جائیں گی۔ اور
جو عورتیں کہ یہاں کام کریں گی اُن کو بہ لحاظ استعداد
و قابلیت معاوضہ بھی دیا جائے گا۔ ابتدا سے عورتوں
میں اس قسم کے کاموں میں مہارت پیدا کرنے کے لئے
مدرسہ بلقیسہ کو بھی بطور ایک جداگانہ شاخ کے شامل
کر دیا گیا ہے۔

ساتھ ہی مدارس سلطانیہ، وکٹوریہ اور سکندریہ

کی طالبات بھی یہاں اوقاتِ معینہ پر حفظانِ صحت، بچوں کی خبر گیری، ہوم نرسنگ اور عام تندرستی کے متعلق اسباق حاصل کریں گی۔ جن کو لیڈی ڈاکٹر اور ہیلتھ وزیٹر ایسے اسباق پڑھائیں گی۔

اس کے ساتھ گرل گائڈ اور ایمبولینس وغیرہ کی تعلیم بھی ہو گی کیونکہ زمانہ کا رجحان ہی نہیں بلکہ ضرورت اس امر کی مقتضی ہے کہ عورتیں توانا اور تندرست ہوں اور موقع پیش آنے پر اس قسم کی خدمات انجام دیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اسلام اور تمام ترقی یافتہ قوموں کی تاریخ میں عورتوں کے بہت سے ایسے کارنامے نظر آتے ہیں کہ عورتوں نے مردوں کو امداد پہونچانے میں زبردست حصہ لیا ہے اور بھوپال کی تاریخ تو ہمیشہ ایسے کارناموں پر فخر کرے گی

یہ اسکیم حال کے زمانہ قیام لندن میں میرے پیش نظر تھی۔ وہیں میں نے دو انگلش لیڈیز کو جو آج یہاں موجود ہیں مس الیفینٹ اور مس بیکر کو منتخب کر لیا تھا جن کو اس قسم کے انتظامی اور عملی کاموں کا بھی تجربہ ہے۔

میں ہر ایک خاتون سے متوقع ہوں کہ وہ خلوصِ دل کے ساتھ ایک دوسرے کی اس طرح مدد کرے گی کہ گویا وہ خود اپنی مدد کر رہی ہے۔

وہ زمانہ جب کہ اس تربیت گاہ کا افتتاح ہوا
ہے اور جس کو عرصہ ۲۰ سال ہوا ۔ مسز بخش اور مس چنا پانے
اس تربیت گاہ کا کام کیا ہے ابتدائی زمانہ تھا ۔ اور
مجھے اُن کی دل سوزی اور خدمات کا اس موقع پر
اعتراف کرنا ضرور ہے ۔ کیوں کہ ابتدائی مشکلات بہت
اہم ہوتی ہیں اور اُن پر قابو پانا بڑی تعریف کی بات ہے،
اِن کے ساتھ ہی فاطمہ بیگم صاحبہ کی ہمدردی
اور اپنے فرائض کی بہ احسن وجوہ بجا آوری پر میرا
اظہار اطمینان وتحسین نہایت ضروری ہے اُن کو بھی
کچھ کم مشکلات رونما نہیں ہوئیں اور خصوصاً ایسے
زمانہ میں جب کہ میری مصروفیت دوسرے اہم امور
میں تھی اِنھوں نے سرگرمی کے ساتھ اپنی توجہ اس
تربیت گاہ کے مقاصد کی تکمیل میں رکھی اور اُس کو
اتنی ترقی دی کہ جس کو آپ ابھی سن چکی اور کمرہ نمائش
میں دیکھ چکی ہیں ۔ آبرو بیگم صاحبہ کی خدمات نہ صرف
قابل تعریف بلکہ لائق شکر گزاری ہیں کیوں کہ اُنھوں
نے نہایت مستعدی اور قابلیت کے ساتھ یہاں
اپنی اعزازی خدمات کو انجام دیا ہے اور اب بھی
ازراہِ ہمدردی اسی طرح انجام دینے کا وعدہ کرتی ہیں
مجھے امید ہے کہ دوسری خواتین جن کو خدا نے قابلیت
دی ہے اور موقع عطا کیا ہے اس صنف کی ترقی

میں ان کا نمونہ بننے کی کوشش کریں گی۔ اور میں
اُس وقت بہت مسرور ہوں گی۔ جب مختلف محلوں
میں ان خواتین کو حسبۃً للّٰہ اپنی صنف کی بہبودی
وترقی کی کوشش میں مصروف دیکھوں گی۔
میرو بیر سید منصب علی کی امداد اور سہولتوں
کے بہم پہونچانے کی اطلاع سے مجھے خوشی ہوئی
ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر عورتوں کے ہمدردانہ
کاموں میں اسی طرح مردانہ امداد میں شامل رہیں تو
عورتوں خصوصاً پردہ نشین عورتوں کو اپنے مقاصد
کی تکمیل میں نہایت سہولت اور آسانی حاصل ہو۔
خواتین! اب میں آپ کے فرمانروا کی عمرو
اقبال اور آپ کی کوششوں میں خداوند جل وعلیٰ
سے برکت اور توفیق کی دُعا کرکے اپنی تقریر ختم کرتی
ہوں۔

اس کے بعد ایک خوبصورت ہار سلمہ ستارہ کا جو ان ہی متعلمات کا
بنایا ہوا تھا پیش کیا گیا۔ حضور عالیہ نے فرمایا کہ یہ ہار میں اعلیٰ حضرت نواب
صاحب بہادر کے پاس آپ سب کی طرف سے پیش کروں گی۔ پھر عطر و
الائچی، پھول وغیرہ حضور ممدوحہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور حاضرین
جلسہ کی بھی تواضع کی گئی۔ ساڑھے چھ بجے حضور ممدوحہ تشریف لے گئیں
بینڈ بجا اور نہایت مسرت وخوشی کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ حاضرین
جلسہ کے لئے سوڈا، لیمونیڈ، برف وغیرہ موجود تھا۔

حضور عالیہ کی تقریر حسب معمول دلچسپ اور حوصلہ افزا تھی اور جب اثنار تقریر میں اعلیٰ حضرت نواب سکندر صولت دام اقبالہٗ کی طرف سے اسکول کی سالانہ امداد میں ریاست سے چودہ ہزار ۱۴۰۰۰ اور ایک ہزار پانچ سو اپنی جاگیر سے اضافہ کا اعلان کیا تو سب کے چہرے خوشی و مسرت سے دمکنے لگے۔ اُس وقت اس خاموش مسرت کا سماں جو سب کے چہروں سے نمایاں ہو رہا تھا قابل دید تھا۔

پھر غریب عورتوں کو جوڑے تقسیم کئے گئے اور اُسی روز تمام عہدہ داران و عمائدین و معززینِ شہر کی خوان بندی کے ذریعہ سے دعوت کی گئی۔ اسی سلسلہ میں صدر و مضافات کے تمام مدارس میں شیرینی تقسیم ہوئی۔

لیڈیز کلب کا جلسہ گیارہ تاریخ کو پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب میں ایک عظیم الشان پیمانہ پر زنانہ جلسہ منعقد ہوا اور مولود خوانی ہوئی۔ کلب کے جلسہ میں جناب آبرو بیگم صاحبہ سکریٹری لیڈیز کلب نے تمام خواتین کی طرف سے اعلیٰ حضرت کی سالگرہ کی مبارک باد عرض کرتے ہوئے کہا کہ۔

> عُلیا حضرت! میں نہایت ادب اور دلی دُعاؤں کے ساتھ اپنی اور جملہ ممبر کلب خواتین نیز حاضرین کی جانب سے حضور عالیہ کی خدمت میں اعلیٰ حضرت سکندر صولت نواب افتخار الملک بہادر دام اقبالہٗ وطال اللہ عمرہٗ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ ولادت باسعادت کی مبارک باد عرض کرتی ہوں ہم سب کی بارگاہ ایزدی میں دُعا ہے کہ

پروردگار عالم بہ طفیل رسول اکرم حضور ممدوح کے عہد
حکومت کو باعثِ خیر و برکت کرے اور روز افزوں
عمر و صحت اقبال و جاہ و جلال میں ترقیاں عطا فرمائے!"
اس کے بعد اُنھوں نے ایک اور تقریر کی جو حسب ذیل ہے ۔
"حضور سرکار عالیہ! نواب بیگم صاحبہ و بیگمات
کرام و خواتین جلسہ! میں آپ کو اس وقت ایک ایسا
پیغام سُنانے کھڑی ہوئی ہوں جو ہماری بہترین امیدوں
اور اعلیٰ ترین تمناؤں کے لئے پیغامِ بشارت ہے
اور یقیناً یہ پیغامِ بشارت ہمارے دلوں میں ایک
بہارِ تازہ پیدا کرے گا ۔ آپ اس کے لفظ لفظ پر غور
کیجئے جو بجائے خود ہمدردیوں اور مہربانیوں کا چشمہ
ہے ۔ ہم نے گذشتہ ماہ جون کے جلسہ میں جو ایڈریس
مبارکباد اعلیٰ حضرت سکندر صولت نواب افتخار الملک
بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دوام اقبالہٗ کی بارگاہ عالی میں پیش
کیا تھا اس کے قبول فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت
نے جو جواب ارقام فرمایا ہے اُس کو میں نے پیغامِ
بشارت سے تعبیر کیا ہے ۔ حضور ممدوح ارقام
فرماتے ہیں کہ
"پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب کی خواتین کا جو
ایڈریس آپ نے پیش کیا ہے وہ مجھے موصول ہوا
جن عمدہ الفاظ میں مجھے مبارکباد دی گئی

ہے اور جو اعلیٰ خیالات اس میں ظاہر کیے گئے ان کی نسبت تمام خواتین کو میری دلی شکر گذاری کا پیغام پہنچا دیجیے۔

مجھے ہمیشہ صنفِ نازک کی علمی و اخلاقی ترقیوں کے ساتھ سچی دلچسپی رہی ہے اور بھوپال کے ادارہ جاتِ نسوانی میں جو ترقیاں زیرِ رہبری و سرپرستی میری مادرِ محترمہ علیاحضرت نواب بیگم صاحبہ سرکارِ عالیہ مدظلہا ہوتی رہی ہیں اُن کا میں نے ہمیشہ توجہ اور مسرت کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ علیاحضرت ممدوح الشان کے ظلِ عاطفت میں اِن ترقیات میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہے گا۔ جہاں تک کہ آپ کی تعلیمی و تمدنی ترقی میں میری گورنمنٹ اور میری ذاتی ہمدردی کا تعلق ہے ہر مناسب موقع پر اس میں حصہ لینے اور امداد کرنے سے مجھے ہمیشہ نہایت خوشی حاصل ہوگی۔

خادم الملک

حمید اللہ خاں

خواتین! آپ نے سن لیا کہ اعلیٰ حضرت کے قلبِ مبارک میں ہماری صنف کی بہبودی کے کیسے عمیق اور گہرے جذبات ہیں اور پھر آپ یہ دیکھیے کہ اس رفعت و شان اور مرتبۂ اعلیٰ کے ساتھ

اعلیٰ حضرت اقدس نے اپنے آپ کو ملک کا خادم
ہی لکھا اور خادم ہی سمجھا ہے یہ وہ مقدس اور
یہ وہ اعلیٰ اور افضل خیال اور جذبہ ہے جس میں ملک
اور قوم کے لئے رحمت ہی رحمت بھری ہوئی ہے
وہ فرمانروا ہیں، وہ ملک کے مالک ہیں لیکن اپنے
آپ کو خادم الملک لکھتے ہیں اور ملک و قوم کی ہی
خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے حقیقتاً اپنی
ذات گرامی کو سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کا
مصداق بنایا ہے یعنی سردار و سالار قوم، قوم
کا خادم ہوتا ہے۔

حضور عالیہ! ہماری دلی مبارک باد اور ہماری
دلی شکر گذاری قبول فرمائیے۔ ہماری زبان میں
طاقت نہیں ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کی شکر گذاری
سے عہدہ برآ ہو سکیں اور حضور عالیہ کا کچھ بھی شکریہ
ادا کر سکیں کہ ہم کو ایسے وجود باجود کے دامنِ
عاطفت میں تفویض کیا ہے۔

الٰہی تا جہاں باشد حمید اللہ خاں باشد
بتاجش گوہر اقبال سلطانِ جہاں باشد

اس تقریر کے بعد اعلیٰ حضرت کے اس شاہانہ امداد کے شکریہ کا
رزولیوشن پیش کیا جو حضور ممدوح نے سال گرہ کے روز آصفیہ
[illegible] اسکول کو مرحمت کی۔

اُنھوں نے اِس رزولیوشن کو حسب ذیل تقریر کے ساتھ پیش کیا۔

عُلیا حضرت! خواتین کرام!!
جو تحریک میں اِس وقت پیش کر رہی ہوں اس کی نسبت مجھے یقین ہے کہ جو جذبات میرے دل میں ہیں وہی تمام حاضر و غائب خواتین کے دلوں میں ہوں گے اور ہم سب اس تحریک کو دلی شکر گذاری اور احسان مندی کے ساتھ منظور کرینگے
آپ نے یہ مژدہ جاں فزا سنا ہوگا کہ ہمارے رحیم و کریم اور فیاض حکمران نواب سکندر صولت افتخار الملک بہادر نے غریب عورتوں کی تعلیم دستکاری کی ترقی اور ہماری لڑکیوں کی ضروریات تربیت کے لیئے آصفیہ ٹکنیکل اسکول کی معینہ امداد میں چودہ ہزار ۱۴۰۰۰ روپیہ سالانہ کی امداد کا ریاست سے اور پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ کا اپنی جاگیر سے اضافہ فرمایا ہے۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست
کہ ایں مژدہ آسایش جانِ ماست

خواتین! یہ اسکول ۱۹۰۵ء میں حضور عالیہ کی حج و زیارت سے مراجعت کے بعد قائم ہوا تھا اور اس سے بلا شبہ بیش بہا فوائد حاصل ہوئے

جن کا کچھ مختصر تذکرہ فاطمہ بیگم صاحبہ نے اپنی رپورٹ
میں کیا ہے جو جمعہ کے دن اُنہوں نے جلسہ میں پیش
کی تھی۔ جس وقت یہ اسکول قائم ہوا ہے اُسوقت
ہمارے اعلیٰ حضرت کی عمر مبارک کا گیارھواں
سال تھا اور اسی وقت علیا حضرت کے بعد جس
ذاتِ گرامی نے سب سے پہلے اِس اسکول کی مدد
فرمائی وہ اعلیٰ حضرت ہی کی ذاتِ شاہانہ تھی اور
اب سریر آرائے حکومت ہونے کے بعد بھی اعلیٰ
حضرت کی قومی فیاضی میں سب سے پہلا نمبر اسی
اسکول کا ہے یعنی بھوپال کی عورتوں کو ہی توجہات
شاہانہ سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے۔

یہ امداد در حقیقت اُن توجہات کا جو اعلیحضرت
کے قلبِ رافت مہد میں اپنے ملک کی صنفِ نسواں
کی ہمدردیوں اور ترقیوں کے متعلق ہیں ایک روشن
عنوان اور عظیم الشان تمہید ہے۔ یہ فیاضی اُس
موسمِ بہار کی آمد آمد ہے جس سے کہ ملک کے گلہائے
مراد شگفتہ ہو کر مشامِ عالم کو معطر کریں گے۔ میں قبل
اس کے کہ اس رزولیوشن کو پیش کروں۔ حضور
سرکار عالیہ کو مبارکباد دیتی ہوں کہ اعلیٰ
حضرت کی سعادت و فیاضی، سخاوت کریم النفسی
اور کرم و رافت کی نسیم سحری سب سے پہلے اُس

چمن پرگذری ہے جس کو حضور عالیہ کے دست کرم سے
لگایا - اور جس کی آبیاری حضور کے ابر کرم سے
ہوئی ہے -

خداوند تعالے جلشانہ و عمّ نوالہٗ ، اعلیٰحضرت
کا ظلِ عاطفت ہم سب کے سروں پر تا صد ہا سال
قائم رکھے اور حضور ممدوح کے ابرِ سخا سے یہ مرغزار
ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیں -

خواتین ! اعلیٰحضرت کی ذات شاہانہ سے
ہماری بڑی بڑی امیدیں اور آرزوئیں وابستہ ہیں
اور بلاشبہہ وہ سب یکے بادیگرے پوری ہوں گی -
اعلیٰحضرت کی دلی نیکی فیاضی اور فطری ہمدردی
ورحمدلی کے ساتھ علیاحضرت کی تربیتِ مادرانہ
حقیقتاً ہمارے لئے ایک مجسّم رحمت اور سراپا خیر و
برکت ہے ؎

کہ این من جملۂ نعمائے سلطانِ جہاں بینی

اب میں آپ کے سامنے وہ رزولیوشن پیش کرتی
ہوں جس کو آپ اپنی دلی دعاؤں اور مسرتوں
اور جذبات کے ساتھ منظور کریں گی -

رزولیوشن

پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب کا یہ جلسہ نہایت

ادب اور جذبات عقیدت کے ساتھ اعلیٰ حضرت
سکندر صولت نواب افتخار الملک بہادر
فرمانروائے بھوپال ادام اللہ بالعز
والاقبال کی اس فیاضی کا جو حضور ممدوح نے
آصفیہ ٹکنیکل اسکول کی امداد میں چودہ ہزار روپیہ
سالانہ کی فرمائی ہے اپنی دلی احسان مندی اور
شکرگذاری کا اظہار کرتا ہے۔
یہ رزولیوشن نہایت جوش مسرت کے ساتھ پاس کیا گیا۔

مُسلم یونیورسٹی کے وفودِ تہنیت

اعلیٰ حضرت کو مسلم یونیورسٹی اور اس کے مختلف شعبوں سے جو تعلق ہے اور زمانۂ تعلیم سے لیکر مسلسل طور پر جو توجہات ان پر مبذول ہیں اس کے اثر سے حقیقتاً اپنی قوم کے دلوں پر اعلیٰ حضرت حکمرانی فرما رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی تخت نشینی سے عرض و طول ہند کے مُسلمانوں کے دلوں میں ایک ایسی مسّرت پیدا ہوئی جس کو صحیح معنوں میں قومی مسرت کہا جا سکتا ہے خصوصاً مُسلم یونیورسٹی کے ارکان کو جس یونیورسٹی کو اعلیٰ حضرت کے مادر تعلیم ہونے کا فخر حاصل ہے خاص خوشی حاصل ہوئی اور علیگڈھ کے مختلف وفود نے باریابی کی اجازت چاہی۔ چنانچہ ۲۸۔ جولائی سنہ ۱۹۲۶ع کو مُسلم یونیورسٹی آل انڈیا مُسلم ایجوکیشنل کانفرنس، اولڈ بوائز ایسوسی ایشن مُسلم گرلس اسکول کمیٹی، یونیورسٹی کرکٹ کلب کے وفود باریاب ہوئے۔

ایڈریس وجوابات | جولائی کی ۳۰ تاریخ کو ان وفود نے متحدہ طور پر حاضر ہو کر جدا جدا ایڈریس پیش کئے اور اعلیٰ حضرت نے نہایت الطاف کے ساتھ فرداً فرداً جوابات ارشاد فرمائے جو حسب ذیل ہیں۔

جواب ایڈریس ارکان مسلم یونیورسٹی | محترم ارکان دار العلوم! ہم آپ کے تہنیت نامہ پر تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہم بے تکلف کہہ سکتے ہیں کہ جن الفاظ

میں آپ نے ہم کو ہماری مسند نشینی پر مبارکباد دی ہے ان سے ہمارا دل جذبات شکر گذاری و احسان مندی سے لبریز ہو گیا ہے کیونکہ آپ ہی کے زمرہ میں وہ محترم بزرگ بھی شامل ہیں جن کی سعی و کوشش نے ہماری تعلیم و تربیت میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اور جن کی خوشنودی و رضا جوئی ہمارے لئے باعث فخر و مباہات رہی ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ طلبا کا تعلق اپنی مادر علمی سے ایسا پائدار و اُستوار ہوتا ہے کہ انقلاب حالات اس میں کسی قسم کا رخنہ نہیں ڈال سکتا اور تغیر زمانہ اس کو کبھی کمزور نہیں کر سکتا اور ہمارے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا یہ قول لوحِ دل پر نقش کرنے کے قابل ہے کہ من علمنی حرفاً فقد صیرنی عبداً (جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اُس نے مجھے اپنا بندہ بنا لیا)۔

صاحبان! ان وجوہ سے آپ کی مبارکباد ہمارے لئے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور ہم اپنے دل میں اس کا ایک خاص اثر پاتے ہیں۔

بھوپال اور علیگڑھ کے باہمی تعلقات محتاج تشریح نہیں ہیں ہماری والدۂ محترمہ حضور سرکار عالیہ مدظلہا کی عام علم دوستی اور ہنر پروری نے دار العلوم علیگڈھ پر لطف خاص کی نظر ڈالی اور گوناگوں

واقعات کی زنجیروں نے ان دونوں مقامات کو باہم
وابستہ کرکے آخران کو ایک جان و دو قالب کا مصداق
کردیا۔ جس طرح ازراہ مہربانی علیگڈھ یونیورسٹی اس امر
پرفخر کا اظہار کرتی ہے کہ حضور سرکار عالیہ مدظلہا نے
ہم کو اپنی درس گاہ میں بغرض حصول تعلیم بھیج کر علیگڑھ
کالج کی عزت افزائی فرمائی اسی طرح آج ہم کو اس امر
پر فخر و ناز ہے کہ ہم علیگڈھ کالج کے تعلیم یافتہ اور اولڈ
بوائے کہلانے کے مجاز ہیں ہم سے زیادہ اس وقت
علی گڑھ یونیورسٹی کا شکر گذار کوئی دوسرا شخص غالباً
نہیں ہوگا کیونکہ جس وقت حکومت کا یہ بار عظیم ہمارے
سر پر آیا تو ہم کو اس کا اچھی طرح احساس ہوگیا کہ علیگڑہ
کے قیام چھ سال اور تعلیم و تربیت نے ہم کو کس طرح
اس بار گراں کے برداشت کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔

ذاتی طور پر ہمارے لئے تو علی گڑھ وطن ثانی کا
حکم رکھتا ہے اور یقیناً بھوپال کے بعد ہم کو علی گڈھ سے
زیادہ کوئی مقام عزیز نہیں ہوسکتا اور غالباً یہی رائے
بہت سے اہل بھوپال کی علی گڈھ کے متعلق اور بہت
سے اہل علی گڑھ کی بھوپال کے متعلق ہوگی۔

صاحبان! غالباً یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم نے
ذاتی طور پر اپنے ایام طالب علمی میں اور پھر اس کے بعد
جب کالج ترقی کرکے یونیورسٹی بن گیا تو ہمیشہ ہر موقع

پر حتی الامکان اس کی خدمت کرنے کی کوشش کی
ہے اور آیندہ بھی انشاء اللہ یہ ہمارا خوش گوار فرض
ہوگا کہ جس صورت میں ممکن ہو اپنی مادرِ علمی کی خدمت
بجا لائیں۔ یہ امر بھی ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہا ہے کہ ہمارا
طرزِ عمل ہماری اس تعلیم گاہ کی بہترین روایات کے مطابق
اور اس کے اعلیٰ ترین مقاصد کے شایان ہو۔ آخر میں
ہم آپ تمام حضرات کا دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہوئے
آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو
بانیٔ مرحوم کے صحیح خواب کی سچی تعبیر اور حقیقی معنوں میں
ملک کی ایک واحد اور متحد اسلامی درس گاہ بنانے میں
آپ صاحبان کی جو کوششیں ہوں گی ان میں ہماری
گہری دلچسپی اور سچی ہمدردی آپ کے شامل حال ہوگی
خدا آپ کی مساعی کو مشکور فرمائے"

جوابِ ایڈریس ارکان آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

معزز ارکان کمیٹی!

آپ نے جس فرطِ مسرت اور وفورِ انبساط کے ساتھ
ہماری مسند نشینی پر ہم کو مبارک باد دی ہے اس پر ہم
آپ صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔
ہم نوازی امر کی بھی خوشی ہے کہ جیسا کہ آپ نے
اپنے تہنیت نامے میں کہا ہے ہماری تمام رعایا اور وہ
طبقاتِ قوم جن کو بھوپال سے کچھ تعلق ہے اور جو

یہاں کے معاملات میں دلچسپی لیتے ہیں سب بالاتفاق ہماری مسند نشینی سے مسرور و مطمئن ہیں اور ہم اس پر خداوندِ حقیقی کے تہِ دل سے شکر گذار ہیں۔ آپ نے اس عام شادمانی کو ہماری ذات سے منسوب کیا ہے جس کا سبب منجملہ اور اسباب کے غالباً ایک یہ بھی ہوگا کہ ہم نے ہمیشہ اپنے آپ کو خادم الملک سمجھا اور انشاءاللہ تعالےٰ ہمیشہ سمجھتے رہیں گے۔ بہرکیف بارگاہِ احکم الحاکمین میں ہماری یہ دلی دُعا ہے کہ ہمارے اہم فرائض کی بجاآوری میں اُس کی توفیق ہماری رفیق ہو۔

صاحبان! علی گڑھ کا ذکر کرکے آپ نے ہماری طالبعلمی کی یاد تازہ کردی ہے۔

ہماری عمر کا ایک معتد بہ حصہ وہیں بسر ہوا ہے اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ بھوپال کے بعد جو مقام ہمارے لئے سب سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہے وہ علیگرھ ہی ہے اور اسی سبب سے ہم کو وہاں کی ہر بات پسندیدہ اور ہر چیز عزیز ہے ہم کو اس بات کا فخر ہے کہ ہم نے بھی اُسی قومی اور اسلامی مرکز میں تعلیم پائی ہے جس کا فیضِ اثر ملک کے ہر ایک حصہ میں جاری اور ساری ہے اور جس کی بابت بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ اُس نے اس زمانہ کے مسلمانوں کو تہذیب جدید کے سکھانے اور فنونِ مغرب سے

روشناس کرنے میں سب سے زیادہ حصّہ لیا ہے۔

صاحبان! ہماری والدۂ ماجدہ حضور سرکار عالیہ دام ظلہا کی اسلامی اخوّت اور مساوات کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا کہ حضور ممدوحہ نے ہماری تعلیم کے لئے تمام مُلک کے کالجوں میں سے اسی کو انتخاب فرمایا۔

صاحبان! علی گڑھ کے دار العلوم کا اجرا اور مُسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی بنا ایک ہی مصلحت اندیش اور عاقبت بین دماغ کا کام ہے اور گو بظاہر ان میں سے ہر ایک کا دائرہ عمل جُداگانہ ہے لیکن فی الواقع دونوں کا مآل کار واحد اور مطمح نظر متحد ہے کیوں کہ ان دونوں کی غرض و غایت یہی ہے کہ مُسلمانان ہندوستان میں تعلیم کی ترقی و اشاعت ہو۔ ایک خود مرکز علم بن کر اقصائے ملک کے طلبہ کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتا ہے دوسرا ابنائے مُلک کی درس گاہوں کو اپنے وسیع دائرہ اثر میں لیکر ان کی مجموعی بہتری اور بہبودی میں ساعی و کوشاں ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری حضور سرکار عالیہ مدظلہا کی دقیقہ رس اور نکتہ سنج نظر التفات علیگڈھ کی ان دونوں تحریکوں پر برابر پڑی اور انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق علمی قدر دانی اور قومی ہمدردی سے دونوں کی یکساں سرپرستی فرمائی۔

صاحبان! آپ نے ہماری والدۂ ماجدہ حضور سرکار عالیہ مدظلہا کی شاہانہ توجہات اور خسروانہ جود و کرم کا جو ذکر کیا ہے وہ ہمارے لئے باعث فخر و مسرت ہے۔ اور ہم اس میں آپ صاحبان کے ہم زبان ہیں۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ حضور ممدوحہ مدظلہا کی زندگی شروع سے آخر تک خلق اللہ کی مخلصانہ خدمت کی ایک سبق آموز داستان ہے اور ان کا دورِ حکومت اوّل سے آخر تک علم پروری اور عدل گستری کا ایک مسلسل تذکرہ ہے۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے اپنے ہر ایک فعل سے اس حدیث مبارک کی عملی تصدیق کر دی کہ سید القوم خادمہم، اور انھوں نے جو کچھ کیا وہ اہل ملک پر احسان یا قومی خدام کی عزت افزائی کے لئے نہیں کیا بلکہ خود اپنے آپ کو ایک قومی خدمت گذار سمجھ کر ادائے فرض کی حیثیت سے کیا۔ اس وقت ہم اس بات کو بہت اچھی طرح محسوس کرتے ہیں کہ اُن کے جانشین کے لئے سب سے زیادہ سخت اور مشکل کام یہی ہے کہ وہ اُن کے نقشِ قدم پر چلنے میں لغزش نہ کرے اور ان کی روایاتِ حسنہ کو قائم رکھنے میں کامیاب ہو۔

صاحبان! آپ نے جن خدمات کا اظہار اپنے تہنیت نامے میں کیا ہے ان کا اثر اپنے دل میں پاتے

ہیں اور جو توقعات آپ نے ہماری ذات سے وابستہ کی ہیں ہم اُن پر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں ہم کو خدائے ذوالجلال کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جو اہم خدمت اُس نے ہمارے سپرد کی ہے اس کی بجا آوری میں وُہی ہمارا معاون اور مددگار ہوگا اور اُسی کی اعانت و دستگیری ہم کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے گی۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ط

جواب اڈریس اولڈ بوائز ایسوسی ایشن | برادرانِ عزیز!

آپ کی دلی مبارکباد ہم کو دل سے قبول ہے اور آپ کی مخلصانہ اظہارِ مسرت پر ہم کو بھی خالص خوشی ہے ہم کو اس بات پر فخر ہے کہ ہم بھی اس عظیم الشان اور عالمگیر برادری میں شامل ہیں جس کا سلسلہ ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پھیلا ہوا ہے اور جس نے تمام ابنائے ملک کو ایک مرکزِ تعلیم سے وابستہ کر رکھا ہے۔

برادرانِ عزیز! ہم کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ وہ زرّین رشتہ ہے جسے نہ انقلابِ حالات زنگ آلود کر سکتا ہے۔ نہ اختلافِ مدارج توڑ سکتا ہے اور ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ برادرانِ کالج کے ساتھ محبت و مودّت کا جو طبعی اور قلبی تعلق ہم کو زمانہ طالب علمی میں تھا وہ اب بھی بدستور قائم ہے اور

انشاء اللہ ہمیشہ باقی رہے گا اور جس طرح آپ آج ہم کو اس منصب جلیلہ پر فائز دیکھ کر دل شاد و مسرور ہیں اسی طرح آپ کی کامیابی ہمارے لئے باعث فرحت و مسرت ہوتی رہے گی ہماری دعا ہے کہ ہماری مادرِ علمی کے تمام فرزند ہمیشہ باہمی حسنِ سلوک اور یکجہتی سے کام کریں اور ہر حیثیت سے ملک کے لئے سرمایۂ فخر و سعادت ثابت ہوں۔ اس لئے ہم آپ صاحبان کے سامنے ایک ذاتی اپیل پیش کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کی توجہات اور متحدہ کوشش سے اس اپیل کا وہ اثر بفضلہٖ تعالےٰ جلد مرتب ہوا جس کے ہم متمنی ہیں تو ہمارے لئے مزید تشکر و امتنان کا موجب ہوگا علی گڑھ اولڈ بوائز کے شیرازۂ اخوت کو کچھ عرصہ سے منتشر دیکھ کر ہم کو جو افسوس ہوتا ہے اس کا اندازہ ہر ولدادۂ لقب "علیگ" کو بخوبی ہو سکتا ہے۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا نام جس باہمی خلوص و اتحاد کا مترادف ہے۔ اس میں روز افزوں تقویت و استحکام پیدا کرنا ہم سب کا فرض اولےٰ ہے اور ہم آپ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ موجودہ حالتِ اختلاف کے اسباب کو عام اس سے کہ وہ پولیٹکل ہوں یا ذاتی اغراض پر مبنی ہوں۔ بیخ و بنیاد سے دور کرکے آپ مادرِ علمی کے ایک اہم مقصد کی تکمیل کی جانب متوجہ

ہوں اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ دُنیائے علم آپ کو کیا کہے گی۔

اب ہم آپ کے برادرانہ سپاس نامہ پر آپ سب کا مکرر شکریہ ادا کرکے اپنی تقریر ختم کرتے ہیں۔

جواب ایڈریس ممبران مسلم گرلس اسکول | محترم ممبران مسلم گرلس اسکول و انٹرمیڈیٹ کالج !! ہم نے آپ کے سپاس نامہ کو نہایت دلچسپی سے سُنا اور یہ سُن کر ہمیں بہت مسرت ہوئی کہ وہ شجر تعلیم جس کی آبیاری ہماری جلیل الشان والدہ محترمہ نے اپنے دست شفقت اور ابر کرم سے فرمائی اس میں گل و ثمر آرہے ہیں بلاشبہ علیا حضرت کو قومی و ملکی تعلیم کے سلسلہ میں تعلیم نسواں کی جانب ابتدا سے خصوصیت کے ساتھ فیاضانہ توجہ رہی ہے اور حضور ممدوحہ کا قلب مبارک اپنی صنف کی ترقی کے خیالات و جذبات سے معمور ہے حتیٰ کہ اپنے راحت و آرام کا زمانہ بھی حضور ممدوحہ نے اسی مقصد کی تکمیل کے لئے وقف فرما دیا۔

حضرات! زمانہ تعلیم کی ضرورت اور اس کے فوائد اب اس قدر بدیہی ہیں کہ کسی کو مجال انکار نہیں ہو سکتی لیکن جس طرح کہ قوم میں اس سے سخت غفلت و بے توجہی اور عام جمود ہے اسی طرح ان اصحاب

کی کوششوں میں جن کے دلوں میں اس پس ماندہ
صنف کی تعلیم کا جوش ہے استقلال کے ساتھ تیزی
و سرگرمی کی ضرورت ہے اور ہم کو اُمید ہے کہ عُلیا
حضرت کی رہبری سے ان کی مساعی جمیلہ ضرور مشکور
و کامیاب ہوں گی۔

حضرات! آپ نے ہمارے عہدِ حکومت
سے جس اُمید کا اظہار کیا ہے اس کی نسبت کچھ
کہنے سے پہلے ہم اس امر کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ
علی گڈھ کی تعلیمی تحریکات کے دورِ اوّلین ہی سے
ہماری اُمّہاتِ کرام یعنی سرکار خلد نشین نواب
سکندر بیگم اور سرکار خلد مکان نواب شاہ جہاں بیگم
نے اپنے زمانہ کے اقتضائے حالات کے لحاظ
سے ان تحریکات کے ساتھ فیاضانہ دلچسپی ظاہر کی
ہے اور ہر شعبہ میں عُلیا حضرت مدظلہا کی فیاضانہ
توجہات اور ذاتی دلچسپیوں کا تو خود آپ ہی نے
نہایت جوش کے ساتھ اعتراف کیا ہے ایسی صورت
میں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تعلیم نسواں کی اہمیت
و ضرورت کے احساس کے علاوہ بھی آپ کے
اسکول و کالج کی ترقی و استحکام میں جس پر اسکے
عہدِ آغاز ہی سے عُلیا حضرت کی توجہاتِ عالی مبذول
و مصروف ہیں امداد دینا ہم اپنا کس قدر خوشگوار

اور ضروری فرض تصور کریں گے۔

جواب اڈریس ممبران کرکٹ کلب | ممبران کرکٹ کلب!

آپ کے پُر خلوص اڈریس اور پُر جوش تہنیت نے ہماری مادر علمی یعنی سرزمین علیگڈھ کی اس جماعت اور کلب کی یاد تازہ کر کے جس کے ساتھ ہم نے تقریباً چھ سال نہایت دلچسپی سے بسر کئے ہیں ہمارے دل میں جذبات کا وہ زبردست تموّج پیدا کر دیا ہے جو کسی طرح دائرہ الفاظ میں محیط نہیں ہو سکتا اس لئے ہم صرف آپ کا دلی شکریہ ادا کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

آپ نے ہماری اس دلچسپی کا جو ہم کو اس کلب کے ساتھ رہی ہے جن شاندار الفاظ میں تذکرہ کیا ہے اس کی نسبت ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس کی بنا و ایک فرض کا احساس تھا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ علیگڈھ کی شہرت و وقعت کے اسباب میں اس کا کرکٹ کلب بھی ایک عظیم الشان سبب رہا ہے اور اس کی وجہ سے نوع بہ نوع اخلاقی و مادی فوائد بھی حاصل ہوئے ہیں پس علی گڈھ کے ہر فرزند کا فرض اولین ہونا چاہیے کہ وہ ان تمام وسائل و اسباب کو ترقی دے جن سے اس کی مادر علمی کی شہرت و وقعت میں اضافہ ہو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس کلب کے ساتھ ہماری دلچسپی بدستور قائم ہے اور ہمیشہ اس کی کامیابی

اور ترقی کے متمنّی ہیں اور کبھی اس منظرِ پُرلطف کا تصوّر
اور عالمِ پُرکیف کا تخیّل ہمارے دل سے دور نہیں،
ہو سکتا جس کا علی گڑھ کی دل کش سرزمین پر ہم نے
عرصہ دراز تک مشاہدہ کیا ہے۔

ایک قصیدہ مدحیہ | اس موقعہ پر یونیورسٹی کے نامور شاعر پروفیسر محمّد حاذق صاحب
ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی نے ایک مسدس مدحیہ سنایا۔

پروفیسر موصوف کو بھوپال میں اعلیٰ حضرت کے اسکول فیلو ہونے
کا بھی شرف حاصل ہے اور پھر کالج میں بھی عرصہ تک یہی حیثیت رہی ہے۔
اعلیٰ حضرت نے اس نظم کے صلہ میں بہ الطافِ خسروانہ ایک ہزار
نقد اور خلعتِ ہفت پارچہ عنایت کیا۔

دربار خریطہ

۸ جولائی ۱۹۲۶ء کو دربار خریطہ ایوان صدر منزل میں منعقد ہوا۔
حسب معمول ایک پروگرام کے مطابق تمام مراسم استقبال و دربار انجام
پذیر ہوئے دربار میں آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل نے چند تمہیدی جملوں کے
کے بعد ہز ایکسلنسی گورنر جنرل کشور ہند کا خریطہ با آواز بلند اعلیٰ حضرت و
حضار دربار کو سنایا اور ختم ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت کے دست مبارک
میں تفویض کیا اسی وقت قلعہ فتح گڈھ سے شاہی سلامی سر ہوئی
اور بینڈ نے نیشنل انتھم بجایا۔ شاہی سلامی سر ہونے کے بعد پھر آنریبل
ایجنٹ گورنر جنرل نے تقریر کی۔
تمہیدی جملوں میں کہا:-

یور ہائینس! میں یہاں اس لئے حاضر ہوا
ہوں کہ یور ہائینس کی خدمت میں ہز ایکسلنسی وائسرائے
کی طرف سے ایک خریطہ پیش کروں جس میں شہنشاہِ
معظم نے آپ کی تخت نشینی کو باضابطہ تسلیم کیا ہے۔
اب میں خریطہ مذکور کو پڑھتا ہوں۔

توپوں کی سلامی کے لئے وقفہ اور خریطہ سنانے کے بعد پھر تقریر شروع کی۔

یور ہائینس قبل اس کے کہ میں یور ہائینس کو اس قابل
یادگار موقع مبارکباد دوں میں محسوس کرتا ہوں
کہ مجھ کو عام جذبات کا بھی اظہار کرنا چاہئے جو آپ کی

والدہ ماجدہ کی پچیس سالہ پُرفیض حکومت اور رعایا کی ترقی کی جدوجہد کے بعد حکومت سے دست کشی پر پیدا ہوئے ہیں۔ اس زمانہ میں اُن کو بہت سے جاں گسل صدمات برداشت کرنا پڑے۔ اُن کے شوہر کا انتقال ہوا اور اس کے بعد تین اولادوں نے اِن سے مفارقت کی اِن صدمات کا برداشت کرنا ان کے لئے قدرت کی ایک بہت بڑی آزمائش تھی۔ ہر ہائینس کو یقیناً اب وہ امن و سکون میسر ہو گیا جس کی وہ متلاشی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم بغیر اظہار افسوس کئے ہوئے نہیں رہ سکتے کہ عملی سیاست سے ایک تاریخی اور نہایت مفتخر ہستی علیحدہ ہو گئی خصوصاً مجھ کو گورنمنٹ کی جانب سے جس کا میں نمائندہ ہوں اُن کے مخلصانہ اور مضبوط رشتہ وفاداری کا جوہر زمانہ اور ہر حالت میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ وابستہ رہا ہے گورنمنٹ کی جانب سے خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ ہم سب کی ہمدردی اور محبت ہر ہائینس کے ساتھ ان کی اس عزلت کی زندگی میں بھی رہے گی۔

یور ہائینس اپنے خاندان کے پہلے مرد ہیں جو ایک عرصہ دراز کے بعد ریاست بھوپال کے حکمراں ہوئے ہیں تین مشہور و معروف بیگمات نے آپ کی پیش روی کی ہے اور اس طرح پر بھوپال نے زنانہ

حکومت کا اس سے زیادہ زمانہ دیکھا جتنا کہ کوئن وکٹوریہ کے عہد میں انگلستان کو حاصل ہوا یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ کے خاندان کے مرد حکمرانوں کی تاریخ اس قدر دھندلی ہو گئی کہ غالباً یہ بھی یاد نہیں رہا کہ آپ کے خاندان نے کیسے کیسے بہادر سپاہی اور مدبر پیدا کئے منجملہ ان کے میں نواب نظر محمد خاں کا نام لیتا ہوں -
یور ہائینس کو اُن خطرات اور آزمائشوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا جو آپ کے بزرگوں کے راستہ میں حائل تھیں جبکہ جنگ کی موجیں بھوپال کے قلعہ تک پہونچ جاتی تھیں یہ خوش قسمتی ہے کہ یور ہائینس کا زمانہ زمانۂ امن ہے -

گذشتہ زمانہ کے طریقوں کو جاری رکھنا اب کافی نہیں ہے بلکہ ہر طرف سے جدید تبدیلیوں اور نئے اصول پر ترقی کا مطالبہ ہو رہا ہے اور یہ تمیز کرنا دشوار ہو گیا ہے کہ کون سی ضروریات صحیح ہیں اور کون سی نہیں اور کون سی پالیسی قابل عمل ہے اور کون سی اسکے برخلاف ہے نامعلوم راستے اکثر تباہیوں کا باعث ہو جاتے ہیں اور حقیقتاً حکومت کے جہاز کو خطرات اور مصائب سے جو ہر گورنمنٹ کو چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں بچا کر نکال لینا نہایت اعلیٰ پایہ کے مدبر کا کام ہے اس لئے یہ امر قابل مبارکباد ہے کہ یور ہائینس کو ان مسائل کے

حل میں جو آپ کے سامنے پیش ہوں گے دوگونہ حیثیتوں
سے سہولت ہوگی۔ کیوں کہ آپ کو دنیا کی وسیع معلومات
کے ساتھ نظم و نسق کا تجربہ ہے آج کل بہت سے رؤسا
کو حکومت کی ذمہ داریاں نہایت کم عمری میں سپرد کر دی
جاتی ہیں جب کہ اُن کے کیرکٹر کی نشو و نما بھی پورے طور
پر نہیں ہوتی یور ہائینس کو اس قسم کی دقتوں کا سامنا
نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ آپ ۳۰ سال کی عمر سے تجاوز
کر چکے ہیں آپ نے یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کی ہے آپ
کو ہر قسم کے لوگوں سے سابقہ رہا ہے اور ریاست
کے اہم صیغوں کا انتظام بھی آپ کے سپرد رہا ہے۔
اس لئے یہ بالکل قدرتی بات ہے کہ آپ کے زیر حکومت
بھوپال کے متعلق سب سے بلند توقعات قائم کی جائیں۔
میں یور ہائینس کو یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ کی بہترین
مخلصانہ توقعات آپ کے ساتھ ہیں اور مجھے کامل یقین
ہے کہ یور ہائینس کے اور گورنمنٹ کے تعلقات ایسے
ہی پُر لطف و خوشگوار رہیں گے جیسے آپ کی والدہ
محترمہ کے زمانہ میں رہے اس موقع پر میں ایک معاہدہ
کے ابتدائی الفاظ کو دہراؤں گا جو سو سال پہلے
ہوا تھا۔

"فریقین معاہدہ کے مابین ہمیشہ دوستی، اتحاد
اور مقاصد کی یکسانی قائم رہے گی اور ایک فریق کے

دوست و دشمن دوسرے فریق کے بھی دوست و
دشمن ہوں گے"

ہم اس کو فراموش نہیں کریں گے کہ آپ منجملہ اُن
اصحاب کے ہیں جنہوں نے جنگ عظیم میں اپنی خدمات
سب سے پہلے پیش کی تھیں گو بعض مصالح ریاست
کی وجہ سے وہ اُس وقت قبول نہ کی جا سکی ہوں۔

یور ہائینس کی خدمت میں اس پیغام کا پہونچانا
ایک نہایت خوشگوار فرض تھا۔ جس کو میں ادا کر چکا۔
اور اب مجھے آپ کی صدر نشینی پر اپنی ذاتی مبارکبادیں
پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کے لئے درازیٔ عمر،
تندرستی اور امن و بہبودی کی دعا کرتا ہوں۔ اور اُمید
کرتا ہوں کہ میں بھی اس رابطہ اتحاد کو اور مستحکم کرسکونگا
جو کہ حکمرانان بھوپال اور پولیٹکل افسروں کے مابین تعلقات
کا ایک نمایاں رُخ رہا ہے۔ (ترجمہ)

اِس تقریر کے ختم ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت نے بزبان انگریزی جواب
میں فرمایا۔

آنریبل مسٹر گلینسی! تشکر و امتنان کی کسی خاص رسم
کے خیال سے نہیں، بلکہ حقیقی شکر گزاری کے اثر سے
ہز ایکسلنسی کے اس خریطہ کا جو آپ نے ابھی پڑھ کر
سنایا ہے جس میں کہ میری جانشینی کے متعلق حضور
ملک معظم کی منظوری کی اطلاع ہے دلی شکریہ

ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔

میرے خاندان کی تاریخ اور بہادرانہ کارنامے اور میرے نامور آباؤ اجداد کی جانبازانہ کوششیں جو قوت انگلشیہ کو بڑہانے اور مستحکم کرنے میں صرف کی گئی ہیں تاج برطانیہ کی لاثانی خدمات کا ایک پورا دفتر ہی نہیں بلکہ تاریخ ہند میں اسکی کوئی نظیر ہی نہیں۔ مجھے اس پر ناز ہی نہیں ہے بلکہ میرا یہ دعوےٰ ہے کہ ہمارے مابین پہلا رشتہ قائم ہونے کے بعد سے اسوقت تک بھوپال کے کسی فرمانروا کا کوئی بھی ایسا طرز عمل نہیں رہا جس سے برطانیہ کی قومیتِ اعظم کے ساتھ کسی مخالفت یا خلاف دوستی امر کا اظہار ہوا ہو۔ آپنے میری عزیز والدہ محترمہ کی دست برداری حکومت کے متعلق نہایت خلوص اور محبت آمیز الفاظ میں ذکر کیا ہے اور حضور ممدوحہ کی دست برداری اس ریاست میں ہم سب کے لئے اور سب سے زیادہ میرے لئے ایک خاص صدمہ کا باعث ہے جس طرح میں سال ہائے گذشتہ میں اُن کی حکومت کی خدمت انجام دیتا رہا۔ آیندہ بھی اسی طرح انجام دیتا اور اسی روشن خیال اور مہربان حکومت میں حصہ لینا کچھ کم باعث افتخار نہیں تھا لیکن حضور ممدوحہ نے اپنے طریقۂ کار کے متعلق ایک قطعی رائے قائم کرلی تھی اور مجھے بھی حضور ممدوحہ کی اس رائے پر دو وجوہ سے متفق ہونا پڑا کیونکہ اوّل تو مجھے فرمانروائے بھوپال

کی حیثیت سے ملک کے نظم و نسق کی خدمت انجام دینے
میں ممدوحہ کے وسیع اور کامل تجربہ اور ان کی مدبرانہ رائے
سے مستفید ہونے کے لئے کوئی شے مانع نہ تھی اور دوسرا
یہ خیال تھا کہ اب حضور ممدوحہ کا زمانہ ضعیفی ہے۔ پھر موجودہ
زمانہ کے متعدد ذاتی اور خاندانی صدموں سے دل دُکھا
ہوا ہے اس لئے ایسی گوشہ نشینی اور حکومت کے انتظام
کے انہاک سے علیحدگی کی صورت میں حضور ممدوحہ کو ایک
مطمئن زندگی حاصل ہو جائے گی جس سے اُن کی صحت پہ
بہت اچھا اثر پڑیگا اور مسرت میں اضافہ ہوگا۔

آپ نے بھوپال کی اُن فرمانروا بیگمات کا نہایت
باموقع تذکرہ فرمایا ہے جو یکے بعد دیگرے اس تخت
بھوپال پر حیرت انگیز دلیری اور عجیب غریب خوش نظمی کے
ساتھ حکمرانی کر چکی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اگرچہ
صنفِ نازک کی ان عظیم الشان ہستیوں نے اس خاندان
کے مرد فرمانرواؤں کو اس درجہ پس پردہ کر دیا ہے کہ ہم کو
ان شجاع اور جری حکمرانوں کا وجود فراموش سا ہو گیا ہے
تاہم اُن کے بہادرانہ کارنامے اور شجاعانہ کام ملک اور
قوم کی تاریخ میں ایک ممتاز اور مستقل باب کی حیثیت رکھتے
ہیں اور اس حقیقت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ میں بھی ان
بیگمات عالیہ کے قابل تقلید کارناموں اور انتظام حکومت
کے اُن اصول پر جو غدر کے پڑے آذب زمانہ کی اور اس

صلح و امن کے دور کی ایک مثال ہیں کار بند رہوں اور
کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں اس کوشش میں جو ایک مرد کے
لئے مخصوص ہے کامیاب نہ ہو جاؤں۔ میری محبوب اور
محترم والدہ نے مجھے اس مرتبہ کی خدمات انجام دینے کی
قابلیت پیدا کرنے میں کسی کوشش کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا
جسے آج خدائے قادرِ مطلق نے اپنی خاص رحمت سے
مجھے عطا فرمایا ہے۔

میں نے ممدوحہ کے تجربوں اور ہدایات کے مطابق حکومت
کے اہم سے اہم شعبوں اور محکموں میں کام کیا ہے اور اب
بھی خدا کا شکر ہے کہ حکومت کے مشکل ترین معاملات میں
مجھے ممدوحہ سے مفید مشوروں اور امور حکومت میں ان
کے وسیع تجربہ اور معلومات سے استفادہ حاصل کرنے کے
مواقع حاصل ہیں لیکن باوجود ان سب باتوں کے اپنی والدہ
ممدوحہ کے بہترین انتظامِ حکومت کے بعد جب عنانِ حکومت
میرے ہاتھ میں دی جاتی ہے تو مجھے یہ بار بیحد گراں نظر آتا
ہے یہ میں جانتا ہوں کہ میرے متقدمین نے جو کچھ کیا ہے
میں اس پر قانع نہیں ہو سکتا اور میری تمام تر کوششیں
اپنی رعایا کی موجودہ فلاح و بہبودی اور اُنکی خوش حالی
کو قائم رکھنے کے علاوہ آیندہ ان کی ذہنی اور قومی
ترقی اور اقتصادی حالت اور مرفہ الحالی کو بڑھانے کے
لئے ہوں گی۔

مجھ پر جن ذمہ داریوں کا بار عائد ہوا ہے جب تک میں اُنکو
انجام نہ دے لوں اُن کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا بہر حال جو
کچھ مجھے کرنا ہے اور جو میرا فرض ہے وہ میرے پیشِ نظر ہے اور
مجھے یہ ظاہر کرنے کی عُجلت بھی نہیں کہ اِن کوششوں کو پُورا
کرنے اور کامیاب ہونے میں میری سعی اور میری خواہش کبھی
کسی صورت میں بھی کم نہ ہو گی پھر میری یہ مسرت اور میرا یہ
اطمینان بھی بیان سے باہر ہے کہ اس اہم اور نازک موقع پہ
میں ضرورت کے وقت آپ کی بیش بہا امداد اور مشورہ حاصل
کر سکتا ہوں۔

مسٹر گلینسی! میں آپ کی ذاتی مبارک باد اور حوصلہ افزائی
کے مہربانی آمیز الفاظ و نیز امپیریل گورنمنٹ اور سنٹرل انڈیا ایجنسی
کی جانب سے دوستی و اعتماد کے اظہار کا تہِ دل سے شکریہ
ادا کرتا ہوں ہیں۔اپنے مہربان دوست کو یقین دلاتا ہوں
کہ میری ہمیشہ یہی کوشش رہے گی کہ مصالحانہ اور دوستانہ
تعلقات جو اب تک دونوں گورنمنٹوں کے مابین ایک مدت سے
قائم ہیں ہر ممکن طریقہ سے بڑھیں۔میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو
اس کا علم ہے یا نہیں کہ بحیثیت فرمانروائے بھوپال کے پہلا
کام جو میں نے کیا وہ یہ تھا کہ میں نے ہز اکسلنسی وائسرائے اور
گورنر جنرل کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ میری گورنمنٹ
کے ساتھ بھی وہی اشتراکِ عمل اور اتحاد و اعانت کا برتاؤ قائم
رہے جو میری والدہ محترمہ ہر ہائینس سُلطان جہاں بیگم کے عہدِ

حکومت میں رہا اور میں ہز اکسلنسی لارڈ اروِن کے نہایت ہی مخلصانہ جواب کا مشکور ہوں جو مجھے ارسال کیا گیا۔ اب خود آپ کے خیالات سے جن میں بھوپال کے صلح نامہ کے بُنیادی اصول کا تذکرہ ہے اور جس کی رو سے دربار بھوپال کے تمام تعلقات اس دولت عظمیٰ سے وابستہ ہیں اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ آپ اُن تعلقات کے سچّے مفہوم کو قدر اور عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو فریقین کے مابین ”مستقل اتّحاد و اتفاق اور دوستانہ مراسم“ کی حیات و اثرات پر مبنی ہیں اور یہ کہ آپ بھی ”ایک فریق کے دوست اور دشمن کو جانبین کا دوست و دشمن تصور کرتے ہیں“ میں اس موقع پر آپ کو اور آپ کے ذریعہ گورنمنٹ ہند کو یقین دلاتا ہوں کہ ان قابل قدر اصول پر جو میری ریاست اور حکومت برطانیہ کے مابین اس نیک نہاد صلح نامہ میں درج کئے گئے ہیں کاربند ہونا میرا خاص مطمح نظر ہوگا۔

میرے لئے یہ نہایت خوشی اور بےحد اطمینان کا باعث ہے کہ آپ نے گورنمنٹ ہند کے نمایندے کی حیثیت سے ریاستہائے ہند اور حکومت شاہی کے مابین صلحنامہ کے نہایت اہم اصول کا جن پر دونوں کے تعلقات کا دارمدار ہے دوبارہ اعلان کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے اس طرزِ عمل سے نہ صرف میری ذات خاص پر بلکہ ہندوستان کی تمام ریاستوں کے شہزادوں اور نوابوں پر ایک احسان ہوا۔

آخر میں میں نہایت فخر کے ساتھ ہز امپریل مجسٹی شہنشاہ معظم کے
ساتھ اپنی وفاداری کا اعلان کرتا ہوں جس کا میں نیک
نہاد صلح نامہ اور اپنے ذاتی تعلقات کی بنا پر پابند ہوں اور
ایسا کرنا میرے لئے اپنی خاندانی روایات کو زندہ رکھنا اور
اُن کا ایسا تحفظ کہ جس پر ذرا بھی حرف نہ آئے میری سب سے
بڑی آرزو اور میرا سب سے بڑا خیال ہوگا اُن اثرات قلبی کا
اظہار میں نے حال ہی میں خود ملک معظم کے حضور میں کیا
تھا جو ہمارے اتحاد و صلح میں ایک خاص اضافہ کرتے ہیں
جس کا آج میں اس موقع پر جب کہ ملک معظم کے نمائندہ کی
حیثیت سے ایک شخص ہم میں موجود ہے عوام کے سامنے
اعلان کرتا ہوں۔"

تقریر کے بعد عطر و پان تقسیم ہوا۔ اور دربار ختم کیا گیا۔

خاندانِ شاہی کی تقریبات

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ - ۱۰ جون ۱۹۲۶ء یوم جمعہ بعدِ مغرب ایوان صدر منزل شاہی تقریبات کے لئے پھر نئی شان کے ساتھ مشرقی طرز سے آراستہ و پیراستہ ہوا۔ تمام ارکان و عہدہ داران عمائدین خاندان و رعایا مدعو تھے پہلے صاحبزادی گوہر تاج بیگم عابدہ سلطان کا ہز ہائینس نواب سرور علی خاں صاحب بہادر والئے کوروائی کے ساتھ اور پھر درۃ التاج نواب زادی نور جہاں بیگم (دختر نواب جنت آشیاں) کا نواب زادہ کیپٹن سعید الظفر خاں صاحب بہادر (فرزند اکبر نواب فردوس مکان) کے ساتھ عقد ہوا۔ قاضی صاحب ریاست نے عقد کے خطبے پڑھے اور خود اعلیٰ حضرت نے اپنی وکالت سے ایجاب کرایا۔ یہ تمام مراسم نہایت سادگی اور پوری اسلامی شان کے ساتھ ادا کئے گئے۔

ف افسوس ہے کہ نواب زادی درۃ التاج عرصہ تک سخت علیل رہیں اعلیٰ حضرت نے لاکھوں روپیہ معالجہ پر صرف کیا۔ فرانس سے ہوائی جہازوں پر دوائیں آئیں قابل ترین ڈاکٹر معالج رہے لیکن موت کا علاج ہی کیا ہے ایک طویل علالت کے بعد بتاریخ ۴ر جنوری ۱۹۲۸ء کو انتقال کیا۔ جنازہ اسلامی سادگی کے ساتھ اُٹھایا گیا۔ اعلیٰ حضرت اقدس نے کوٹھی قرانُ السعدین سے باغ مقبرہ تک جنازہ کی مشایعت کی اور اپنے ہاتھوں سے قبر میں اُتارا اگرچہ اعلیٰحضرت نہایت ضابط ہیں مگر اس وقت دامانِ ضبط ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اپنی نورِ نظر بھتیجی کو سپردِ خاک کرتے ہوئے بے اختیار رو دیئے۔

علی گڈھ وزٹ

اگست میں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے اعلیٰ حضرت کے حضور میں علی گڈھ تشریف لانے اور سائنس کالج کا سنگ بنیاد نصب فرمانے کی درخواست پیش کی جس کو اعلیٰ حضرت نے اُس فیاضانہ توجہ کے ساتھ جو طالب علمانہ زندگی سے ہی اپنے قومی دارالعلوم سے ہے منظور فرمایا اور اسی موقع پر یونیورسٹی کا سالانہ کانووکیشن بھی منعقد ہونا قرار پایا۔

۱۳ر نومبر ۱۹۲۶ء کو اعلیٰ حضرت اور حضور سرکار عالیہ دام افضالہا و مدظلہا نہضت فرمائے علی گڈھ ہوئے۔ ۱۴ر نومبر کو دن کے ساڑھے نو بجے علی گڈھ کے اسٹیشن پر داخلہ ہوا۔

تقریباً پچاس سال میں اس اسٹیشن پر حکام صوبہ وائسرایان ہند والیانِ مُلک، ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز، ہز مجسٹی امیر افغانستان کا مسلمانوں کے مایۂ ناز دارالعلوم کے ارکان وطلبہ نے بڑے تزک واحتشام کے ساتھ استقبال کیا ہے لیکن اس استقبال میں جو خاص محبت اور جذبہ خلوص تھا وہ دارالعلوم کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔

بارہ تیرہ سال پہلے جو ذاتِ مستجمع الصفات علی گڈھ کے پلیٹ فارم اور سڑک پر، کالج کے کمروں میں، گیمس کے میدانوں میں ایک طالب علم کی حیثیت سے دیکھی جاتی تھی ان ہی مقامات میں وہ آج شاہانہ حشمت و اجلال کے ساتھ رونق افروز ہے۔

تمام راستہ اسٹیشن سے فرلِ ہاپس تک جہاں اعلیٰ حضرت دام اقبالہٗ

اور علیا حضرت مدظلہا کے قیام کا انتظام تھا دو رویہ جھنڈیوں اور بیرقوں سے آراستہ تھا۔ چند گھنٹہ آرام فرمانے کے بعد ایک شاندار پنڈال میں عظیم الشان مجمع کے ساتھ یونیورسٹی کے ارکان نے اعلیٰ حضرت کا خیر مقدم کیا۔ اور وائس چانسلر نے اجازت حاصل کرنے کے بعد حسب ذیل ایڈریس پڑھا۔

یور ہائی نس آج اس تعلیم گاہ کی تاریخ میں ایک نہایت مسرت اور خوشی کا دن ہے اس تعلیم گاہ میں عموماً ملک کے مشہور و معروف لوگ آتے رہے ہیں لیکن آج ہم یور ہائینس کی خدمت میں بحیثیت ممبران یونیورسٹی کورٹ جو خیر مقدم پیش کر رہے ہیں وہ ایک جداگانہ نوعیت رکھتا ہے ہم حضور کا خیر مقدم نہ صرف ہندوستانی ریاست کے ایک والی نواب دوست محمد خان اعظم کے مشہور خاندان کے فرد کی حیثیت سے بلکہ اس مادر علمی کے ایک ممتاز فرزند کی حیثیت سے کر رہے ہیں یقیناً وہ دن ایک بابرکت دن تھا جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ ہر ہائینس نے بالکل غیر معمولی طور پر حضور کو ایک ایسی تعلیم گاہ میں داخل کیا تھا جہاں خاص و عام دوستی اور محبت کے رشتے میں تمام انفرادی خصوصیات اور دولت اور نسل کے امتیاز سے جدا ہو کر مساوات کے ساتھ ملتے ہیں جیسا کہ یور ہائینس کو معلوم ہے وہ سب ساتھ رہتے ہیں ساتھ کھاتے ہیں اور ساتھ لیکچروں میں شریک ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی نماز پڑھتے اور ساتھ ہی کھیلتے ہیں اور

اس طرح پر اسلامی اتحاد و اخوت کے فضا میں سانس
لیتے ہیں۔ جو اُن کو اس قومی مرکز علمی میں ملتی ہے ایک
ایسی تعلیم گاہ کو جو قومی اصول پر بنائی گئی اور چلائی جارہی
ہے اور شہزادوں کے لئے مخصوص نہیں ہے ایک ریاست
کے والی کی تربیت گاہ بننے کا فخر حاصل ہونا ایک ایسا
مُہتم بالشان واقعہ ہے جس پر کہ اس یونیورسٹی سے
ارکان کو فخر کرنا چاہیئے اور اُس خاتون کا شکر گذار
ہونا چاہیئے جو ہماری معزز چانسلر ہیں۔
یور ہائینس! ہر ہائینس نے اس تعلیم گاہ کو حضور
کی تعلیم کے لئے منتخب فرما کر نہ صرف باشندگان بھوپال
کی ہمدردی کو حاصل کیا بلکہ انھوں نے ایک ایسی مثال
قائم کی جس کی تقلید دوسرے رُوسار کو بھی کرنی چاہیئے
اگر وہ اپنے جانشینوں کو بھی ان ضروریات اور ذمہ داریوں
کے لئے تیار کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان کے سامنے پیش نظر
ہیں کیوں کہ آج جو کچھ برٹش انڈیا میں ہو رہا ہے وہ
جلد یا بدیر ضرور ہندوستانی ریاستوں میں بھی وقوع
پذیر ہوگا۔ اور آیندہ کے رُوسار اگر وہ حکومت کے مشکل
فرض کی ادائیگی میں کامیاب ہونا چاہیں گے تو اُن کو نہ
صرف ایک اعلیٰ دماغی اور جسمانی قابلیت حاصل کرنا پڑے گی
بلکہ اُنکی تربیت اس طرح پر ہوگی کہ اُنہیں باہمی اخوت کا عوام
کے ساتھ جذبہ پیدا ہو آزادی، مساوات، اور اخوت کا دن

ابھی دور ہے لیکن جو لوگ انسانی آبادی کے وسیع حصّہ پر حکمرانی کرنا چاہتے ہیں اُن کے دماغ نہایت صاف، اُن کے بازو نہایت مضبوط اور اُن کے قلب میں ہمدردی کے جذبات موجزن ہونے چاہئیں۔

یور ہائینس کو ایسی تربیت کے اور انسانی ہمدردی کی سچی روح پیدا کرانے کے بہت سے مواقع اس مادرِ علمی کی حدود میں ملے ہیں یہ حقیقت تو حضور کی رعایا کو بھی معلوم ہوگی وہ لوگ جو حضور کو یہاں بھیجنے کے متعلق سرکار عالیہ کے فیصلہ کو ایک نہایت دلیرانہ تجربہ اور روایات کے خلاف ایک کام سمجھتے تھے اب اُن کو اس دور اندیشی اور فہم کی داد دینی چاہئے جو یور ہائینس کی نہایت اعلیٰ تربیت اور نہایت شاندار زندگی کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے اور جو باشندگانِ بھوپال کے لئے لاانتہا برکتوں اور فوائد کا پیش خیمہ ہوگی۔ ہم یور ہائینس کو یقین دلاتے ہیں کہ ہماری دلی دُعائیں اور بہترین توقعات پبلک اور پرائیویٹ زندگی میں ہمیشہ حضور کے ساتھ رہیں گی کہ حضور خدمتِ بنی نوع کے اعلیٰ ترین مقاصد اور راستی اور انصاف کے اُن اصول کو پورا کریں جن کا ذہن نشین کرنا اس تعلیم گاہ کا مقصد ہے۔

یور ہائینس ہمیں حضور سے اس تعلیم گاہ کی تاریخ اور اس کے مقاصد اور اس تعلیم گاہ کے گذشتہ خدمات سے متعلق

کچھ نہیں کہنا کیوں کہ وہ حضور پر سب روشن ہے یہ ظاہر کرنا
کافی ہے کہ مسلمانوں کے انحطاط کو روکنا اور ان کو مادر ہند
کے لئے مفید شہری بنانا موجودہ تعلیم کے اصول پر یہ خاص
مقاصد تھے جن کا حصول تعلیم جدید۔ اور ایک منظم طریقہ
تربیت کے ذریعہ سے کرنا تھا۔ اور اسی لیے اس اقامتی
تعلیم گاہ کو اکسفورڈ اور کیمبرج کے نمونہ پر کھولا گیا تھا اسکے
بانی نے اپنے دماغ اور قلب اور جسم کی تمام قوتیں اپنے
ہم ملکوں کو یہ سمجھانے میں صرف کر دیں کہ افراد کی روحانی
اور دماغی ترقی قوم کی حقیقی ترقی و دولت ہے۔ افراد
ہوں یا قومیں۔ ان سب کی بہبودی انکی دماغی ترقیوں
پر منحصر ہے قوم کی روحانی اور دماغی قوتوں کو بیدار کر کے
ملک کے لئے اخلاقی اور ذہنی قوتوں میں اضافہ کرنا یہ
بانیِ اعظم کا مطمح نظر تھا اور اسی لئے اس تعلیم گاہ کا
مقصد مادرِ ہند کی عام بہبودی اور ترقی میں اضافہ کرنا
تھا اس لئے ہم نے کبھی محض ڈگریوں کو زیادہ وقعت نہیں
دی بلکہ کیرکٹر کی تعمیر اور تعلیم و تربیت کے صحیح مقصد کو
پیش نظر رکھا اور اپنے طالب علموں میں ایک مضبوط
کیرکٹر کی نشو و نما کی جس سے کہ وہ اپنی زندگی عزت اور
کامیابی کے ساتھ بسر کر سکیں اور ملک میں جو کشمکش پھیلی
ہوئی ہے اس میں کامیاب ہوں۔ یہ تعلیم گاہ اس مقصد
کے حصول میں کہاں تک کامیاب ہوئی اس کا فیصلہ ہم

پبلک پر چھوڑتے ہیں۔

یور ہائینس! اس تعلیم گاہ کے بانی نے جدید سائنس کی تحصیل اور تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دی اُن کے خیال میں گذشتہ فلسفہ کا ظنّی اور تصوری پہلو جس نے کہ خیالات کے دائرہ کو محدود کر دیا تھا ہندوستان کے عام اخلاقی اور دماغی انحطاط کا باعث ہوا اسلئے وہ نیچر کی تعلیم کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ کیونکہ کوئی دوسری چیز انسان کو حقیقت کے قریب لاکر اُس کو سربستہ رموز کے انکشاف کے قابل نہیں بنا سکتی اور نہ اسکو اس قابل بنا سکتی ہے کہ وہ زمین پر خدا کے نائب کی حیثیت سے فطرت کی تمام نئی طاقتوں کو اپنے اقتدار میں لے آئے۔ کیونکہ خدا کا فرمان ہے کہ "کیا تم لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارا مطیع کر رکھا ہے،، خدا کے فرمان کی صداقت اور اس کی عملی مثال موجودہ تحقیقات اور ایجادات سے ظاہر ہوتی ہے۔

انسان کو خدا کی وسیع مخلوق کا مشاہدہ اور خود اپنی قدر و قیمت کا احساس صرف فطرت کے سربستہ رازوں کے کُھلنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اِن خیالات سے متاثر ہونے کی وجہ سے فطرت کی تعلیم پر اسقدر زور دیا تھا کہ اُن کے ناقدین اُن کو نیچری کہنے لگے تھے اور وہ اس خطاب

بہت خوش ہوتے تھے۔ نیچرل سائنس کی تعلیم اس اسکیم کا
ایک خاص عنصر تھی جو ۱۸۹۵ء میں مُسلم یونیورسٹی کے لئے
مرتب کی گئی تھی لیکن چونکہ اس زمانہ میں اس اسکیم کا نفاذ ممکن نہ
تھا اسلئے بانی کی زندگی میں وہ صرف کاغذ پر ہی رہی۔
یور ہائینس کو معلوم ہوگا کہ ۱۹۰۶ء میں ہز رائل ہائینس
پرنس آف ویلز جو اب ہز مجسٹی شہنشاہ جارج پنجم ہیں ہندوستان
آئے تھے اور اُس سال کے ماہ فروری میں اس تعلیم گاہ
میں بھی تشریف لائے تھے۔ ہز ہائینس آغا خاں نے جن کے
اس تعلیم گاہ پر بڑے احسانات ہیں اور جو اس یونیورسٹی کے
ایک پرو چانسلر بھی ہیں اس وقت تجویز کی تھی کہ اس شاہانہ
ورود کی یادگار میں ایک پرنس آف ویلز سائینس اسکول قائم
کیا جائے چنانچہ اس تجویز کو پوری کامیابی ہوئی اور ایک
اسکول سو طالبعلموں کا اور ۱۴ ہزار روپے کے بجٹ سے
کھولا گیا گذشتہ ۱۸ سال میں یہ اسکول ترقی کرتے کرتے ہمارے
موجودہ شعبہ سائنس تک پہنچ گیا جسکا ایک بڑا اسٹاف ہے
اور جس میں چار سو طالبعلم ہیں اور جسکا بجٹ ایک لاکھ سے
زاید ہے اب جبکہ اسٹاف اور طالبعلموں کی تعداد اور سالانہ
مصارف میں ترقی ہو رہی ہے لیکچروں اور عملی تعلیم کے لئے
جگہ کی قلت ہماری سب سے بڑی دقت ہے، ہمارے
پاس نہ لیکچر کے لئے کافی گنجائش کے کمرے ہیں اور نہ ضروریات
کے مطابق وسیع لیباریٹریز (تجربہ گاہیں) ہیں اسلئے ہمکو

ایک عمارت کی سخت ضرورت ہے جس کی تعمیر موجودہ ضروریات۔ اعلیٰ تعلیم اور عملی تجربات کے لئے اور ہمارے طلبار کی روز افزوں تعداد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہونی چاہیئے۔ مجوزہ سائنس کالج کی اسکیم اور اس کا نقشۂ تعمیر انہیں ضروریات کے مطابق ہے جس کا سنگِ بنیاد آج سہ پہر کو یور ہائینس نصب کریں گے۔

یور ہائینس! ہندوستانی عموماً اور ہندوستان کے مسلمان خصوصاً سائینس کے فوائد کو عملی شکل میں لانے میں اسقدر پیچھے ہیں کہ اب ضرورت ہے کہ اعلیٰ سائنس اور صنعت و حرفت کی تعلیم کو ساتھ ساتھ ہونا چاہیئے۔

یورپ اور دوسری انسانی آبادی کے ترقی یافتہ حصے سائنس کی تعلیم اور ٹکنیکل کاموں میں اس قدر آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ ان کو نہایت اعلیٰ پیمانہ پر قیمتی ساز و سامان اور آلات و عمارات کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم دولتمند قوموں کا اس میدان میں کیا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی ہماری قوم کو اس تعلیم کی سخت ضرورت ہے اس لئے کہ مسلمانوں کی سائنس اور میکانیکل ترقی کا اندازہ تو زیادہ تر انہیں اسباب سے ہو سکے گا جو یہ قومی اور مرکزی تعلیم گاہ سائنس اور صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے مہیا کرے گا اسی بنا پر یونیورسٹی کے ارکان کو سائنس کالج کے قیام کے ساتھ ہی ساتھ ضروری لیباریٹریز (تجربہ گاہیں) اور ورکشاپ اور

دوسری عمارتوں کی صنعت و حرفت کے اسکول کے لئے
ضرورت ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ سالانہ مصارف میں بھی
اضافہ ہو جائے گا۔ ہمارے اندازہ کے مطابق سائنس کالج
کی عمارت اور مشینوں کے لئے ۹ لاکھ روپے کی ضرورت ہوگی
اور صنعت و حرفت کا اسکول تقریباً پانچ لاکھ روپے میں تیار
ہوگا ہم نے امپیریل گورنمنٹ کی خدمت میں فروری ۱۹۲۵ء
میں استدعا کی تھی اور سال گذشتہ دسمبر میں جوبلی کے موقع پہ
قوم سے بھی استدعا کی تھی گورنمنٹ نے سالانہ عطیہ میں پچیس ہزار
روپیہ کا اضافہ کیا۔ اور ۵ لاکھ تعمیر کے لئے عنایت کیا جس پہ
ہم گورنمنٹ کے شکر گذار ہیں۔ گورنمنٹ کے عطیہ کے علاوہ
ہم کو سائنس کالج اور صنعتی اسکول کے لئے ۹ لاکھ روپے
کی اور ضرورت ہوگی ہم نے جوبلی کے موقع پہ دو لاکھ روپے
سے زیادہ وصول کیا لیکن اس رقم کا نصف حصہ ابھی انتظار
طلب ہے یہ ہوسٹلوں کے لئے دیا گیا ہے جن کی ہمکو سخت
ضرورت ہے۔ اس لئے صرف ایک لاکھ روپیہ رہتا ہے جسکو
ہم صنعتی اسکول میں لگانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ عطیات کی
بڑی تعداد اس کے موافق ہے اس طرح پہ ہمکو اس کالج کے
لئے جس کا سنگ بنیاد یور ہائینس رکھ رہے ہیں چھ لاکھ
روپیہ کی سخت ضرورت ہے اس کالج کی تکمیل ہماری قومی
دولت کے استحکام اور اس کی بہبودی کا ایک بڑا سبب ہے
یور ہائینس! ہم کو مجوزہ سائنس کالج اور صنعتی

اسکول کی ضرورت اور اہمیت پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے یہ ظاہر ہے کہ عمارت اور دوسرے لوازمات کے مہیا کرنے اور اُس کے چلانے میں روپئے کی بڑی مقدار کی ضرورت ہے اور اس کے اظہار کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ ہم دوسری قوموں کے مقابلہ میں بہت غریب ہیں اور ہمارے پاس اپنی اشد ضرورتوں کو پورا کرنے کے اسباب بھی نہیں ہیں مُسلمانانِ ہند کی موجودہ نسل آج کل ایک ایسی حالت میں ہے جس کی ذمہ دار صرف قوم ہی نہیں کیونکہ گذشتہ تاریخ اور مُلک کے عجیب غریب حالات مُسلمانوں کے موجودہ حیثیت کے ہندوستان میں ذمہ دار ہیں۔ علی گڈھ کی تحریک نے مُسلمانوں کو "اپنی امداد خود کرو" کا برٹش راج کے اندر اصول سکھایا تعلیم و تربیت موجودہ کامیاب اصول پر اس مقصد کے حصول کے ذرائع قرار دئیے گئے۔ اور علیگڑھ کی تحریک کا یہی سب سے زیادہ ضروری پہلو ہے جس کو قائم رکھنے کے لئے ارکان یونیورسٹی سائنس کی تعلیم میں توسیع اور ترقی کے آرزومند ہیں ہم اپنے رؤسا امرا، اور رہنماؤں سے اور عام قوم سے درخواست کرتے ہیں کہ اس بڑے کام میں ہماری امداد کرے اور چونکہ مُسلمانوں نے دوسری قوموں سے نسبتاً گذشتہ ڈیڑھ سو سال میں گورنمنٹ کی تعلیم گاہوں سے بہت کم فائدہ اُٹھایا ہے اس لئے مُسلم تعلیم گاہوں کو عموماً

اور مسلم یونیورسٹی کو خصوصاً خاص امداد دی جائے کیونکہ مسلم
یونیورسٹی مسلمانوں کی ملک میں واحد مرکزی تعلیم گاہ ہے۔

ہم امپیریل گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہز اگزالٹیڈ
ہائینس نظام کی سرپرستی اور شاہانہ امداد کے بھی منت پذیر
ہیں جو ہمیشہ اس یونیورسٹی کو حاصل ہوتی رہی ہے ہم ریاست
ہائے رامپور، بہاولپور، پٹیالہ، گوالیار، خیرپور، اور الور، کی
امداد و اعانت کے بھی شکر گذار ہیں۔ لیکن ہماری شکر گذاری
یور ہائینس کی محترم والدہ کی خدمت میں کسی طرح ظاہر نہیں
ہو سکتی ہر ہائینس نہ صرف قوم و ملک کی ایک بڑی مربی
ہیں بلکہ تمام قوم کے لئے بمنزلہ ایک مہربان اور مخلص ماں
کے ہیں انہوں نے ہم پر نہ صرف مادی عنایات کیں بلکہ
سب سے زیادہ قیمتی اور نایاب تحفہ جو انہوں نے ہم کو دیا وہ انکا
وسیع اور شریف قلب ہے۔ احترام آمیز شکر گذاری اور مخلصانہ
قدر شناسی کے ساتھ ہم پر خلوص دلی دعائیں حضور کی
درازی عمر و مسرت اور بہبودی کے لئے پیش کرتے ہیں بزرگ
و محترم والدہ کے شاندار فرزند! بھوپال کے تمام شاہی خاندان اور
رعایائے بھوپال کی بہبودی اور امن کے لئے دلی دعائیں پیش ہیں۔

یور ہائینس ہم حضور سے درخواست کریں گے کہ از راہِ کرم
اس تعلیم گاہ کا سنگ بنیاد نصب کریں جو اس ملک کی ترقی
اور بہبودی کی بنیاد کو مستحکم کرے گا۔ اس میں کوئی شک
نہیں کہ تعلیم یافتہ یہ ایک فرزند کا اس کی آئندہ ترقی کی

بنیاد کو قائم کرنا اس تعلیم گاہ کے بانیٔ اعظم کے لئے موجب انبساط اور مسرت ہوگا۔ (ترجمہ از انگریزی)

اڈریس ختم ہونے کے بعد نواب سربلند جنگ[۵] حاجی محمد حمید اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے اعلیٰ حضرت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نقرئی کاسکٹ میں اڈریس رکھ کر بندگان عالی میں پیش کیا۔ پھر اعلیٰ حضرت نے جواب میں بزبان انگریزی تقریر فرمائی۔

مسٹر وائس چانسلر، ممبران کورٹ و معزز حضرات!

میں نہایت خلوص دل سے اس دعوت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے سائنس کالج کا سنگ بنیاد نصب کرنے کے لئے مجھے دی ہے۔ آپ نے جو اس یونیورسٹی سے میرے تعلقات کا ذکر کیا ہے اور میری والدہ محترمہ کی اسلامی تعلیم میں پُرجوش انہماک پر جو تعریف و توصیف کی ہے اُس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں یقیناً اُن کی گہری دلچسپی کی اس سے زیادہ کوئی مثال نہیں ہے جو انھوں نے عام رؤسا کے طریقہ سے ہٹ کر میری تعلیم میں قائم کی۔

اُنہوں نے مجھے ایسی تعلیم گاہ میں بھیجنا پسند کیا جہاں درجہ اور رتبہ کا کوئی امتیاز نہیں اور نہ اس کو اُس تعلیم گاہ پر ترجیح دی جو ہندوستانی رؤسا کے لئے مخصوص ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں یہاں ایک اجنبی مہمان کی طرح نہیں ہوں بلکہ اس

---

[۵] مرحوم مولوی سمیع اللہ خاں صاحب سی، ایم، جی کے فرزند ہیں اور مدرسۃ العلوم کے سب سے پہلے طالب علم ہیں۔

شخص کی طرح ہوں جو آپ کی روایات سے بحیثیت اولڈ بوائے
کے باخبر ہے اور جس نے کہ کالج کی عام زندگی میں کلاس روم
کے اندر اور کھیلوں کے میدان میں نمایاں حصّہ لیا ہے میں آپکو
یقین دلاتا ہوں کہ ہز ہائینس اپنے متعلق آپ کے ان الفاظ
کی جو آپ نے تعلیمی ترقی میں اُن کی کوششوں کی نسبت
فرمائے ہیں پوری قدر و منزلت کریں گی۔ کیونکہ انھوں نے ہمیشہ
تعلیمی خدمات کو اپنے فرائض ملک و ملت میں سے ایک فرض تصور کیا ہے۔
انھوں نے میرے لئے ایک نمونہ عمل قائم کیا ہے اور میری
انتہائی کوشش یہ ہوگی کہ میں اُن کے نقش قدم پر چلوں اور
اس تعلیم گاہ کے لئے جو کچھ میں کر سکتا ہوں وہ کروں یقیناً اس
تعلیمگاہ کو میری ہمدردی اور اعانت کا بڑا حق حاصل ہے میں
اس دعوت کو بڑا اعزاز تصور کرتا ہوں کیونکہ یہ دعوت اُس
احترام اور محبت کو ظاہر کرتی ہے جو میرے ہم مذہبوں اور اس
یونیورسٹی کے طلبا کو میرے ساتھ ہے۔ اس نے مجھ کو اپنے
پرانے دوستوں سے ملنے کی مسرت حاصل کرنے کا اور
اُن مقامات کو دیکھنے کا موقع دیا جنکی خوشگوار یاد میرے
دل میں محفوظ ہے۔ میں اپنے زمانۂ طالبعلمی کے واقعات
کی یاد کو ایک قیمتی سرمایہ تصور کرتا ہوں اور مجھکو اس تعلیم گاہ
کی ترقی اور بہبودی سے جس میں کہ میں نے اپنے ایام کمسن
کے بہت سے پُرمسرت سال بسر کئے ہیں نہایت گہری دلچسپی ہے
ہندوستان میں مسلمانوں کی علیمی ترقی کی تاریخ کا مطالعہ نہایت

دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ یہ ایک بہادرانہ مقابلہ کا ریکارڈ ہے
جو ایک بہت بڑا ریفارمر ہندوستان میں جہالت و تعصب کے
خلاف کرتا رہا۔ اس تعصب وجہالت کی بنیاد اسلامی تعلیم سے
ناواقفیت یا اسلامی تعلیم کی غلط ترجمانی تھی۔ یہ ریفارمر اُس وقت
پیدا ہوا جبکہ ہندوستان ایک انقلاب سے گذر رہا تھا۔ قدیم
تمدنی اور سیاسی تنظیم جدید خیالات اور جدید طرز حکومت سے
متاثر ہو رہی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ کشمکش حیات نے ایک نئی
صورت بدلی ہے جس میں کہ مسلمان یا تو جدید تبدیلیوں کو اختیار
کرلیں یا سیاسی اور اقتصادی حیثیت سے نیست و نابود ہو جائیں۔
اس کشمکش حیات میں کامیابی ایک نئے طریقہ تعلیم کے
اختیار کرنے پر منحصر تھی۔ قوم کے فرسودہ خیال طبقہ نے اس
کو مذہب میں دخل اندازی سے تعبیر کیا۔ لیکن سرسید اعظم کی زبردست
شخصیت اور مضبوط ارادے نے تمام مخالفتوں کو پامال کر دیا
اور اس کا نتیجہ ایم۔اے۔او کالج کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جو
اب ترقی کرتے کرتے ایک آزاد اور خود مختار یونیورسٹی کی
حیثیت میں پہنچ گیا۔ جو مسلمانوں کی تمام کوششوں کا ایک
خاکہ ہے۔ یہ تعلیمگاہ ہندوستان کی اور تعلیم گاہوں کی طرح
اب تک بہ نسبت سائنس کے آرٹ کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ
مبذول کرتی رہی ہے۔ مگر یہ کمی اب آپ کے جدید سائنس
کالج کے قیام سے اور اُس ساز و سامان سے جو آپ اس کے
متعلق کر رہے ہیں پوری ہو جائے گی۔

جو تقریب کہ آج ہونیوالی ہے۔ وہ مسلمانوں کی تاریخ میں
ایک خاص واقعہ ہوگی۔ اور اس تعلیم گاہ کی مادی منفعتوں میں
اضافہ کریگی غالباً اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ میں
فوائد کو بحیثیت ایک مفید چیز کے اور بحیثیت کسی یونیورسٹی
کے نصاب میں ایک موضوع تعلیم کے وضاحت کے ساتھ
بیان کروں۔ سائنس ہمارے لئے مادی ترقیوں کے غیر مختتم
وسائل کا دروازہ کھول دیتی ہے اس کا دائرہ عمل ہماری فضا
کی تمام ضروریات پر حاوی ہے اور اس کا مقصد فطرت کے نامعلوم
اسرار کو انسان کی دسترس میں لانا ہے اور اس سے بھی زیادہ
یہ کہ اس کی امداد سے ہم کائنات کے رموز اور تخلیق عالم کے معمہ
کا کچھ پتا چلا سکتے ہیں اور اس پر بھی ہم اس خلاق عالم کی لامحدود
ذہنی قوتوں کا اعتراف کرتے ہیں جس نے کائنات کی یہ خوبصورت
اسکیم مرتب کی ہم ایک بڑی تہذیب کے جانشین ہیں جس نے
کہ مغربی دنیا پر اپنی ذہنی قوت کا نقش بٹھا دیا اور جو علمی اور
تخئیلی علوم میں یورپ کے تمام علوم کے لئے بنیاد قائم کر گئی۔
یورپ پر عرب کے حکما کا بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے
نجوم، مساحت، نظریات، ریاضی، الجبرا، کیمیا، طب، نباتات
اور جمادات کی تحقیقات کا ایک بڑا ذخیرہ یورپ کے لئے چھوڑ دیا
ان کی تصانیف جن کا ترجمہ لاطینی زبان میں ہوا تھا۔ ان کے
موضوع پر مستند کتابیں سمجھی جاتی تھیں۔ اور زمانہ کے نصاب
میں شامل تھیں جو احیاء علم کے بعد یورپ میں جاری تھا

اب یورپ اس امانت کو مع اُس کے سود کے ہم تک پہنچا رہا ہے وہ دن اس تعلیم گاہ کی تاریخ میں قابل فخر و مباہات ہو گا جبکہ یہ ایسے طالبعلم پیدا کرے گی جو قدیم علم بردارانِ علم کے روایات کی پیروی کریں گے اور انسان کے ذخیرہ علم کو وسعت دیں گے۔ سائنس کے کچھ اور بھی پہلو ہیں جو اتنے ہی اہم ہیں جتنا اُس کا تعلیمی پہلو ہے اس کے فائدوں میں سے ایک بہت بڑا فائدہ صنعت و حرفت میں امداد ہے جسکی تعلیم کا آپ نے ٹکنیکل اسکول میں بندوبست کیا ہے اس اسکول کا قیام قوم کے لئے رحمت ہوگا اور اُس کی اقتصادی ترقی میں بڑا کام کریگا یہ ہمارے نوجوانوں کے لئے نئے راستے پیدا کر دیگا جو یا تو قانون کے پیشہ میں ضرورت سے زیادہ بھر رہے ہیں یا گورنمنٹ کی ملازمت تلاش کر رہے ہیں یا اپنے وقت کو مایوسی اور بیکاری میں گذار رہے ہیں جب ہم ان کو مغربی اصول پر تعلیم دیتے ہیں تو یہ ہمارا فرض ہے کہ اُن کے لئے وہ وسائل پیدا کر دیں جو دوسرے صنعتی ممالک میں دوسرے نوجوانوں کو حاصل ہیں سائنس کا ایک اور مقصد انسان کی بعض ذہنی اور اخلاقی قوتوں کی نشو و نما ہے۔ یہ تحقیق و تجسس اور غور و فکر کی قابلیت پیدا کرتا ہے جو روزانہ زندگی میں نہایت ضروری چیز ہے اس سے طالب علم کو احتیاط اور باقاعدگی کی عادت پڑتی ہے نتائج نکالنے اور اصول مرتب کرنے کا ملکہ پیدا

ہوتا ہے ایک سائنٹسٹ کسی ثبوت کو تسلیم نہیں کرتا تاوقتیکہ وہ عملی طریق اور سبب و نتیجہ کی تحقیق سے اُس کی صداقت کو نہ تسلیم کرلے وہ قدیم اعتقادات اور عام رائے کی پروا نہیں کرتا وہ معلوم سے نامعلوم کی طرف چلتا ہے اور منطقی دلائل استعمال کرتا ہے اور اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک وہ حقیقت کو نہ پالے اس قسم کی تعلیم نہ صرف ذہنی نشوو نما کے لئے بلکہ کیرکٹر کی تعمیر کے لئے بھی مفید ہے جو یونیورسٹی کی تعلیم کا ایک مقصد ہے۔

اس تعلیم گاہ کے بانی کے پیش نظر جب اُس نے اپنی تحریک کی ابتدا کی ہے یہ دونوں مقاصد تھے۔ اُس نے طلبا کے لئے ایک ایسی خوشگوار فضا پیدا کردی جو اُن کی تمام قوتوں کے لئے نہایت مناسب تھی اور اُس فضا سے ایسے نوجوان نکلے جو قوم کے لئے نہایت مفید اور زندگی کے ہر شعبے میں سوسائٹی کے کارآمد رکن بنے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ارکان ہمیشہ علی گڑھ کے اس امتیاز کو قائم رکھیں گے اور علی گڈھ کی سچی روایات اچھے کھلاڑیوں کے متعلق قائم رہیں گی کیونکہ علیگڑھ بغیر کھیل کی روایات کے وہ نہ رہے گا جو اب تک رہا ہے۔ اور یونیورسٹی کو اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ یہاں کی ڈگریاں زیادہ قدرو منزلت سے دیکھی جائیں اور اعلیٰ علمی قابلیت اور کیرکٹر کے جوہر کا ایک صداقت نامہ ہوں اور تہذیب مشرقی و مغربی کی بہترین صفات کے نمونے پیدا کرے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں کی جماعت کی ترجمانی کر رہا ہوں جبکہ میں گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ صوبہ متحدہ کی نہایت فیاضانہ اور قیمتی مالی امداد پر جو انہوں نے اس انسٹی ٹیوشن کو ابتدا سے اب تک دی ہے اظہار شکرگذاری کرتا ہوں۔ سائنس کالج جس کا سنگ بنیاد آج نصب ہوگا۔ اور صنعتی اسکول جو اس کے بعد کسی موقع کا منتظر ہے یہ دونوں گورنمنٹ گرانٹ کے رہین منت ہیں یقیناً گورنمنٹ کی امداد کے ساتھ پرائیویٹ امدادیں بھی شامل ہوں گی۔

ہم ہز اگزالٹیڈ ہائینس نظام کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اس عظیم الشان قومی کام کی اپنی نہایت فیاضانہ عطیات سے مسلسل اعانت فرمائی۔ ہم کو اس موقع پر ہزہائینسز رامپور، بھاولپور، پٹیالہ، گوالیار اور خیرپور کا بھی شکرگذار ہونا چاہیئے۔ مجھ کو ہز ہائینس مہاراجہ الور کی خاص دلچسپی کا اس موقع پر تذکرہ کرنا ضروری ہے ہز ہائینس کا اس تعلیم گاہ میں آنا اور مالی امداد کرنا بہت کچھ اہمیت رکھتا ہے بالخصوص ایسے موقع پر جب کہ غیر ذمہ دار قوتیں دونوں اقوام کے مابین بدقسمتی سے افسوسناک اختلاف پیدا کر رہی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ایسے رہنما موجود ہیں جو ہندو مسلم اتحاد کو بڑی قومی ضرورت سمجھتے ہیں اور اختلاف کی خلیج کو بند کرنے کے لئے ہمہ وقت ہر کوشش کے لئے تیار ہیں ہز ہائینس ہمارے مخلصانہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے اس سلسلہ میں

سب کی رہنمائی کے لئے پہلا قدم بڑھایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم کو متفرق طور پر چندہ دینے والوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے جن کے چندوں کی مقدار بسا اوقات ان کے ذرائع سے زیادہ رہی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ سائنس کالج اور صنعتی اسکول اُن تمام لوگوں سے امداد حاصل کرے گا جو مسلمانوں کی تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں۔

سب سے آخر میں میں آپ کی مہمان نوازی پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے سائنس کالج کا سنگِ بنیاد نصب کرتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ سائنس ڈیپارٹمنٹ اور یہ دارالاقامت مسلم یونیورسٹی کے لئے مفید ثابت ہو اور ہماری قومی ترقی کا بڑا سبب بنے جو اس تعمیر کا اصل مطمحِ نظر ہے۔ (ترجمہ از انگریزی)

تقریر کے بعد اعلیٰ حضرت نے وائس چانسلر کو سائنس کالج کی امداد کے لئے دو لاکھ روپیہ کے شاہانہ عطیہ کے اعلان کئے جانے کی ہدایت فرمائی جو بقول علیا حضرت سرکار عالیہ "موسم بہار کی آمد آمد ہے"!

شام کو نصر اللہ خاں ہاسٹل کے افتتاح کی تقریب میں جس کو علیا حضرت سرکار عالیہ نے اپنے شفیق ہاتھوں سے انجام دیا تھا شریک ہوئے اور دوسرے دن ۵ تاریخ کو کانووکیشن کے جلسہ، دعوتوں اور پارٹیوں میں شرکت فرمائی اور زیادہ وقت ملاقاتوں اور زمانہ طالبعلمی کے مشاغل کی یاد میں صرف فرمایا۔ اسی تاریخ شب کو ۹ بجے قومی قلوب پر الطاف شاہانہ کا سکہ مرتسم فرما کر رخصت فرمائے دارالریاست ہوگئے۔

ہولی کا دربار

ہولی ہندوؤں کا ایک نہایت دلچسپ اور مذہبی تہوار ہے ۔ اس
موقع پر اعلیٰ حضرت نے اپنی ہندو رعایا کے جذبات کا خیال فرما کر دربارِ عام
منعقد فرمایا جس میں تقریباً ڈیڑھ سو فرقوں کے قائم مقام شریک تھے اِن کے
علاوہ ایوان شاہی کے سامنے تین چار ہزار نفوس کا اور بھی مجمع تھا ۔
جس وقت اعلیٰ حضرت رونق افروز ہوئے تو خیر مقدم کے غلغلہ نے خلوص و
عقیدت کا ایک خاص سماں پیدا کر دیا شاہی کرسی پر رونق افروز ہونے کے
بعد باری باری سے ہر ایک قائم مقام نے باریاب ہو کر نذر پیش کی اور اعلیٰحضرت
کے سفید و شفاف لباس پر گلاب پاش سے زعفران کا خوشبو دار رنگ چھڑک
کر گلال اُڑایا اعلیٰ حضرت نے بھی اپنے دستِ مبارک سے گلال کے مُقمقے
پھینکے اور ایک عہدہ دار نے کیوڑہ میں گھلی ہوئی زعفران سے رنگ پاشی کی ۔
اِن مراسم کے انجام پانے کے بعد اعلیٰ حضرت کی جانب سے جملہ
قائم مقامانِ حاضرِ دربار کو شاندار گارڈن پارٹی دی گئی ۔

دربار عید

یکم شوال المعظم کو صبح کے وقت ایوان صدر منزل میں عید الفطر کا دربار، دربار عید الضحیٰ کی طرح منعقد ہوا جس میں عہدہ داران ریاست کو شرف باریابی عطا ہوا اور اُن کی تبریک و تہنیت قبول فرمائی گئی لیکن شام کا نظارہ اور بھی زیادہ دلچسپ تھا کیوں کہ یہ وقت عامۂ رعایا کی مختلف جماعتوں کی باریابی کے لئے مخصوص تھا۔

اس موقع کے لئے ایوان صدر منزل نہایت زیب و زینت کے ساتھ غیر معمولی طور پر آراستہ کیا گیا تھا جو برقی روشنی کے رنگا رنگ قمقموں اور فانوسوں سے جگمگا رہا تھا۔

چونکہ موسم گرم تھا اس لیے اعلیٰحضرت کی طلائی کرسی چبوترہ صحن محل میں شہ نشین پر تھی اور شہ نشین کے سامنے ایک عارضی زینہ تیار کیا گیا تھا۔

صدر منزل کے سامنے کے میدان میں باریاب ہونے والوں کے لیے نشست کا انتظام تھا۔ بعد نماز مغرب اعلیٰحضرت جلوہ افروز ہوئے اور اس وقت تک ایستادہ رہے جب تک کہ علماء، جاگیردار اور معززین شہر فرداً فرداً پیش نہ ہو گئے۔ تبریک و تہنیت اور مصافحے کے بعد اُن کے نمائندوں نے اعلیٰحضرت کو ہار پہنائے۔ اُن کے بعد مختلف جماعتیں باری باری سے باریاب ہوئیں۔ اُن میں سے ہر ایک کا نمائندہ زینہ کے اوپر چڑھ کر اعلیٰحضرت کو ہار پہنانا اور جماعت داہنی جانب سے بائیں جانب کو سلام کرتی ہوئی گذر جاتی

اس طرح تقریباً دو گھنٹے تک تبریک و تہنیت کے غلغلوں میں مصروفیت رہی۔
موسم کے لحاظ سے بہ یک وقت تمام شہر کے شرفا اور جماعتوں کا باریاب ہونا تکلیف سے خالی نہ تھا اس لئے پہلے دن مسلمانوں کے لئے شام کا وقت اور دوسرے دن ہندو رعایا کے لئے صبح کا وقت معین کیا گیا تھا، چنانچہ دوسرے دن اسی طرح اہلِ ہنود کی جماعتیں باریاب ہوئیں۔
یہ نظارہ اور طریقہ اس قدر مؤثر اور دلچسپ تھا کہ ہر ایک کے دل میں اُن جذباتِ عقیدت کا جو اعلیٰ حضرت کی ذاتِ شاہانہ کے ساتھ ہیں، بیش از بیش اضافہ ہوا۔
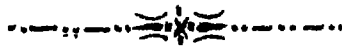
تشریف آوری ہز اکسلنسی لارڈ اروِن

وائسرائے و گورنر جنرل ہند

اعلیٰ حضرت نے تخت نشینی کے سالِ اوّلین میں ہز اکسلنسیز لارڈ و لیڈی اروِن کو اپنے دارالریاست میں مدعو کیا چنانچہ ۶ مارچ ۱۹۲۸ء کو ہز اکسلنسیز دہلی سے اسپیشل ٹرین میں تشریف لائے۔

اعلیٰ حضرت نے اسٹیشن پر عہدہ دارانِ حکومت سردارانِ بھوپال ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اور پولیٹکل ایجنٹ بھوپال ایجنسی کی معیت میں ہز اکسلنسیز کا استقبال کیا۔ موسم نہایت خوشگوار تھا۔ اور پلیٹ فارم کی آرائش و پیرایش اور جھنڈیوں اور بیرقوں کی رنگارنگی نے ایک پُر کیف دلکشی پیدا کر دی تھی۔ رسمی تعارف اور گارڈ آف آنر کے ملاحظہ اور سلامی کے بعد جلیل القدر مہمان اور اعلیٰ حضرت اقدس ترتیب جلوس کے ساتھ لال کوٹھی کو روانہ ہوئے۔

یہ کوٹھی بھوپال کے جلیل القدر مہمانوں کی قیام گاہ ہے جو ایک نہایت پُر فضا اور خوش منظر موقع پر فوجی کیمپ کے قریب واقع ہے۔

جو سڑک اس جلوس کی گذرگاہ تھی اپنے پُر فضا مناظر اور بیرقوں اور جھنڈیوں کی آرایش سے ایک دلچسپ نظارہ پیش کر رہی تھی۔ سڑک کے دونوں جانب تماشائیوں کا ایک زبردست ہجوم تھا جو اپنے چہروں کی شگفتگی اور مسرت انگیز نعروں سے اپنے ہر دل عزیز فرمانروا کے رفیع المرتبت

مہمانوں کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ لال کوٹھی پر نواب گوہر تاج بیگم عابدہ سلطان صاحبہ ولیعہدہ ریاست نواب زادی ساجدہ سلطان اور نواب زادی رابعہ سلطان نے ویزاکسلنسیز کا خیر مقدم کیا۔

مہمانوں کے پروگرام میں زیادہ حصہ وقت دارالریاست سے باہر کا تھا۔ نزور اور کچنار یہ میں شیر کے شکار کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔

دارالریاست اگرچہ اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے ہر طرف خوشنما مناظر کا مجموعہ ہے لیکن مضافات کے مناظر بھی کچھ کم دل فریب نہیں۔ اسلئے انتظامِ شکار اور ان مناظر نے دو گونہ لطف پیدا کر دیا تھا۔

معمولی اور ضابطہ کی تقاریب کے بعد شام کو ہز اکسلنسی سانچی ٹوپ ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے جو ملک محروسہ بھوپال میں بودھ مذہب کے آثار قدیم کے سبب سے مشہور عام مقام ہے۔

رات کو صدر منزل میں اسٹیٹ ڈنر تھا ایوانِ صدر منزل اس موقع کے لحاظ سے آراستہ پیراستہ کیا گیا تھا اور بجلی کے گوناگوں قمقموں کی روشنی نے اسے منزلِ نور بنا دیا تھا۔

ڈنر کے بعد حسبِ معمول اعلیٰ حضرتِ اقدس نے ہز امپیریل مجسٹی کنگ امپرر کا جامِ صحت تجویز کر کے مندرجہ ذیل تقریر[۱] کے ساتھ اپنے مہمانانِ محترم کا جامِ صحت نوش کیا۔

یور اکسلنسیز! یہ امر میرے لئے خاص طور پر باعثِ مسرت ہے کہ یور اکسلنسی نے اپنے عالی مرتبت عہدے پر فائز ہوتے ہی باوجود اپنی بہت سی مصروفیتوں کے میری

---

[۱] اصل تقریر کا ترجمہ ہے۔

ریاست کو اپنی تشریف آوری سے اعزاز بخشا۔

آپ کی بہت سی عنایات میں سے جو مجھ پر مبذول ہو چکی ہیں اور جن کا میں تہ دل سے شکر گذار ہوں یہ سب سے قریبی عنایت ہے میں ذاتی عقیدتمندی کے جذبات کے ساتھ نہایت گرم جوشی سے یور اکسلنسی کا اپنی ریاست میں بطور ایک معزز مہمان کے خیر مقدم کرتا ہوں۔

یور اکسلنسی کی اس عنایت آمیز خصوصیت کا تعلق کچھ قدیم روایات سے بھی وابستہ ہے کیونکہ میری جدّہ محترمہ نواب سکندر بیگم یور اکسلنسی کے جد امجد لارڈ ہیلی فاکس کی عنایات کی بہت زیر بار احسانات رہی ہیں اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ گو ان کو موصوف سے ملاقات کا موقع نہیں ملا لیکن وہ لارڈ آنجہانی کو سب سے زیادہ مخلص دوست سمجھتی رہیں۔ انہیں کے زمانہ وزارت ہند میں بصلہ خدمات بغاوت ہند سرکار خلد آشیاں کے علاقہ میں اس حصہ کا اضافہ کیا گیا جو اب ریاست کا ایک زرخیز ضلع ہے یہ بھی اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ لارڈ کیننگ نے سر جان مالکم اور مسٹر الفنسٹن کی تجاویز سے اتفاق کرتے ہوئے "لیپس" اور توسیع مقبوضات کی پالیسی کو مسترد کر کے رؤسا کے اس حق کو کہ وہ اپنا صلبی وارث نہ ہونے کی صورت میں جانشین انتخاب کریں تسلیم کیا اور آپ کے جدّ امجد نے اس اصول کی تائید کی اور گورنمنٹ کی جانب

سے مسلمان رؤسا کو یقین دلایا کہ مسلم ریاستوں میں صلبی وارث
کی غیر موجودگی میں جانشینی کا تصفیہ اسلامی اصول وراثت کے
مطابق ہوگا اور ہندو ریاستوں کو بھی متیقن کیا گیا کہ صلبی
وارث نہ ہونے کی صورت میں رئیس کو مذہبی قانون اور
رسم و رواج خاندانی کے مطابق متبنّٰے بنانے کا اختیار ہوگا۔
اب یور اکسلنسی نے ازراہِ عنایت اُن شکوک کو بھی
رفع فرما دیا ہے جو اس ریاست کی آئندہ جانشینی کے
متعلق پیدا ہو رہے تھے۔
یور اکسلنسی! میرے زمانہ قیام ولایت میں آپ کے
وائسرائے کے عہدہ پر فائز ہونے کا اعلان کر دیا گیا تھا اور
اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اس خبر پر تمام ملک میں اعتماد اور
خوشی کا اظہار کیا گیا تھا اور آپ کی کامیابیاں پورے طور پر
متیقن تھیں خوش قسمتی سے مجھے اور میری والدہ ماجدہ کو
آپ کی ملاقات کا شرف وہیں حاصل ہوا اور ہم ہندوستانی
رؤسا میں سب سے پہلے یور اکسلنسی کی عنایات کے متوقع ہوئے۔
یور اکسلنسی! یقین فرمائیے کہ ہندوستانی رؤسا، ذاتی مراسم
کی بڑی قدر و قیمت سمجھتے ہیں یہ احساس ہمارے لئے بہت
کچھ اہم ہے کہ امپیریل گورنمنٹ اور ہماری ریاستوں کے مابین
ضابطہ کے دوستانہ تعلقات کے علاوہ بھی ہم کو یہ یقین ہو کہ
ہز مجسٹی کے قائم مقام اور نظام حکومت کے افسر اعلیٰ کی ہمدردانہ
توجہات بھی ہمارے ذاتی معاملات میں ہمارے شامل حال

رہیں گی۔ یہ معاملات خواہ بظاہر کتنے ہی خفیف کیوں نہ ہوں ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں کہ یور اکسلنسی اس موقع پر ہمارے اس نقطۂ نظر کو ظاہر کرنے کی اجازت دیں گے اور اس سے مسرور ہوں گے۔

یور اکسلنسی! ہندوستان کے لئے یہ بڑی خوش آیند بات ہے کہ اس کو ایسے حکمراں کی رہنمائی نصیب ہوئی ہے جو تدبر و وجاہتِ خاندانی اور خلوص و تجربہ میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے آپ نے اپنی ایک ابتدائی تقریر میں فرقہ وارانہ جھگڑوں پر اپنی توجہ کا اظہار کیا تھا یہ فسادات ہندوستان کی فضا کا ایک بہت ہی مصیبت خیز رُخ ہیں اور اسی سلسلہ میں ابھی ایک تازہ واقعہ ایک ہندوستانی ریاست میں بھی ہوا ہے ریاستوں کی فضا اب تک ان فسادات سے محفوظ تھی اور اب بھی گو اس قسم کے کچھ واقعات وہاں ہو سکتے ہیں تو وہ محض مفسدانہ تحریک کا نتیجہ ہوں گے یہ قوم کے لئے ایک بڑا خطرہ ہے اور میں اس موقع سے جس پر ہندوستانی رؤسا اظہار وفاداری اور اپنی ریاست کے استحکام کا اظہار کیا کرتے ہیں فائدہ اٹھا کر یور اکسلنسی کو اس امر کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں اپنے دائرہ حکومت میں ایسے شریر عناصر کی دخل اندازیوں کا سدِ باب کروں گا۔ دونوں قوموں کے مابین نیز رعایا و گورنمنٹ کے تعلقات میں بے اعتمادی کا احساس سیاسی اغراض سے پیدا کیا جا رہا ہے گو ریاستوں میں وہ اغراض پورے طور پر حاصل نہیں ہیں لیکن یہ ہر ہندوستانی فرماں روا کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس فتنہ سے

ہمیشہ ہوشیار رہے اور اپنی رعایا کے لئے آپس کے اتحاد اور محبت سے زندگی بسر کرنے کی ایک مثال قائم کرتا ہے۔ شہنشاہی حکومت اور ریاستوں کے مابین کوئی بے اعتمادی نہیں ہے اور ہم کو امید رکھنی چاہیئے کہ ہندوستان کے دوسرے حصّوں میں بھی یہ بے اعتمادی رفع ہو جائے گی اور اس کے اشتراک عمل کا احساس پیدا ہو جائے گا یہ مسئلہ ریاستوں کے مفاد سے بھی تعلق رکھتا ہے۔

ہم بقیہ ہندوستان کی طرح ہندوستان کی بہبودی کے شریک ہیں۔ ہم نے ان واقعات میں بھی حصّہ لیا جنھوں نے ہندوستان کی سیاسی ہیئت میں تغیر پیدا کیا۔ اور ہم امیدوں کے ساتھ اس زمانہ کے منتظر ہیں جب ہندوستان زیر سایہ برطانیہ آزاد اور خود مختار ہو جائے گا۔

مائی لارڈ! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ ہرگز کسی عدم اتحاد اور واقعات ماضی کو بھلا دینے کی اسپرٹ میں نہیں ہے یقین کیجیے کہ ہم برطانیہ کی ان برکات کو نہیں بھول سکتے اور ہم سے زیادہ ان کا کوئی معترف نہیں ہو سکتا جو حکومت برطانیہ کی وجہ سے ہندوستان میں پیدا ہوئیں اور جنھوں نے ایک منتشر ملک کو ایک قوم بنا دیا "سلف گورنمنٹ" حاصل ہو جانے کے بعد یہ تعلق یقیناً قائم رہے گا لیکن صرف اُس کی نوعیت بدل جائے گی اب تک ہندوستان تاج برطانیہ کا ایک درخشاں ہیرا تھا اور آیندہ وہ سلطنت برطانیہ کے اُفق پر ایک روشن ستارہ ہوگا۔

ہمارا شاندار ماضی ہمارے ملک کا وسیع رقبہ اور بہت بڑی

آبادی ہمارے ذرائع پیداوار، اِن سب باتوں کو پیشِ نظر رکھ کر
مستقبل کے متعلق ہماری امیدیں بھی اتنی ہی ہیں جتنی نوخیز
نسل کی ہو سکتی ہیں ہم ہندوستانی ریاستوں میں گورنمنٹ
برطانیہ اور باشندگان برطانیہ اور اُن کی سیاسی جماعتوں کے
لیڈروں کے وعدوں پر پورا اعتماد رکھتے ہیں جو انہوں نے
ہندوستان کو اُس کے آخری نصب العین تک پہنچانے کے لئے
امداد اور اعانت کے متعلق کئے ہیں ہم نہایت دلچسپی کے ساتھ
ہندوستان کو راہِ ترقی اور آزادی پر گامزن دیکھ رہے ہیں
اور اِن رکاوٹوں پر جو ناسمجھی اور بے اعتمادی کی وجہ سے لوگ
اُس کے راستہ میں پیدا کر رہے ہیں افسوس کرتے ہیں اب بعض
علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات بدل رہے ہیں اور رکاوٹوں
کی جگہ کارآمد تنقید اور نکتہ چینی لے رہی ہے اور امید کی جاتی ہے
کہ اب غلط ترجمانیوں کا زمانہ ختم ہو جائے گا ہندوستانی ریاستوں
کو بھی اس قسم کی بیجا دخل اندازیوں اور نکتہ چینیوں سے سابقہ
پڑتا ہے اور خصوصاً اس لئے کہ وہ ایسے غیر متعلق لوگوں کی جانب
سے ہوتی ہیں جو واقعات کو غلط طریقہ پر پیش کرتے ہیں اور صحیح
حالات کا علم نہیں رکھتے ہیں اس پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتا
کیوں کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ رُخ بھی جلد بدل جائے گا میں
صرف یہ ضرور عرض کروں گا بلکہ مجھے یقین ہے کہ جس وقت ہندوستان
کے مستقبل کا فیصلہ ہوگا نہ صرف ہندوستانی رؤسا کے اقتدار
حکومت کو جو اُن کا قدرتی حق ہے تسلیم کیا جائے گا بلکہ ہر ممکن طریقہ

پر اُن کی آزادی کی بیرونی حملوں سے حفاظت کی جائے گی جس طرح
ہندوستان کے اور صوبوں کو اپنے اپنے معاملات کے تصفیہ کرانے کا
حق ہے اُسی طرح ریاستوں کو بھی یہ حق پہنچتا ہے۔

یور ایکسیلنسی! اشتراکِ عمل میرا خاص مطمحِ نظر ہے جنوبی افریقہ کے
معاملات کا تصفیہ اُس اشتراکِ عمل کی ایک بہت اچھی مثال
ہے بہت سی صورتیں ایسی ہیں جن میں ہندوستانی ریاستیں برٹش
انڈیا کے ساتھ تعاون کر سکتی ہیں اور کرتی ہیں۔ مثال کے طور
پر جب یور ایکسیلنسی علی گڈھ جائیں گے تو معلوم ہوگا کہ اس قومی تعلیم گاہ
کو کس طرح ہندوستانی ریاستوں نے ابتدا ہی سے امداد دی
ہے ابھی حال ہی میں ایک پبلک اسکول قائم کرنے کی اسکیم شائع
ہوئی ہے جو انگلستان کے پبلک اسکولوں کے نمونہ پر ہوگا۔

یور ایکسیلنسی نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میں
بھی اس کی کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کی خدمت
کر سکوں گا چونکہ میں نے خود بھی ایک پبلک اسکول اور یونیورسٹی
کی تعلیم سے استفادہ کیا ہے یور ایکسیلنسی کو اس بات کا علم ہوگا کہ میں نے
بھوپال میں اس اسکول کے لئے ایک موزوں جگہ بھی پیش کی ہے
تاکہ اگر طے ہو جائے تو یہ اسکول یہاں قائم ہو سکے۔

تیسرا مسئلہ فوجی تعلیم کا ہے "پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری
کالج ڈیرہ دون" اگرچہ اپنی خوبیوں کے باعث ایک ممتاز حیثیت
رکھتا ہے لیکن تمام ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا اور ہندوستانی ریاستوں
کو ایسے مرکزوں کی ضرورت ہے جہاں اُن کے فوجی افسران کو فوجی
تعلیم کے لئے بھیجا جا سکے ریاستوں کی افواج سلطنت برطانیہ کی افواج
قوت کا ایک جزو ہیں اور اگرچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک فوجی
مشیر کی خدمات عطا کر کے ہم کو بہت کچھ امداد دی ہے لیکن پھر بھی

اِس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ریاستوں کی افواج کی
حالت نوجوان تربیت یافتہ افسران کی کمی کی وجہ سے اتنی اچھی
اور ترقی یافتہ نہیں ہے جتنی ہم دیکھنا چاہتے ہیں اپنے ہی
یہاں جب میں نے اپنی فوج کی خدمات مع چائنا ڈیفنس فورسز،
کے سلسلہ میں پیش کی تھیں تو اس وقت یہ معلوم ہو کر طمانیت
ہوئی کہ تمام افسران نے اپنی فوجی ملازمت ملیٹری کالج کی ٹریننگ
کے بعد شروع کی ہے۔ اِن حالات میں میں امید کر رہا ہوں کہ وہ
زمانہ نزدیک ہے جب ایسا کالج قائم ہو جائے گا۔

یور ایکسلنسی! ایک منٹ میں میں اپنے اندرونی معاملات
کے متعلق کچھ عرض کروں گا ہندوستانی ریاست کے حکمراں
کے پیش نظر تین اصول ہوتے ہیں۔ شہنشاہِ معظم کی وفاداری،
گورنمنٹ سے اشتراکِ عمل، اور اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کا
خیال، بھوپال کے حکمران خاندان کی وفاداری اِس قدر مسلّم
اور روشن ہے کہ اس کے متعلق صرف یہی کہہ دینا کافی ہے کہ
وہ آیندہ بھی اِسی طرح روشن اور مسلّم حقیقت کی طرح رہے گی۔
اشتراکِ عمل کے متعلق میں جناب والا کو یقین دلا چکا ہوں کہ
میرا نصب العین ہے رعایا کے معاملہ میں میرے مقاصد اُن کے
مقاصد ہیں میرے خاندان کی انتظامی قابلیت اور تجربہ ایک
نمایاں خصوصیت ہے جو وراثتاً ایک دوسرے کو منتقل ہوتی
رہی ہے میں اس کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جدید ضروریات مزید
تبدیلیوں کی خواہش مند ہوا کی گی۔ میری خوش قسمتی ہے کہ

مجھے اپنی شفیق اور محبوب والدہ کی جانب سے ایک خوش حال ریاست ملی ہے جس کی رعایا مطمئن ہے۔

حضور ممدوحہ کے ساتھ ساتھ اُن کی رعایا کو اُن کی ہمدردی اور بیدار مغزی اور انصاف کی وجہ سے ایک خاص محبت ہوگئی ہے اور میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں اپنی والدۂ محترمہ کے نقوش قدم پر چلتا رہوں۔ اور اِس سلسلہ میں مجھے اُن کی اصلاح اور رفاہ کے مواقع بھی حاصل ہیں میں بھی اپنی رعایا کے ہر طبقہ میں اتحاد اور اتفاق کی ضرورت کو انتہائی لازمی سمجھتا ہوں جتنا ہر ہائی نس ممدوحہ سمجھتی ہیں۔ اور جس طرح حضور عالیہ نے تعلیمی ترقی اور توسیع کی کوشش کی ہے، میں بھی وہ ہی قائم رکھوں گا۔ بقیہ معاملات رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہونگے اور ذرائع موجودہ سے تدریجاً فائدہ اٹھایا جائے گا۔

محکمۂ جنگلات اور زراعت پر خاص توجہ کی جارہی ہے تاکہ ریاست کی پیداوار میں ترقی ہو۔ اور اگر یور اکسیلنسی کے پروگرام میں آسانی سے کسی قدر تبدیلی ہو سکتی تو میں یور اکسیلنسی کو ایک نئے طریقۂ کاشت کا ملاحظہ کراتا جو ہمارے ڈائرکٹر زراعت نے ایجاد کیا ہے اور جس سے امید ہے کہ "شکر سازی" قصباتی صنعت وحرفت کی ایک مفید شاخ ہو جائے گی۔ اگر خدائے تعالےٰ کو منظور ہوا اور یہ ریاست میرے زیر حکومت ترقی کرتی رہی تو مجھے امید ہے کہ اس کی خوش حالی سے میری رعایا بھی متمتع ہوگی۔ اور اس کی روزافزوں قوت اور خوش حالی

سے سلطنتِ برطانیہ کی بھی ضرورت کے وقت اعانت اور خدمت کی جائے گی۔

یور ایکسلنسی! اب میں آپ کی عنایت آمیز مہمانداری کا جس سے میں نے اکثر لطف اٹھایا ہے شکریہ پیش کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ یور ایکسلنسی کو بھی میری ریاست میں مختصر قیام کے زمانہ میں مسرت اور لطف حاصل ہوگا۔

یہاں شکار یکجائی طور پر نہیں ملتا لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ہم جنگل کے بہت سے مختلف قسم کے جانور شکار کے لئے مُہیّا کر سکیں گے۔

دہلی میں اسٹیٹ بال کے موقع پر آپ نے مجھے چند نہایت عجیب و غریب اشیاء دکھائی تھیں جن کو دیکھ کر میں دنگ رہ گیا تھا۔ میں بھی ہندوستانی لکڑی کے صنعت کے بعض عجیب و غریب نمونہ پیش کروں گا۔

یور ایکسلنسی کے قیام کے آخری روز میری والدہ محترمہ ہر ایکسلنسی کو خواتین کے بعض زنانہ انسٹی ٹیوشنوں میں لے جائیں گی جن سے موصوفہ کو خاص طور پر دلچسپی ہے مثلاً مدارس، "ول فیر ہوم" اور "کلب"

لیڈی اروِن صاحبہ! آپ کی عنایات قلوب پر اثر کرتی ہیں اگر آپ والدہ محترمہ کی اس دعوت کو قبول فرمائیں گی تو ہماری خواتین کے لئے یہ ایک خوش گوار یادگار رہے گی کہ اُن کو آپ سے ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل ہوا۔

معزز حضرات و خواتین! اب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ میرے معزز مہمانان ہز ایکسلنسی لارڈ اروِن اور لیڈی اروِن کا جامِ صحت نوش کرنے میں شریک ہوں۔

اعلیٰ حضرت کی تقریر کے بعد ہز ایکسلنسی نے حسبِ ذیل جوابی تقریر[۱] ارشاد کی۔

یور ہائی نس! میں آپ کا اُن عنایت آمیز الفاظ پر شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے ابھی ارشاد فرمائے ہیں۔ گذشتہ جولائی میں ہماری مختصر سی وزٹ نے ہم کو توقع دلائی تھی کہ جلد ہی ہم کو یور ہائی نس کی ریاست سے زیادہ واقف ہونے کا موقع ملے گا۔ میں اور لیڈی اروِن بھی آپ کی اِس عنایت کے شکر گذار ہیں جس نے ہمیں یہ موقع اتنی جلد دے دیا۔ میں لیڈی اروِن کی طرف سے نیز اپنی جانب سے یور ہائی نس کا خلوصِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اِس قدر تواضع اور عنایت کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا۔ میرے خیال میں یور ہائی نس کے تمام مہمان اِس بات کے خواہش مند ہوں گے کہ اُن کے شکر گذاری کے جذبات کا اِس مہمان نوازی پر اظہار کروں مجھے صرف یہی خیال کسی قدر تکلیف دہ ہے کہ ہماری وزٹ رمضان میں ہونے کی وجہ سے یور ہائی نس اور دوسرے لوگوں کے لئے باعثِ تکلیف ہوئی۔

یہ خیال نہایت دل خوش کُن ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ اور ریاست بھوپال کے مابین افسانۂ محبت میں ایک صفحہ کا

---

[۱] اصل تقریر کا ترجمہ ہے۔

اور اضافہ ہوا۔ یہ دوستی اور محبت اُس ابتدائی زمانہ سے
شروع ہوتی ہے جب کہ گورمنٹ برطانیہ کو وسط ہند سے
کچھ تعلق پیدا ہوا تھا اور اب تک برابر مضبوط و مستحکم رہی
ہے۔ جس زمانہ میں اس کی سب سے زیادہ ضرورت
تھی اُسی زمانہ میں یہ سب سے زیادہ مضبوط ثابت ہوئی
یعنی ایامِ غدر اور جنگ عظیم کے زمانہ میں۔
اِس سے مجھے مخصوص طور پر خوشی ہوئی کہ ہیں یور ہائینس
کے پہلے سالِ حکومت میں بھوپال آیا اور میں آپ کے لئے
اِس سے زیادہ خوش نصیبی کی اور کیا دُعا کر سکتا ہوں کہ
آپ کا زمانۂ حکومت اتنا ہی پُرامن اور کامیاب ہو جتنا کہ
آپ کی والدہ محترمہ کا ہوا۔ جنھوں نے ابھی حال میں آپ کے لئے
مسند سے دست کشی اختیار کی ہے۔ ہر ہائنس بیگم صاحبہ
(اپنی خدمات پر) ہندوستان اور ریاست بھوپال کی جانب
سے ستایش کی مستحق ہیں قریب قریب پچیس ۲۵ سال وہ ریاست
کے نظم و نسق میں ہمہ تن منہمک رہیں اور ہم سب یہ توقع
کرتے ہیں کہ وہ اس یکسوئی میں جو اُنھوں نے اس شاندار
طریقہ پر حاصل کی ہے بہت سے مسرت کے سال بسر
کریں گی ہر ہائی نس ممدوحہ نے یور ہائی نس کو اپنا جانشین
بنا کر اور اِس طرح اپنے کامل اعتماد کا اظہار کر کے آپ کو سرفراز
کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اپنی زندگی کے آیندہ سالوں
میں وہ اپنے عزیز فرزند کی جس پر اُنھوں نے کامل اعتماد کا

اظہار کیا ہے مدبر گورنمنٹ دیکھ کر اطمینان حاصل کریں گی۔
یور ہائی نس بیشک نہایت خوش نصیب ہیں کہ بالعموم
مستقبل میں آپ کے لئے ایک ایسا مشیر موجود رہے گا جو
آپ کو اپنے تجربہ اور تدبر کا پورا فائدہ پہونچائے گا بھوپال
میں اس سے پہلے کوئی وائسرائے ایسے وقت میں نہیں
آیا جب کہ کوئی مرد مسند حکومت پر متمکن ہو اور اس لئے
یہ نہایت برمحل ہے اگر بھوپال کی خاتون حکمرانوں کی
قابلیت اور مضبوط اور مستحکم حکومت کے متعلق استعجاب کا اظہار
کروں۔ ایک انگریز کے لئے اگر وہ ایک خاتون کی قوت کا
بحیثیت ایک عمدہ فرمانروا کے اندازہ کرنا چاہتا ہے تو وہ
اپنے ملک کی تاریخ پر نظر ڈالے اور میں خیال کرتا ہوں کہ
ہندوستان بھی ہر ہائینس کی طرح ایک حکمراں خاتون کے
وجود پر فخر کر سکتا ہے جس نے باوجود اپنی مختلف النوع
ذمہ داریوں کے کسی وقت بھی اپنے عورت ہونے کو
فراموش نہیں کیا اور مسلسل ہندوستان میں اپنی صنف کی
بہبودی اور ترقی کے کاموں میں نہایت گہری دلچسپی
لیتی رہیں۔

یہ بالکل ممکن ہے کہ بھوپال پھر عورت کے زیر حکومت
آجائے جیسا کہ یور ہائینس کی صاحبزادی کی ذات سے
تیقن ہے کیونکہ گورنمنٹ آف انڈیا اس امر سے متفق ہے
کہ وراثت کا حق آپ کی اولاد کو پہونچنا چاہئے۔ اب تک

بھوپال کے اصولِ جانشینی کے متعلق اس قدر تذبذب رہا ہے کہ اِس موقع پر تین نہایت اہم اصول کا اظہار کرنا بے محل نہیں ہے جن کے مطابق جانشینی کا فیصلہ ہوگا۔

"تمام لڑکیوں پر لڑکے کو فوقیت ہے اور لڑکوں میں سب سے بڑا لڑکا جانشین ہوگا اور لڑکیوں میں سب سے بڑی لڑکی جانشین ہوگی"

یہ اعلان میں نے اس اُمید اور عقیدہ پر کیا ہے کہ اگر یور ہائینس کو اِس بارہ میں کوئی شک ہے جس سے آپ کے ریاست کے نظم و نسق کے متعلق فرائض میں کوئی خلل پڑتا ہے تو وہ پورے طور پر رفع ہو جائے۔ میں نہایت تیقن کے ساتھ بھوپال کی مُسلسل آئندہ بہبودیوں کے دیکھنے کا خواہش مند ہوں جو اُس کو یور ہائی نس کے زیرِ حکومت حاصل ہوں گی۔ علی گڈھ یونیورسٹی کے گریجویٹ کی حیثیت سے اور اپنی والدۂ محترمہ کے ایک کاؤنسل کے تجربہ کار ممبر کی حیثیت سے آپ اپنا دورِ حکومت اُن مخصوص سہولتوں کے ساتھ شروع کر رہے ہیں جو عام طور پر لوگوں کو حاصل نہیں ہوتیں۔ آپ میں نوجوانی کی مستعدی اور پختگی ہے اور اعصاب ارادہ کی مضبوطی اور تیزی۔ جس طرح اُس نے آپ کو پولو فیلڈ میں ہم سب کی نظروں میں ممتاز کیا تھا وہی آپ کو کاؤنسل کی میز پر ممتاز کرے گی۔ میں یور ہائنس کے نظم و نسق میں ہر کامیابی کی توقع کرتے ہوئے یقین کرتا ہوں کہ ہم آپ کی ذات میں

وہی صفات پائیں گے جو ایک کامیاب فرمانروا کے لئے ضروری ہیں جن میں عالی حوصلگی اور کشادہ دلی کے ساتھ نہ صرف اپنے دوستوں کی بلکہ اپنے مخالفوں کی قدر و قیمت کا پہچاننا بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتظامِ حکومت کی بعض نہایت سخت مشکلات یور ہائی نس کو درپیش ہیں اور آپ کی رعایا کے نقطۂ نظر سے کوئی سوال اتنا اہم نہیں ہے جتنا بندوبستِ اراضیات۔ میں نہایت دلچسپی کے ساتھ اس بارہ میں آپ کی کاؤنسل کے فیصلہ کو سنوں گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ زراعت کے محکمہ کی کامیابی بھی جو آپ کی گورنمنٹ نے نہایت عقلمندانہ طریقہ پر قائم کیا ہے جلد ہی میرے علم میں آئے گی۔

میں نے اس امر کو نہایت دلچسپی کے ساتھ سنا کہ آپ اسٹیٹ کے فوجی عہدہ داروں کے لئے ٹریننگ کا ایک مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہی خیال کچھ عرصہ سے گورنمنٹ کے زیر غور ہے اور ہمیں امید ہے کہ ہم بہت جلد ایک اسکیم کا نفاذ کریں گے جس کو کہ وہ رؤسا جو یور ہائینس کی طرح اپنے فوجی افسروں کو نہایت مکمل فوجی تعلیم دینا چاہتے ہیں پسند کریں گے۔

مجھے مسرت ہے کہ مجھ کو یور ہائی نس کی خدمت میں لفٹنٹ کرنل کے رینک عطا ہونے پر مبارکباد پیش کرنے کا یہ موقع مل رہا ہے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا جب مجھے اس ملک کے آئندہ دستورِ حکومت میں ریاستوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی باہمی ذمہ داریوں پر تقریر کرنے کا موقع ملا تھا۔ یہ

مسئلہ بہت ہی وسیع اور نہایت پیچیدہ ہے آبادی کے لحاظ
سے ہندوستانی ریاستوں میں بہتر ملین انسان آباد ہیں جو تمام
ہندوستان کی آبادی کا تقریباً چوتھائی حصہ ہے اور رقبہ کے
لحاظ سے ہندوستان کا ⅖ حصہ ریاستوں میں شامل ہے اور
اگر یہ سوال اتنی وسعت رکھتا ہے تو یقیناً یہ سب سے زیادہ
مشکل اور نازک مسئلہ ہے جو حکومت کا نظام مرتب کرنے والوں
کے پیش نظر ہے لیکن زمانۂ موجودہ کی تبدیلیاں جو گذشتہ
اثرات کو جن کے ماتحت معینہ حدود کے اندر اب تک زندگی
بسر ہوتی رہی ہے مٹانے پر آمادہ ہیں۔ ہندوستان کو کچھ
عرصہ بعد یا پہلے ایک مناسب تصفیہ پر مجبور کر دیں گی۔ جہاں
بہت سی قوتیں اسی سمت میں کام کر رہی ہیں اور جن کو نسل
مذہب، رسم و رواج اور روایات کے اختلاف سے اعانت
مل رہی ہے وہاں یہ بھی توقع ہے کہ زمانہ جو ایک نہایت ضابط
اور سمجھدار رہنما ہے ایک ایسے راستہ کی جانب رہنمائی کرے گا
جہاں اس مسئلہ کا حل ہو سکے گا۔

ہم اکثر یہ خواہش کرنے لگتے ہیں کہ کاش ہم کو غیب کی قوت
حاصل ہو جائے اور ہم مستقبل کے تمام رازوں کو معلوم کر سکیں۔
اس قوت کا حاصل ہو جانا یقیناً ان لوگوں کے کام میں بڑی
سہولت پیدا کرے گا جن کے متعلق اس پیچیدہ نظام کی تعمیر کا
کام ہے اور جو اس نظام کی ترکیب کے دوران میں صرف
ایک حصہ کو دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے موجودہ کام کی یہ

نوعیت نہیں اور موجودہ زمانہ میں کوئی شخص بھی اُن مسائل
کی نسبت جن پر کافی غور و خوض کر لیا گیا ہے۔ مستقبل
میں کسی آخری نتیجہ کے متعلق پیش بندی نہیں کر سکتا بہتر
ہوگا کہ ہم اس بات کو محسوس کر لیں کہ برٹش انڈیا اور دیسی
ریاستوں کو ایک دوسرے سے کچھ سیکھنا ہے اور ان میں
سے ہر ایک باہمی مفاد کے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے برٹش
انڈیا اور ریاستوں کے موجودہ نظامِ حکومت میں بہت بڑا
اختلاف ہے۔ آپ کا نظام شخصی ہے۔ گو شخصی حکومت
میں آپ اپنی کاؤنسلوں میں قابل لوگوں سے مشورہ
اور امداد لیتے ہیں لیکن ہم نے برٹش انڈیا کو حکومت
خود اختیاری کے راستہ پر چلایا ہے جہاں رائے دہندوں
کی اکثریت ہی اصلی سیاسی طاقت ہوتی ہے لیکن ہر حال میں
ہمارے مقاصد متحد ہیں اور وہ یہ کہ اُن لوگوں کی بہبودی اور
بہتری کے اسباب پیدا کئے جائیں گے جو حکومت کی حفاظت
میں رکھے گئے ہیں اور اگر اس اصول پر جیسا کہ یور ہائنس نے
ابھی کہا ہے ہم متفق ہو جائیں کہ حکومت خواہ کسی نوعیت
کی ہو اس کا مقصد پبلک کی فائدہ رسانی ہے نہ شخصیات
کی۔ میں یہ پیش بینی کر سکتا ہوں کہ باہم متحد اور متفق ہو کر
ہندوستان کے لئے ہندوستان کی ترقی اور بہبودی کے
ذرائع مہیا کرنے میں ہم کو کوئی دقت نہ ہوگی۔
آخر میں میں پھر ایک مرتبہ عرض کروں گا کہ مجھے اس ریاست کے
دورانِ قیام میں جس کی وفاداری اور مہمان نوازی کی میں

تعریف سُنا کرتا تھا بہت بڑی مسرت حاصل ہوئی ہے میں اس خوبصورت
شہر کے بہت سے نقوش اپنے حافظہ میں لے جاؤں گا اس کے نیلگوں تالاب
سرسبز جنگلات اور خوشنما مناظر جو اُن شمالی پہاڑوں کے مقابلہ میں
جہاں سے آپ کے بزرگ یہاں آئے تھے کہیں زیادہ دلکش ہیں
ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس سیر و شکار کے منتظر ہیں جس نے
انتظام کرنے کی آپ نے تکلیف برداشت کی ہے ریاست
کی ان چار پاؤں رہنے والی رعایا میں امید ہے کہ ہم اپنا
پارٹ نہایت خوبی سے ادا کریں گے۔ میں اب تمام ارباب
جماعت سے درخواست کروں گا کہ وہ ہز ہائی نس نواب صاحب
بھوپال کا جامِ صحت نوش فرمائیں۔

اس دلچسپ دعوت کے دوسرے دن ہز اکسیلنسی نے دو مختلف شکارگاہوں میں چار
شیروں کا شکار کیا۔ آخری دن ہر اکسیلنسی لیڈی ارون نے شکارگاہ سے واپس ہوکر
بھوپال میں علیا حضرت سرکار عالیہ مدظلہا کے ساتھ مختلف زنانہ مدارس اور
پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب کا معائنہ فرمایا۔

علیا حضرت کی طرف سے کلب میں گارڈن پارٹی تھی جس میں خاندان
شاہی کی بیگمات اور بھوپال کی معزز خواتین مدعو تھیں۔

اس موقع پر لیڈی ارون نے بھوپال گرلز گائڈ کا بھی معائنہ کیا اور
اُن کے کھیلوں اور کاموں کو دلچسپی کے ساتھ دیکھا۔

شام کے وقت ہر اکسیلنسی بھوپال سے روانہ ہوکر سلامت پور میں ہز اکسیلنسی کی
پارٹی میں شامل ہوگئیں اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مہمانوں کو الوداع کہا۔

تمام شد